حسن اعتقاد اور اصلاح اعمال پر مشتمل
ایک یادگار اور دلنشین تحریر کا حسین مجموعہ

رسائل کریمیہ



فاضل نوجوان محمد عقیل کریمی صاحب

ناشر

غوثیہ کتب خانہ



حسن اعتقاد اور اصلاح اعمال پر مشتمل

ایک یادگار اور دلنشین تحریر کا حسین مجموعہ

رسائلِ کریمیہ



از رشحاتِ قلم

فاضل نوجوان حضرت علامہ صاحبزادہ محمد علی کریمی صاحب مدظلہ

ناشر



غوثیہ کتب خانہ

نام کتاب ……… رسائل کریمیہ

مصنف ……… حضرت علامہ صاحبزادہ محمد علی کریمی صاحب

زیر اہتمام ……… حافظ محمد صابر حسین چشتی

اشاعت اوّل ……… رمضان المبارک ۱۴۳۰ھ

ناشر ……… غوثیہ کتب خانہ مغل پورہ، لاہور

قیمت ……… -/

ملنے کا پتہ………

غوثیہ کتب خانہ، مغل پورہ، لاہور

انتساب

میری یہ ادنیٰ کاوش اپنے والد گرامی

صوفی باصفا، عالم باعمل، یادگار اسلاف

حضرت علامہ مولانا ابوالمکارم

قاری **کریم الدین** رحمۃ اللہ علیہ چشتی سیالوی رضوی

کے نام

جن کے فیض صحبت و تربیت

اور دعاؤں کی وجہ سے احقر اس مقام پر ہے

صاحبزادہ محمد علی کریمی غفرلہ

خادم الکریم فاؤنڈیشن مجاہد آباد مغلپورہ لاہور

فہرست

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اہمیتِ عقیدہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَنْزَلَ الْقُرْاٰنَ وَ ھَدٰنَا بِہٖ اِلَی الْاِیْمَانِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ الْاَتَمَّانِ فِیْ کُلِّ حِیْنٍ وَّ اٰنٍ عَلٰی سَیِّدِ وُلْدِ عَدْنَانَ اَمَّا بَعْدُ فَقَدْ قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَ تَعَالٰی فِی الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ وَ قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا ؕ قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَ لٰکِنْ قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا وَ لَمَّا یَدْخُلِ الْاِیْمَانُ فِیْ قُلُوْبِکُمْ وَ اِنْ تُطِیْعُوا اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ لَا یَلِتْکُمْ مِّنْ اَعْمَالِکُمْ شَیْئًا ؕ اِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ۔ (الحجرات:۱۴)

ترجمہ: اعرابی (گنوار) بولے ہم ایمان لائے (پیارے محبوب) آپ کہہ دیجئے تم ایمان نہیں لائے ہاں یہ کہو ہم (اسلام لائے) نے ظاہری طور پر اطاعت قبول کر لی اور ابھی ایمان تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا اور اگر تم اللہ اور اسکے رسول کی فرمانبرداری کرو گے تو وہ تمہارے کسی عمل کا تمھیں نقصان نہ دے گا۔ بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

(پارہ ۲۶ سورۃ حم:۱۴)

ایمان اور اسلام کے درمیان مساوات ہے کیونکہ ایمان' عقائد اسلامیہ کا اقرار اور تصدیق کا نام ہے جبکہ دین اسلام انہی عقائد کی عملی اطاعت کا نام ہے۔ پس عقائد صحیحہ' اعمالِ صالحہ اور اخلاق حسنہ کے مجموعہ کا نام اسلام ہے یعنی اسلام کے معنی خضوع اور احکام کو قبول کرنا' مان لینا ہے یہی خضوع و انقیاد تصدیق ہے اور تصدیق عین ایمان ہے۔ اسی لیے ہر مسلمان پر لازم ہے کہ وہ اسلامی عقائد و معمولات سے واقف' اعمالِ صالحہ سے آگاہ اور اخلاقِ حسنہ سے روشناس ہو ورنہ وہ محض رسمی مسلمان ہوگا۔ یاد رہے کوئی شخص فقط کلمہ پڑھ لینے سے مدعیٔ اسلام تو ہو سکتا ہے اور اس پر اسلام کے دنیوی احکام جاری ہوں گے جبکہ ایمان کے لیے تین (۳) چیزوں کا ہونا ضروری ہے کیونکہ جمہور کے نزدیک ایمان

تصدیق واقرار کے مجموعہ کا نام ہے۔

(۱) زبان سے کلمہ طیبہ پڑھنا (اقرار باللسان)

(۲) اپنے دل میں باقی مذاہب وفرق باطلہ کے بطلان کا اذعان ویقین رکھنا۔

(۳) اور پھر ان سے نفرت کا اظہار بھی کرنا۔

اگر کوئی شخص کلمہ بھی پڑھے اور باقی ادیان وفرق باطلہ کے صحیح ہونے کا دعویٰ بھی کرے۔ تو وہ شخص ابھی (کامل) مومن نہ ہوا کیونکہ وہ تو ابھی اسلام کے بارے میں متردد (شک میں) ہے۔

اسی لیے علامہ اقبال علیہ الرحمۃ نے کہا:

زباں سے کہہ بھی دیا لا الہ تو کیا حاصل
دل و نگاہ مسلماں نہیں تو کچھ بھی نہیں
(علامہ اقبالؒ)

یا کوئی اختیاری طور پر کافروں کے شعار (علامات) اپنائے جیسے زُنّار باندھے، بت کے آگے سر جھکائے تو ہم ظاہر اور باطن دونوں اعتبار سے اسکو کافر کہیں گے۔ کیونکہ اختیار کے ساتھ یہ افعال تکذیب وانکار کی علامت ہے۔

نوٹ: عقائد اور اعمال، انفرادی واجتماعی کے ایک خاص نظام حیات کا نام "اسلام" ہے۔ اسکے اصول، قوانین اور حدود کی تعیین کتاب اللہ نے کی اور اسکی تشریح وتوضیح رسول اللہ ﷺ نے اپنے قول وعمل سے فرمادی پس اسلام ان عقائد واحکام الٰہیہ کے آگے سر تسلیم خم کردینے کا نام ہے جسکی تعلیم حضور نبی کریم ﷺ نے فرمائی۔

مذکورہ بالا گفتگو سے معلوم ہوا کہ وہ احکام شرعیہ جو قرآن، حدیث اور اجماع سے ثابت ہوتے ہیں۔ ان کی دو قسمیں ہیں:-

(۱) اعمال

(۲) عقائد

(۱) اعمال:

ان میں مسلمانوں کے اعمال وافعال کی کیفیت بیان کی جاتی ہے مثلاً شراب حرام ہے، صدق فقط لازم ہے وغیرہ۔

(۲) عقائد:

عقیدہ کی جمع ہے اور عقیدہ عقد سے بنا ہے جسکے معنی باندھنا، گرہ لگانا، انسان کے پختہ اور اٹل نظریات کو عقائد کہا جاتا ہے۔ اسکا ہر کام انہی نظریات کا عکس ہوتا ہے اور عقائد انسان کے دل ودماغ پر حکمرانی کرتے ہیں اور اسکے اعمال کے محرک بھی نظریات ہوتے ہیں۔

تنبیہ:

اعمال، نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج وغیرہ بے شک دین کا جزو لاینفک اور فرض قطعی ہیں اور انکا حساب وکتاب بھی ہوگا لیکن ان اعمال کی قدر وقیمت اسی وقت ہوگی جب عقیدہ صحیح ہوگا کیونکہ عقیدہ بمنزلہ شرط اور عمل بمنزلہ مشروط کے ہوتا ہے اور شرط کے بغیر مشروط ثابت نہیں ہوتا جیسے وضو نماز کے لیے شرط ہے اور وضو (شرط) کے بغیر نماز (مشروط) کا تحقق نہ ہوگا پس بغیر وضو نماز ادا کرنے والے کی عبادت کا کوئی فائدہ اسکو نہ ہوگا کیونکہ شرط (وضو) نہ پائی گئی۔

عصر حاضر میں اکثر طور پر عمل کی طرف ہی توجہ مبذول کروائی جارہی ہے اور اصلاح عقیدہ کی طرف سے صرف نظر کی جاتی ہے جبکہ عمل کے ساتھ ساتھ اصلاح عقیدہ کی بہت ضرورت ہے۔

اسی لیے میں درج ذیل سطور میں عقائد اسلامیہ کی چند باتیں احاطۂ تحریر میں لاؤں گا کیونکہ عقائد کی اصلاح اور ایمانیات کی درستگی ہی حقیقی فوز وفلاح کی گارنٹی ہے اور اعمال کی قبولیت کا دارومدار بھی انہی پر ہے۔

عقائد:

بنیادی عقائد توحید، رسالت، ملائکہ، آسمانی کتابوں اور آخرت پر ایمان لانا ہے۔ عقیدہ کی مثال ایک بیج کی طرح ہے اور عمل اس بیج سے اُگنے والا پودا ہے۔ ظاہر ہے کہ پودے میں وہی

خصوصیات ہوں گی جو بیج میں پوشیدہ ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے تمام پیغمبروں نے اپنی تبلیغ کا آغاز عقائد کی اصلاح سے کیا۔ یاد رہے آدم علیہ السلام سے لے کر حضور خاتم النبیین ﷺ کی شریعت مطہرہ تک عقائد ایک جیسے رہے سب نے ایک خدا، مقام قیامت اور حشر اجساد کی خبر دی البتہ اعمال میں تبدیلی ہوتی رہی جیسے اونٹ کا گوشت ابراہیم علیہ السلام اور بنی اسرائیل پر حرام تھا جبکہ شریعت مصطفوی میں اونٹ کا گوشت اور دودھ حلال ہے۔

پس شریعت مصطفوی کو اختیار کرنا تمام انسانوں پر لازم ہے کیونکہ سرکار دوعالم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لَوْ كَانَ مُوْسٰى حَيًّا مَا وَسِعَهُ اِلَّا اتِّبَاعِىْ.

(مشکوٰۃ المصابیح' باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ)

ترجمہ: اگر آج موسیٰ دنیا میں ہوتے تو انہیں میری پیروی کرنے کے سوا کوئی چارہ نہ ہوتا۔

لہٰذا تاجدار انبیاء نبی آخر الزمان احمد مجتبیٰ ﷺ قیامت تک طلوع ہونے والی ہر صبح کے نبی ہیں اور قیامت تک اب انہی کا سکہ چلے گا۔

دعویٰ:

سطور بالا سے معلوم ہوا کہ نجات کا دارومدار عقیدہ پر ہے۔ عقیدہ درست ہو تو بخشش کی قوی اُمید ہے ورنہ اصلاح عقائد کے بغیر اعمال کتنے ہی اچھے ہوں بخشش ممکن ہی نہیں ہے۔

دلیل (ا):

صحابی رسول ﷺ حضرت ابن عائذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک جنازہ حاضر ہوا اور رسول اللہ ﷺ جب جنازہ پڑھانے لگے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا:

"یارسول اللہ اس کا جنازہ نہ پڑھائیں کیونکہ یہ بدکار ہے"۔

یہ سن کر نبی آخر الزمان ﷺ نے پیچھے مڑ کر دیکھا اور نمازیوں سے پوچھا کیا تم میں سے کسی نے اس شخص کو اسلام کا کوئی کام کرتے دیکھا ہے۔ ایک صحابی نے عرض کیا:

"یا رسول اللہ ﷺ میں نے اسکو دیکھا تھا اس نے ایک دن فی سبیل اللہ پہرہ دیا تھا"۔

یہ سن کر آقائے دوجہاں ﷺ نے اسکا جنازہ پڑھا دیا اور پھر اسکو قبر میں اُتارا اور جب اس پر مٹی ڈال دی تو فرمایا:

"اے میرے عزیز! تیرے ساتھی گمان کرتے ہیں کہ تو دوزخی ہے لیکن میں اللہ تعالیٰ کا رسول گواہی دیتا ہوں کہ تو جنتی ہے۔ پھر فرمایا اے عمر! تجھ سے لوگوں کے اعمال کے متعلق سوال نہ ہوگا بلکہ فطرت (عقائد) کے متعلق پوچھا جائے گا"۔ (بیہقی' مشکوٰۃ المصابیح' ص ۳۳۶)

حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمۃ اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے یوں رقمطراز ہیں:

لِاَنَّ الْاِعْتِبَارَ بِالْفِطْرَةِ وَالْاِعْتِمَادَ بِالْاِعْتِقَادِ. (مرقاۃ' شرح مشکوٰۃ' صفحہ ۳۱۲)

ترجمہ: اعتبار فطرت اور عقیدت کا ہے۔

مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ فوت ہونے والے کا عقیدہ درست تھا باوجود سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فسق و فجور کی گواہی دینے کے بارگاہ نبوت سے اسکی بخشش کا پروانہ مل گیا۔

لہٰذا نجات کا دارومدار عقیدہ ہی پر ہے۔

دلیل (ب):

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوہ حنین میں ایک مسلمان کو دیکھ کر فرمایا! یہ دوزخی ہے (پس جب) جنگ شروع ہوئی تو اس شخص نے خوب جوہر دکھائے۔ مسلمانوں کی طرف سے کافروں سے خوب لڑا حتیٰ کہ اسے کافی زخم آئے اسلامی لشکر والوں میں سے ایک شخص نے دربار نبوت میں حاضر ہو کر عرض کیا یارسول اللہ ﷺ جس شخص کے متعلق آپ نے فرمایا ہے کہ وہ دوزخی ہے وہ تو اسلام کی خاطر خوب لڑ رہا ہے (کیا ایسا شخص بھی دوزخ میں جائے گا) یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا "ہاں بے شک وہ دوزخی ہے"۔

عقیدہ توحید اور بدعت کی حقیقت

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ لَا مَانِعَ لِحُکْمِہٖ وَلَا نَاقِضَ لِقَضَائِہٖ وَالصَّلٰوۃُ عَلٰی سَیِّدِ اَنْبِیَائِہٖ وَ سَنَدِ اَوْلِیَائِہٖ وَ عَلٰی اَحْبَابِہِ الْمُغَارِ حِیْنَ لِاَعْدَائِہٖ اَمَّا بَعْدُ فَقَدْ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِی الْقُرْآنِ الْکَرِیْمِ.

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَ یَغْفِرُ مَادُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَاءُ وَ مَنْ یُّشْرِکْ بِاللّٰہِ فَقَدِ افْتَرٰی اِثْمًا عَظِیْمًا ○ (النساء:۴۸)

ترجمہ: بے شک اللہ اسے نہیں بخشتا کہ کوئی اس کا شریک ٹھہرایا جائے اور اس کے نیچے جو کچھ ہے جسے چاہے معاف فرما دیتا ہے اور جو اللہ کا شریک ٹھہراتا ہے وہ گناہِ عظیم کا ارتکاب کرتا ہے۔

قرآن حکیم رب لم یزل کی کتاب لاریب ہے۔ جس کی ہر آیت انسان کو دعوتِ فکر دیتی ہے۔ لیکن اس کی اصل مراد تک وہی شخص پہنچ سکتا ہے جو آیاتِ قرآنیہ کے معانی کا تعین کرتے ہوئے احادیث مبارکہ، صحابہ کبار رضوان اللہ علیہم اجمعین اور مفسرین کرام رحمھم اللہ کی رائے کو پیش نظر رکھے۔ اپنی رائے سے ترجمہ، تفسیر کرنا اور یہ مدنظر نہ رکھنا کہ آیت کریمہ کا وہ معنی جو اس نے تعین کیا ہے اس سے تو گذشتہ چودہ سو سال کے مفسرین کی صریح مخالفت اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اقوال سے روگردانی ہو رہی ہے۔ پس یہی بات اس بندے کے ضال و مضل بننے کیلئے کافی ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ قَالَ فِی الْقُرْآنِ بِرَأْیِہٖ فَاَصَابَ فَقَدْ اَخْطَأَ.

(ترمذی، ابوداؤد، بحوالہ مشکوٰۃ، صفحہ ۳۵)

ترجمہ: جس نے قرآن کریم میں اپنی رائے سے بات کی پھر وہ ٹھیک بھی تھی پس تحقیق اس نے خطا (غلطی) کی۔

یہ سن کر قریب تھا کہ بعض لوگ شک میں مبتلا ہو جاتے لیکن ہوا یوں کہ جب جنگ ختم ہوئی تو وہ شخص خودکشی کر کے حرام موت مر گیا۔ یہ دیکھ کر لوگ رسول اللہ ﷺ کی طرف دوڑے اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ بے شک اللہ تعالیٰ نے آپ کی بات کو سچ کر دکھایا ہے کہ وہ شخص حرام کی موت مر کر دوزخی ہوا۔

یہ سن کر نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''اللہ اکبر میں گواہی دیتا ہوں کہ میں اللہ کا بندہ اور اسکا رسول ہوں۔ اے بلال! اُٹھ اور اعلان کر دے کہ جنت میں وہی جائے گا جو مومن ہے اور بے شک اللہ تعالیٰ اس دین کی تائید و حمایت کسی فاجر شخص سے بھی کروا لیتا ہے''۔ (صحیح بخاری، بحوالہ مشکوٰۃ، صفحہ ۵۳۴)

مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ اعمالِ صالحہ یعنی نماز روزہ وغیرہ میں سے جہاد فی سبیل اللہ اور اللہ کی راہ میں جان و مال قربان کرنا سب سے اونچی نیکی ہے لیکن جسکا عقیدہ درست نہ ہو بلکہ دل میں نفاق ہو تو ایسا شخص اعلاءِ کلمہ حق کے لیے میدانِ جنگ میں بھی پہنچ جائے تو اسکا یہ عمل قابلِ قبول نہیں۔ اسی لیے قلندر لاہوری، علامہ اقبال علیہ الرحمۃ نے کہا:

بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
گر باو نہ رسیدی تمام بولہبی است

(علامہ اقبالؒ)

.... ۞ ....

آج کچھ لوگ اُمت مسلمہ کو بعض افعال کے کرنے پر شرک و بدعتی جیسے الفاظ سے موسوم کرتے ہیں۔ حالانکہ تعصب کی پٹی ہٹا کر دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ یہی افعال تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور علماء ملت اسلامیہ میں سے کثیر افراد سے وارد ہوئے۔ بلکہ معترضین خود بھی ان افعال کے مرتکب ہورہے ہیں۔

ان افعال کے مرتکبین پر اپنی بات کو فوقیت دینے کیلئے قرآن و حدیث کا سہارا لیتے ہوئے اپنی رائے سے تفسیر و وضاحت کی جاتی ہے اور ایسی باتیں بنائی جاتی ہیں جن کی نظیر گذشتہ چودہ سو سال میں نہیں ملتیں غیب کی خبریں دینے والے ہادی برحق ﷺ نے اس فتنے کی خبر دیتے ہوئے چودہ سو سال قبل ہی اپنی امت کو متنبہ کر دیا تھا۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

📖 يَكُوْنُ فِيْ اٰخِرِ الزَّمَانِ دَجَّالُوْنَ كَذَّابُوْنَ يَأْتُوْنَكُمْ مِنَ الْاَحَادِيْثِ بِمَا لَمْ تَسْمَعُوْا اَنْتُمْ وَلَا اٰبَاؤُكُمْ فَاِيَّاكُمْ وَ اِيَّاهُمْ لَا يُضِلُّوْنَكُمْ وَلَا يَفْتِنُوْنَكُمْ.

(صحیح مسلم المقدمہ جلد نمبر ۱ صفحہ ۱۰ کنز العمال جلد نمبر ۱۰ صفحہ ۱۹۳ مشکوٰۃ المصابیح صفحہ ۱۵۲ مشکل الآثار للطحاوی جلد نمبر ۴ صفحہ ۱۰۴)

ترجمہ: آخری زمانہ میں ایسے جھوٹے اور دجال لوگ ہوں گے۔ جو تمہارے پاس وہ (احادیث) باتیں لائیں گے جو نہ تم نے سنی ہوں گی نہ تمہارے آباؤ اجداد نے پس ان سے بچو ان سے دُور رہو کہیں تمہیں وہ گمراہ نہ کر دیں اور تمہیں فتنہ میں مبتلا نہ کر دیں۔

آج مسلمانوں سے کہا جاتا ہے کہ تمہارے یہ اقوال و افعال اور اعمال مشرکین کے افعال میں سے ہیں مثلاً یا رسول اللہ ﷺ کہنا اور میلاد منانا' تقلید کرنا' نبی کریم ﷺ کا علم غیب ماننا نبی کریم ﷺ کو حاضر ناظر جاننا وغیرھم اس بات کی وضاحت سے پہلے شرک کے تین درجات جاننا ضروری ہے۔

چنانچہ علامہ ابو عبداللہ انصاری القرطبی نے شرک کے تین مراتب بیان کیے۔

(۱) اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی انسان جن و بشر و حجر کو اللہ (خدا) ماننا۔

(۲) کسی کے متعلق یہ عقیدہ رکھنا کہ وہ مستقل طور پر اور بالذات اللہ تعالیٰ کے بغیر کوئی کام کر سکتا

ہے۔ اگرچہ اس شخص کو الٰہ "خدا" نہ مانے۔

(۳) کسی کو عبادت میں شریک کرنا (الجامع الاحکام القرآن)

لیکن اہل اسلام کسی کے متعلق حتیٰ کہ نبی کریم ﷺ کے متعلق بھی یہ عقیدہ نہیں رکھتے کہ (نعوذ باللہ) وہ الٰہ ہیں یا وہ مستقل بالذات اللہ تبارک و تعالیٰ کے بغیر کوئی کام کر سکتے ہیں یا عبادت میں ان کو شریک مانا جائے۔

تو پھر بعض لوگ ان قرآنی آیات کو جو بتوں کے بارے میں آئی ہیں۔ انکو مومنوں پر چسپاں کرتے ہوئے عوام الناس و سادہ لوح مسلمانوں کو دھوکا دیتے ہیں۔ جبکہ بخاری شریف میں ہے۔

📖 وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَرَاهُمْ شِرَارَ خَلْقِ اللّٰهِ وَقَالَ اِنَّهُمُ انْطَلَقُوْا اِلٰى اٰيَاتٍ نَزَلَتْ فِي الْكُفَّارِ فَجَعَلُوْهَا عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ. (بخاری شریف جلد دوم باب قتال الخوارج ص ۱۰۲۴)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما خارجی گروہ کو ساری مخلوق سے بُرا جانتے تھے اور فرمایا کہ ان لوگوں نے اپنا طریقہ یہ بنا لیا ہے کہ جو آیات کفار و مشرکین کے حق میں نازل ہوئی ہیں۔ ان کو مومنوں پر چسپاں کرتے ہیں۔

شرک:

اصطلاح شرع میں شرک اکبر کی تعریف ہے اعتقاد الشریک فی الالوھیۃ وخواصھا

📖 اِعْتِقَادُ الشَّرِيْكِ فِي الْاُلُوْهِيَّةِ وَ خَوَاصِّهَا.

ترجمہ: الوہیت یا اسکے خواص میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کے شریک ہونے کا اعتقاد رکھنا۔

جبکہ توحید:-

📖 اِعْتِقَادُ عَدَمِ الشَّرِيْكِ فِي الْاُلُوْهِيَّةِ وَ خَوَاصِّهَا.

ترجمہ: الوہیت اور اسکے خواص میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کے شریک نہ ہونے کا اعتقاد رکھنا۔

(شرح مقاصد جلد ۲ صفحہ ۶۴)

پس شرع میں اللہ تعالیٰ کی ذات یا صفات میں کسی کو شریک ماننا۔ یعنی جیسا اللہ تعالیٰ ہے

دیا ہم کسی کو خدا مانیں۔ پس اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے ہوتے ہوئے کسی دوسرے الٰہ کا تصور کرے تو وہ رب قدوس کی ذات میں شرک کر رہا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کی صفات علیم سمیع بصیر ہیں۔ پس ان صفات میں کسی دوسرے کو اللہ عزوجل کے برابر شریک ٹھہرانا۔ اس کی صفات میں شرک کو ثابت کرتا ہے۔ جیسا کہ ملا علی قاری فرماتے ہیں۔

📖 اِتِّخَاذُ اِلٰهٍ غَيْرُ اللّٰهِ. (المرقاۃ ۱:۱۲۲)

ترجمہ: اللہ کے علاوہ کسی اور کو الٰہ بنانا۔

📖 اى بِذَاتِهٖ وَ صِفَاتِهٖ وَ عِبَادَتِهٖ. (المرقاۃ ۱:۱۲۹)

ترجمہ: یعنی اس کی ذات صفات اور عبادت میں۔

نتیجہ بحث یہ نکلا کہ کسی کے بارے میں اگر مشکل کشائی کا عقیدہ رکھا جائے تو فرق یہ ہوگا کہ بندے کا مشکل کشاء ہونا عطائی ہے۔ یعنی وہ بندہ کسی کی مشکل دور کرتا ہے تو وہ اللہ عزوجل کی دی ہوئی طاقت سے مشکل کشائی کرتا ہے جبکہ رب قدوس کی یہ صفت ذاتی ہے تو فرق ظاہر ہوگیا لہٰذا ہمارا عقیدہ تو شرک کی بیخ کنی کرنے والا ہے پس عین توحید کو شرک کہنا صحت عقل پر دال نہیں۔

غیب جاننے والے افضل الرسل ﷺ اپنی حیات مبارکہ میں اپنی امت کو مژدہ دے دیا تھا کہ مجھے تمہارے متعلق اس بات کا ڈر نہیں کہ تم شرک میں مبتلا ہو جاؤ گے۔

📖 عَنْ عُقْبَةَ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَرَجَ يَوْمًا فَصَلّٰى عَلٰى اَهْلِ اُحُدٍ كَصَلَاتِهٖ عَلَى الْمَيِّتِ ثُمَّ انْصَرَفَ اِلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ اِنِّىْ فَرَطٌ لَّكُمْ وَ اَنَا شَهِيْدٌ عَلَيْكُمْ وَ اِنِّىْ لَاَنْظُرُ اِلٰى حَوْضِىْ اُعْطِيْتُ مَفَاتِيْحَ خَزَائِنِ الْاَرْضِ اَوْ مَفَاتِيْحَ الْاَرْضِ وَ اِنِّىْ وَاللّٰهِ مَا اَخَافُ عَلَيْكُمْ اَنْ تُشْرِكُوْا بَعْدِىْ وَلٰكِنْ اَخَافُ عَلَيْكُمْ اَنْ تَنَافَسُوْا فِيْهَا. (بخاری شریف باب اُحُدٍ یحبّنا جلد۲ صفحہ:۵۸۵)

ترجمہ: حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دن نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور شہدائے احد پر نماز جنازہ پڑھی جیسے میت پر نماز جنازہ پڑھی جاتی ہے۔ پھر آپ منبر پر تشریف لے گئے اور ارشاد فرمایا کہ بے شک میں تمہارے لئے پیش رو ہوں اور تمہارے اوپر گواہ ہوں اور بے شک میں اب بھی (یہاں سے) اپنے حوض کوثر کو دیکھ رہا ہوں اور بے شک مجھے زمین کے خزانوں کی چابیاں عطا کی گئی ہیں۔ یا زمین کی چابیاں اور خدا کی قسم مجھے تمہارے متعلق یہ خوف نہیں ہے کہ تم میرے بعد شرک میں مبتلاء ہو جاؤ گے اور لیکن میں خوف رکھتا ہوں کہ تم محبت دنیا میں گرفتار ہو جاؤ گے۔

مسلمانوں کو مشرکین کی صف میں شامل کرنے والے سوچیں کہ آقائے دو جہاں حامئی بے کساں اُمت کے غمخوار ﷺ تو امت مسلمہ کو مژدہ دے رہے ہیں کہ تمہارا اور برائیوں میں پڑ جانے کا تو مجھے خوف ہے لیکن وقوع شرک کا مجھے کوئی خوف نہیں۔ پھر بتایئے کہ یہ لوگ اُمت مسلمہ کے اعمال صالحہ کو شرک کے ساتھ متصف کر کے کس کو خوش کر رہے ہیں؟

بدعت:

لغت میں نئی ایجاد کو کہتے ہیں۔ جیسے بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یعنی ہر وہ کام جس کی مثال پہلے نہ پائی جائے وہ بدعت کہلائے گا۔ جبکہ اصطلاح شرع میں اس فعل کو کہتے ہیں جس کا وجود زمانہ رسول ﷺ میں نہ پایا جائے۔ ابتدا اس کی دو قسمیں ہیں:

(۱) بدعت سیئۃ:

یہ بدعت نبی کریم ﷺ کے اس قول کے ساتھ مردود ہے کہ:

📖 مَنْ اَحْدَثَ فِىْ اَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ. (مشکوٰۃ ص:۲۷)

ترجمہ: جس نے ہمارے اس دین میں کوئی نئی بات پیدا کی۔ جس کی اصل دین میں نہ تھی تو وہ رد ہو گیا۔

کیونکہ یہ بدعت کتاب و سنت اجماع امت اور قواعد دین کے مخالف ہوتی ہے۔ پس قول رسول ﷺ كُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ (ہر بدعت گمراہی ہے) اس قسم کے ساتھ خاص ہے۔ پس معلوم ہوا ہر

بدعت سیئہ گمراہی ہے۔

📖 كُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَ كُلُّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ. (مشکوٰۃ ص:۳۰)

ترجمہ: ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی دوزخ میں لے جانے والی ہے۔

مندرجہ بالا حدیث مبارکہ کے تحت ملا علی قاری یوں رقمطراز ہیں:

📖 قَالَ فِي الْأَزْهَارِ أَيْ بِدْعَةٌ سَيِّئَةٌ ضَلَالَةٌ.

ترجمہ: کتاب ازھار میں ہے اس بدعت سے مراد جو گمراہی ہے وہ بدعت سیئہ ہے۔

(۲) بدعت حسنہ:

جس کام کو مسلمان اچھا سمجھیں جیسا کہ حدیث میں وارد ہے:

📖 مَارَآهُ الْمُسْلِمُوْنَ حَسَنًا فَهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ حَسَنٌ. (مسند امام احمد بن جلد نمبر ا ص:۳۷۹)

ترجمہ: جس کام کو مسلمان اچھا سمجھیں وہ اللہ کے ہاں پسندیدہ ہے۔

اسی طرح ارشاد ہوا:

📖 مَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهُ اَجْرُهَا وَ اَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ بَعْدِهٖ مِنْ غَيْرِ اَنْ يَّنْقُصَ مِنْ اُجُوْرِهِمْ شَيْئٌ. (مسلم جلد نمبر ا ص:۳۲۷، بحوالہ مشکوٰۃ ص:۳۳)

ترجمہ: جس نے اسلام میں کوئی اچھا کام ایجاد کیا اس کو اس کا اجر ملے گا اور اس کو بھی (اجر ملے گا) جو اس پر عمل کرے اس کے بعد بغیر ان کے اجر و ثواب کی کمی کے۔

ان اقسام کے تحت بدعت کی مزید پانچ اقسام ہیں:-

(ا) بدعت واجبہ:

جیسے علم صرف و نحو کا پڑھنا، پڑھانا کیونکہ ان علوم کا سیکھنے، سمجھانے کا مقصد کلام اللہ عزوجل اور کلام مصطفیٰ ﷺ کی اصل مراد تک پہنچنا ہے۔ لہٰذا ان علوم کا سمجھنا، سمجھانا واجب ہوا۔ اس طرح قرآن کریم کی غیر مشہور قرأتوں کو یاد کرنا اور احادیث غریبہ کو اور اصول فقہ مرتب کرنا اسی طرح معتبر اور غیر معتبر حدیث کے راویوں کے متعلق کلام کرنا۔ صحیح، غیر صحیح یا سقیم حدیث کو پرکھنا یہ سب بدعت واجبہ ہیں۔

(ب) بدعت محرمہ:

اہل بدعت قدریہ، جبریہ، مرجیۂ، مجسمہ، غیر مقلدین کے لئے یہ بدعت محرمہ ہیں اور موجودہ دور کے بدعتی فرقے جو شانِ رسول ﷺ میں تنقیص کی کوشش کر رہے ہیں۔

شرک ٹھہرے جس میں تعظیم حبیب ﷺ
اس برے مذہب پہ لعنت کیجئے (اعلیٰحضرت)

نوٹ: ان کا رد کرنا پہلی قسم یعنی بدعت واجبہ سے ہے کیونکہ ان بدعتی فرقوں کے اقوال سے شریعت کی حفاظت کرنا فرض کفایہ ہے۔

(ج) بدعت مستحبہ:

جیسے مسافر خانوں، مدرسوں اور ان تمام نیک کاموں کا کرنا جو قرونِ اولیٰ میں ظاہر نہیں ہوئے تھے۔ تراویح پڑھنا، تصوف کے باریک مسائل، دینی مسائل سمجھانے کے لئے کانفرنس اور جلسوں کا اہتمام اسی طرح محافل میلاد کا قیام اگر ان سے خدا کی رضا مقصود ہو۔

(د) بدعت مکروہہ:

ضرورت سے زائد مسجد کو مزین کرنا یا قرآن مجید کے اوراق کو مزین کرنا۔

(ہ) بدعت مباحہ:

جیسے صبح سویرے اور عصر کے بعد مصافحہ کرنا اور لذت دار کھانے کھانا اسی طرح پینے، پہننے اور رہنے کی چیزوں میں فراخی کرنا۔ (مصباح الزجاجہ حاشیہ ابن ماجہ)

معلوم ہوا کہ دین اسلام میں کوئی ایسا نیا کام پیدا کرنا جس کی مثال اصل اسلام میں نہیں تھی تو وہ کام رَدّ ہے اور جس کی اصل اسلام میں پائی جائے اس کو کوئی نیا نام یا صورت دے دی جائے تو اسلام میں مردود نہیں۔

عقیدہ تقدیر

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَبْدَعَ الْاَفْلَاکَ وَالْاَرْضِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی من کان نبیًا وَّ ادم بین الماء و الطین اما بعد فقال اللہ تعالٰی فی القرآن المجید وَ کُلُّ اَمْرٍ مُّسْتَقِرٌّ. اَللّٰھُمَّ ھدایۃ الحق والصواب ربّنا لا تُزِغْ قلوبنا بعد اِذْ ھدیتنا و ھب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوھاب.

ترجمہ: تمام تعریف وتوصیف اللہ وحدہ لاشریک کیلئے جس کی قضاء سے تمام افعال وجود میں آتے ہیں اور کروڑہا درود وسلام ہو اس ذات اقدس پر جن کے تصرف میں تمام جہان کردیا گیا ہے۔

احکام شرع دو طرح کے ہیں۔ بعض وہ ہیں جن کا تعلق کیفیت عمل کیساتھ ہوتا انہیں فرعیۂ عملیہ کہتے ہیں اور بعض وہ ہیں جن کا تعلق اعتقاد کیساتھ ہوتا ہے انہیں اصلیہ واعتقادیہ کہتے ہیں۔ انہی مسائل اعتقادیہ میں ایک اہم عقیدہ "تقدیر" ہے جو اسلامی عقائد میں بہت زیادہ اہمیت کا حامل ہے جسکی وجہ سے انسان میں یقینِ کامل وتوکل کا ایقان پیدا ہوتا ہے۔

اللہ رب العزت نے منافقین کے احوال کی خبر دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"اور اگر ان لوگوں کو کوئی فائدہ پہنچتا ہے تو کہتے ہیں یہ اللہ کی طرف سے ہے اور اگر کوئی نقصان پہنچتا ہے تو کہتے ہیں (اے محمد ﷺ) کہ یہ نقصان آپ کی وجہ سے (ہمیں پہنچا) ہے کہہ دو کہ (رنج وراحت) سب اللہ ہی کی طرف سے ہے ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ بات بھی نہیں سمجھ سکتے۔" (النساء:۷۸)

تقدیر:

تقدیر کا لغوی معنی ہے اندازہ لگانا اور یہ قضاء وفیصلہ کے معنی میں آتا ہے۔ اصطلاح میں اس

اندازے اور فیصلے کا نام ہے جو رب کی طرف سے اپنی مخلوق کے متعلق تحریر میں آ چکا ہے۔ یعنی ہر مخلوق کو جن صفات کے ساتھ جس زمان ومکان میں موجود ہونا ہے۔ ان سب کو پہلے ہی سے متعین کر دیا گیا۔ لہٰذا جو اللہ رب العزت کی طرف سے مخلوق کے لیے تعیین کر دی گئی ہے۔ اسی کے مطابق ہر مخلوق کا وجود ہوتا ہے۔ جیسے (بلاتمثیل ومشابہ) مکان بنانے سے پہلے ایک نقشہ اور خاکہ ذہن میں یا کاغذ پر تیار کیا جاتا ہے کہ اتنے طول وعرض کے اتنے کمرے ہوں گے فلاں جانب صحن ہو گا فلاں جانب غسل خانہ اور باورچی خانہ ہو گا۔ پھر اسی ذہنی یا کاغذی نقشہ کے مطابق مکان کی تعمیر ظہور میں آتی ہے۔ اسی طرح عالم کا نقشہ خدا کے ہاں پہلے پنہاں وجود رکھتا ہے۔ جس میں ہر چیز کا حسن وقبح' نافع ہونا یا نقصان دہ ہونا اسکے وجود کا زمان ومکان سب کچھ متعین ہوتا ہے اور اس نقشہ کے مطابق ہی ہر چیز کا وجود وظہور ہوتا ہے پس اسی وجود پنہاں کو (جسکے مطابق ہر چیز کا وجود ظاہری ہوتا ہے) اہل اسلام تقدیر کہتے ہیں۔

تَبَارَکَ مَنْ اَجْرَی الْاُمُوْرَ بِحُکْمِہٖ
کَمَا شَاءَ لَا ظُلْمًا اَرَادَ وَلَا ھَضْمًا
فَمَا لَکَ شَیْئٌ غَیْرَ مَا اللّٰہُ شَاءَہٗ
فَاِنْ شِئْتَ طِبْ نَفْسًا وَ اِنْ شِئْتَ مُتْ کَظْمًا

ملا علی قاری علیہ الرحمۃ تقدیر کا معنی بیان کرتے ہوئے یوں رقمطراز ہوئے ہیں:

تَعْتَقِدَ اَنَّ اللّٰہَ قَدَّرَ الْخَیْرَ وَ الشَّرَّ قَبْلَ خَلْقِ الْخَلَائِقِ وَ اَنَّ جَمِیْعَ الْکَائِنَاتِ مُتَعَلِّقٌ بِقَضَاءِ اللّٰہِ تَعَالٰی مُرْتَبِطٌ بِقَدْرِہٖ قال تعالٰی کل من عند اللہ و ھو مرید لھا. (المرقاۃ' جلد:۱' ص:۸)

ترجمہ: تو یہ عقیدہ رکھے کہ بے شک اللہ رب العزت نے مخلوق کی پیدائش سے پہلے بھلائی اور برائی کو مقرر کر دیا ہے اور پوری کائنات اللہ تعالٰی کی قضاء کیساتھ متعلق اور اسکی تقدیر کے ساتھ بندھی ہوئی ہے۔

جبکہ شرح السنۃ میں ہے:

اَلْاِیْمَانُ بِالْقَدْرِ فَرْضٌ لَازِمٌ.

ترجمہ: تقدیر پر ایمان لانا لازمی فرض ہے۔

اور جہاں تک تقدیر کے بدل جانے کی بات ہے تو اسکے لیے تقدیر کی تین اقسام کا جاننا ضروری ہے۔

تقدیر کی تین قسمیں ہیں: (۱) مبرم حقیقی، (۲) مشابہ مبرم، (۳) معلق محض۔

(۱) مبرم حقیقی:

یہ تقدیر کی وہ قسم ہے جو اللہ رب العزت کے علم میں ہے اور کسی شے پر معلق نہیں ہے۔ اسکی تبدیلی ناممکن ہے۔ اگر محبوبانِ خدا اتفاقاً اسکے بارے میں کچھ عرض کردیں تو انہیں اس (قضاء مبرم حقیقی کی تبدیلی) کے خیال سے واپس فرمادیا جاتا ہے۔

(۲) مشابہ مبرم:

تقدیر کی یہ قسم خاص محبوبوں کی دعا سے بدل جاتی ہے۔ حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ اسی کے بارے میں فرماتے ہیں: ''میں قضائے مبرم کو رَدّ کر دیتا ہوں''۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

یَمْحُوا اللّٰهُ مَا یَشَآءُ وَ یُثْبِتُ ۚ وَ عِنْدَهٗۤ اُمُّ الْكِتٰبِ.

ترجمہ: اور اللہ جو چاہے مٹاتا اور ثابت کرتا ہے اور اصل لکھا ہوا اسی کے پاس ہے۔

(الرعد، پارہ ۱۳، آیت: ۳۹)

(۳) معلق محض:

تقدیر کی یہ قسم عام ہے۔ جو اولیاء کرام کی دعاؤں سے، اُنکے ارادوں سے اور نیک اعمال سے بدلتی رہتی ہے۔

حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو خط لکھا کہ آپ قضاء و قدر کے بارے میں بتایئے۔ حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے انکو لکھا کہ جو اللہ تعالیٰ کی اچھی اور بُری قضاء و قدر پر ایمان نہیں لاتا وہ کافر ہے اور جس نے اپنے گناہ کی نسبت اللہ کی طرف کردی اس نے گناہ کا ارتکاب کیا۔ اللہ تعالیٰ نہ تو مجبوراً نیکی کرواتا ہے اور نہ گناہ کا غلبہ دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ تو اسکا بھی مالک ہے جو بندے کی ملکیت میں ہے اور اس پر قادر ہے جس پر بندہ کو قدرت حاصل ہے۔ اگر وہ اطاعت کریں تو اللہ تعالیٰ ان بندوں اور انکے اعمال کے درمیان حائل نہ ہوگا۔ اور اگر وہ گناہ کریں تو اگر اللہ چاہے تو ان کے اعمال اور بندوں کے درمیان حائل ہو جائے۔

اہل سنت و جماعت کا تقدیر کے بارے میں عقیدہ یہ ہے کہ بندے کے اچھے اور بُرے افعال اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیدا کردہ ہیں اور اسی کے ارادہ سے ہیں لیکن اسکا اکتساب بندہ کرتا ہے پس بندے کو افعال کے کرنے پر اختیار دیا گیا ہے۔

مسئلہ تقدیر کی وضاحت کرتے ہوئے ملا علی قاری کہتے ہیں:

وَ هُوَ اَنْ یَّعْتَقِدَ اَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی خَالِقُ اَعْمَالِ الْعِبَادِ خَیْرِهَا وَ شَرِّهَا وَ كَتَبَهَا فِی اللَّوْحِ الْمَحْفُوْظِ قَبْلَ اَنْ خَلَقَهُمْ وَالْكُلُّ بِقَضَائِهٖ وَ قَدْرِهٖ وَ اِرَادَتِهٖ وَ مَشِیْئَتِهٖ غَیْرَ اَنَّهٗ یَرْضَی الْاِیْمَانَ وَ الطَّاعَةَ وَ وَعَدَ عَلَیْهَا الثَّوَابَ وَلَا یَرْضَی الْكُفْرَ وَالْمَعْصِیَةَ وَ اَوْعَدَ عَلَیْهِمَا الْعِقَابَ.

ترجمہ: بندہ یہ اعتقاد رکھے کہ بے شک اللہ تعالیٰ بندے کے اچھے اور بُرے اعمال کو پیدا کرنے والا ہے اور اس نے اُن کو لوحِ محفوظ پر ان کی پیدائش سے پہلے لکھ دیا تھا اور سب کچھ اسی کی قضاء و تقدیر اور ارادہ و مشیت سے ہے۔ مگر یہ کہ اللہ رب العزت ایمان اور اطاعت کرنے پر راضی ہوتا ہے اور ان پر ثواب کا وعدہ فرمایا ہے اور وہ کفر و معصیت (گناہ) پر راضی نہیں اور اس پر عقاب (سزا) کی وعید سنائی ہے۔

مزید فرمایا:

[11] اَلْقَدَرُ سِرٌّ مِنْ اَسْرَارِ اللّٰہِ تَعَالٰی۔

ترجمہ: تقدیر اللہ تعالیٰ کے رازوں میں سے ایک راز ہے۔

پس معلوم ہوا کہ اللہ رب العزت نے انسان کو پتھر کی طرح مجبور پیدا نہیں کیا ہے بلکہ اسکو اختیار دیا ہے کہ ایک کام چاہے کرے اگر چاہے نہ کرے اور اسکے ساتھ عقل بھی دی کہ اچھے برے نفع ونقصان کو پہچان سکے اور ہر قسم کے سامان اور اسباب بھی مہیا کر دیے جو کام کرنا چاہے اسی قسم کا سامان مہیا ہو جاتا ہے اور اسی بناء پر اس کی پکڑ ہوگی۔ لہذا اپنے آپ کو بالکل مجبور سمجھنا یا اپنے لیے مکمل اختیار سمجھ لینا دونوں گمراہی ہے۔

ابو نعیم حلیۃ الاولیاء میں بطریق امام شافعی عن یحییٰ بن سلیم، امام جعفر صادق سے وہ حضرت امام باقر وہ حضرت عبد اللہ بن جعفر طیار وہ امیر المومنین مولی علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں:-

> "ایک دن امیر المومنین خطبہ فرما رہے تھے۔ ایک شخص (جو کہ جنگ جمل میں امیر المومنین کے ساتھ تھا) نے کھڑے ہو کر عرض کی: یا امیر المومنین ہمیں مسئلہ تقدیر کے بارے میں خبر دیجئے۔ فرمایا وہ گہرا دریا ہے اس میں قدم نہ رکھ (پھر) عرض کی یا امیر المومنین ہمیں تقدیر کے بارے میں خبر دیجئے۔ فرمایا وہ اللہ کا راز ہے زبردستی اس کا بوجھ نہ اٹھا (پھر) عرض کی یا امیر المومنین ہمیں تقدیر کے بارے میں خبر دیجئے۔ فرمایا اگر نہیں (مانتا تو سن) وہ ایک امر ہے دو امروں میں نہ آدمی مجبور محض ہے نہ اختیار اسکے سپرد ہے اس نے عرض کی یا امیر المومنین فلاں شخص یہ کہتا ہے کہ "آدمی اپنی قدرت سے کام کرتا ہے" اور وہ آپ کی بارگاہ میں حاضر ہے۔ مولی علی نے فرمایا! اسے میرے سامنے

> لاؤ۔ لوگوں نے اسے کھڑا کیا جب امیر المومنین نے اسے دیکھا تو چار انگلیوں کے برابر تلوار نیام سے نکالی اور فرمایا (اس شخص سے جو کہتا تھا کہ بندہ اپنے کام میں خود مالک ہوتا ہے) کام کی قدرت میں تو خدا کے ساتھ مالک ہے یا تو خدا سے جدا مالک ہے؟ اور سنتا ہے خبردار ان دونوں میں کوئی بات نہ کہنا ورنہ کافر ہو جائے گے اور میں تیری گردن مار دونگا۔ اس نے کہا یا امیر المومنین! پھر میں کیا کہوں؟ فرمایا یوں کہو کہ میں اس خدا کے دیے سے اختیار رکھتا ہوں کہ اگر وہ چاہے تو مجھے اختیار دے، اسکی مشیت کے بغیر مجھے کوئی اختیار نہیں ہے"۔ (حلیۃ الاولیاء)

پس بعض کام وہ ہیں جن میں ہمارے ارادہ کو دخل نہیں ہے۔ ان پر سزا وجزا بھی نہیں۔ بعض کام وہ ہیں جن میں ہمارے ارادہ کو دخل ہے اسکی وجہ سے ہم اس کام کے مختار کہلاتے ہیں نہ کہ مجبور محض لہذا یہی اختیار ہے جسکی بناء پر جزا وسزا ہے۔ ہم ارادۃً نیکی کر کے جنت کے مستحق ہیں اور ارادۃً گناہ کر کے سزا کے لائق مثلاً رعشہ میں بھی ہاتھ ہلتا ہے اور ارادہ سے بھی مگر رعشہ کی جنبش پر پکڑ نہیں۔ ارادہ کے ساتھ حرکت پر پکڑ ہے۔ اسی طرح ہماری نبض کا چلنا اور دل کا دھڑکنا اس (حرکت نبض وقلب) پر کوئی عذاب وثواب نہیں اور جن کاموں میں بندہ کے اختیار کو بھی دخل ہے جیسے ہاتھ، پاؤں وغیرہ کی اختیاری حرکتیں ان پر ثواب وعذاب ہوتا ہے۔ مسلک حق اہلسنت وجماعت کا عقیدہ یہ ہوا کہ "بندہ خلق میں مجبور ہے اور کسب میں اللہ کی عطاء سے مختار ہے"۔

خلق کا معنی عدم سے وجود میں لانا یہ صرف اللہ رب العزت کا کام ہے۔ فرمایا خَالِقُ کُلِّ شَیْئٍ اور فرمایا خَلَقَکُمْ وَ مَا تَعْمَلُوْنَ۔ کسب کا معنی ہے کسی کے اسباب کو جمع کر دینا یہ بندے کا کام ہے حلق پر چھری بندہ چلاتا ہے پھر جانور کو مردہ کر دینا رب کا کام۔ پس بندہ ذبح کرنے والا تو ہے مگر موت دینے والا نہیں بلکہ موت دینے والی ذات فقط رب قدوس کی ہے۔

تمام بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ تقدیر یہ نہیں کہ جیسا اللہ رب العزت نے لکھ دیا ہے ویسا ہم کو کرنا پڑتا ہے بلکہ جیسا ہم کرنے والے تھے اللہ ربّ العزت نے ویسا لکھ دیا ہے۔

حکایت:

ایک بادشاہ کے محل کے سات (۷) دروازے تھے اس نے ایک نجومی کو کہا کیا تم اپنے علم سے بتا سکتے ہو کہ میں کس دروازے سے باہر نکلوں گا؟ نجومی نے کہا ہاں میں اپنے علم سے بتا سکتا ہوں۔ بادشاہ نے کہا اگر صحیح نہ ہوا تو تمہارا سرتن سے جدا کردونگا۔

کہا جان کی امان پاؤں تو عرض ہے کہ ایک شرط میری بھی ہوگی کہ میں آپ کو بتاؤں گا نہیں بلکہ ایک پرچی پر لکھ کر آپ کی مٹھی میں دونگا آپ محل سے باہر نکل کر مٹھی کھولیے اگر میرے لکھے ہوئے کے مطابق آپ باہر نہ نکلے تو میرا سرتن سے جدا کردینا۔

بادشاہ نے اس شرط کو تسلیم کرلیا۔ اس نجومی نے کچھ دیر کاغذ پر کچھ لکھا پھر ایک پرچی بادشاہ کے ہاتھ میں رکھ دی۔ بادشاہ نے سوچا کہ میرے محل کے سات دروازے ہیں یقیناً اس نے ان سات دروازوں میں سے ہی کوئی ایک دروازہ لکھا ہوگا۔ اس نے فوراً حکم دیا کہ میری پشت آٹھواں دروازہ بنایا جائے لہٰذا فوراً محل کی دیوار توڑ کر آٹھواں دروازہ بنایا گیا۔ بادشاہ اس آٹھویں دروازہ سے باہر نکلا اپنی مٹھی کھولی پرچی پر لکھا ہوا تھا۔ تو اپنی پشت پر آٹھواں دروازہ بنا کر باہر نکلے گا۔

مذکورہ حکایت سے چند سوالات پیدا ہوئے۔

س: نجومی نے جو کچھ پرچی پر لکھ دیا تھا کیا بادشاہ اس لکھے ہوئے کا تابع اور مجبور محض ہوگیا تھا؟

ج: نہیں بلکہ اس نجومی کے لکھنے سے بادشاہ (مقید) مجبور نہیں ہوگیا تھا۔ بلکہ اس نجومی نے اپنے علم سے یہ جان لیا تھا کہ چند گھڑیوں کے بعد بادشاہ کیا کرنے والا ہے پس اس نے وہ لکھ دیا۔ اگر ایک بندہ اپنے علم سے یہ جان سکتا ہے کہ چند گھڑیوں کے بعد فلاں آدمی کیا کرے گا۔ کیا خالق کائنات اپنے علم ازلی سے نہیں جان سکتا کہ فلاں فلاں بندہ دنیا میں جا کر کیا کرے گا۔ پس جو کچھ ہم نے کرنا تھا

وہ اللہ رب العزت نے اپنے علم ازلی سے جان کر لکھ دیا ہے۔

لہٰذا اللہ ربّ العزت نے ہر بھلائی، برائی اپنے علم ازلی سے جان کر مقدر (مقرر) فرمادی جیسا ہونے والا تھا اور جو جیسا کرنے والا تھا اس نے اپنے علم ازلی سے جانا اور وہی لکھ دیا تو یہ نہیں کہ جیسا اس نے لکھ دیا ہے ویسا ہم کو کرنا پڑتا ہے بلکہ جیسا ہم کرنے والے تھے ویسا اس نے لکھ دیا ہے۔ عمرو کے ذمہ بُرائی لکھی اس لئے کہ عمرو بُرائی کرنے والا تھا۔ اگر عمرو بھلائی کرنے والا ہوتا تو وہ اسکے لیے بھلائی لکھتا تو اسکے علم یا اسکے لکھ دینے نے کسی کو مجبور نہیں کردیا۔

(افادات از شرح عقائد، نبراس، المرقاۃ، شرح مشکوٰۃ، فتاویٰ رضویہ، المرآۃ، بہار شریعت)

۞

اسلامی سزائیں

نظر کو خیرہ کرتی ہے چمک تہذیب حاضر کی
یہ صناعی مگر جھوٹے نگوں کی ریزہ کاری ہے

اسلام ایک آفاقی مذہب ہے۔ اسکے قواعد و اصول واضح وہمہ گیر ہیں اور مرور زمانہ کے ساتھ ان میں تبدیلی واقعہ نہیں ہوتی۔ انسانی فطرت کے تقاضے دو طرح کے ہیں۔ کچھ تقاضے ایسے ہیں جو ماحول سے متاثر نہیں ہوتے اور معاشرتی وتمدنی زندگی کے ایسے تقاضے بھی ہیں جو زمانہ کی ضروریات سے بدل جاتے ہیں۔ لیکن اللہ رب العزت کے ارشادات اور حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے متعین فرمودہ قواعد وضوابط اور انکی تفاصیل و جزئیات ایسے غیر متبدل تقاضے ہیں جو زمانے کے تقاضوں کے ساتھ تبدیل نہیں ہوتے۔ پس جو شخص احکام الٰہی کے آگے سر تسلیم خم کرنے کا دعویٰ کرے اور محبوب خدا کے نقش پا کو خضر راہ نہ بنائے تو ارشاد ہوا کہ انکا دعویٰ حقیقت پر مبنی نہیں بلکہ اطاعت رسول ﷺ کا دامن تھامنے والے ہی اصل میں رسول خدا ﷺ کی غلامی کا شرف پاتے ہیں اور انہی کا دعویٰ محبت مسلم ہے اور خلعت محبوبیت بھی انہی کا خاصہ ہے۔ علامہ اقبال علیہ الرحمۃ نے کہا:

؎ چوں تمام افتد سراپا ناز می گردد نیاز
قیس را لیلی ہے نامندور صحرائے من

عہد حاضر میں نام نہاد روشن خیالی کی جو ہوا چلی ہے اس سے اسلامی قواعد وضوابط اور اصولوں کو بھی پس پشت ڈالا جا رہا ہے۔ اپنی رائے اور قیاس آرائیوں کو ترجیح دیتے ہوئے قرآن و حدیث کے مسلمہ اصولوں کی بھی پرواہ نہیں کی جاتی۔ حالانکہ قرآن مجید کے متعلق کسی معنی کے تعین میں اپنی رائے سے بات کرنا اسلام میں متصور نہیں۔ چنانچہ فرمانِ اقدس ﷺ ہے:

(1) مَنْ قَالَ فِی الْقُرْآنِ بِرَأْیِہٖ فَاَصَابَ فَقَدْ اَخْطَأَ. (ترمذی، ابوداؤد)

ترجمہ: جس (شخص) نے اپنی رائے سے قرآن میں کوئی بات کہی پھر ٹھیک بھی کہی پس تحقیق اس نے خطا کی۔

آج کل عوام الناس کے دلوں میں شرعی مسائل کی عظمت کم کرنے کے لیے ان کے سامنے حدود اللہ کے مسائل رکھ کر انہیں متنفر کیا جا رہا ہے۔ تا کہ لوگ اسلامی حدود کے خلاف آواز اٹھائیں اور یہ سب ایک سوچی سمجھی سازش کے تحت کیا جا رہا ہے۔

ستیزہ کار رہا ہے ازل تا امروز
چراغ مصطفوی سے شرار بولہبی است

حدود اللہ:

رب قدوس نے ارشاد فرمایا:

''اور جو اللہ اور اسکے رسول ﷺ کی نافرمانی کرے گا اور اسکی مقررہ حدوں سے آگے نکل جائے گا اسکو اللہ دوزخ میں ڈالے گا جہاں وہ ہمیشہ رہے گا اور اسکو ذلت کا عذاب ہوگا''۔ (النساء:۱۴)

جبکہ دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

''اور یہ اللہ کی حدیں ہیں اور نہ ماننے والوں کیلئے دردناک عذاب ہے۔ (المجادلہ:۴)

اسلام نے انسانوں پر حدود کا پیارا قانون نافذ کیا ہے جو جرائم کی روک تھام میں سب سے بڑا ممد ومعاون ثابت ہوتا ہے۔ ''حد'' لغت میں آڑ یا روکنے کو کہتے ہیں۔ اصطلاح شرع میں ''حد'' اس مقررہ سزا کو کہتے ہیں جو بندگان خدا کو افعال قبیحہ کے ارتکاب سے روکنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرض ہوئی ہو پس جرم کی مقررہ سزائے شرعی کو ''حد'' کہتے ہیں اور 'حد' کی مقدار شریعت کی جانب سے مقرر ہے کہ اس میں کمی بیشی نہیں ہوسکتی۔

پس ''حدود'' اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیزوں کی سزاؤں کا سبب ہے۔ کیونکہ سزائیں جرائم کی

روبک تمام امن کے قیام اور آسمانی رحمت کے نزول کا ذریعہ ہیں۔ چنانچہ ارشاد ہوا:

"حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کی حدود میں سے ایک سزا کا قائم کرنا اللہ کے شہروں میں چالیس رات کی بارش سے بہتر ہے۔"

(ابن ماجہ، نسائی رواہ ابوہریرہ، بحوالہ مشکوٰۃ، کتاب الحدود)

معلوم ہوا کہ حدود کا قیام تو نزول رحمت کا سبب ہے اور جبکہ حدود کا نفاذ نہ کرنا رحمت کے اٹھ جانے کا سبب ہے چنانچہ ارشاد ہوا ظلم کرنے والا صرف اپنی ذات کو ہی نقصان نہیں دیتا بلکہ فرمایا:

"انسانوں کے گناہوں کی وجہ سے (پرندے) بٹیریں اپنے گھونسلوں میں (بھوک سے) دبلی ہو کر مر جاتی ہیں"۔ (البیہقی فی شعب الایمان)

اسلام میں حد کا نفاذ لوگوں کو جرم سے روکتا ہے اور ہر جرم کے اعتبار سے سزا بھی الگ الگ مقرر کی گئی ہے۔ زنا کی سزا سو (۱۰۰) کوڑے ہیں (کنوارے کے لیے) یا رجم کرنا (شادی شدہ کے لیے ہے) چوری کی سزا ہاتھ کاٹنا، تہمت لگانے اور شراب پینے کی سزا اسی (۸۰) کوڑے ڈکیتی کی سزا سولی اور قتل کی سزا قصاص و دیت حد شرعی مقرر ہے۔ باقی جوا وغیرہ جرموں میں حد نہیں بلکہ تعزیر ہے حد اور تعزیر میں فرق یہ ہے حد اللہ اور اسکے رسول ﷺ کی طرف سے مقرر کردہ سزا ہے جبکہ تعزیر کا اختیار حاکم شرع کے سپرد ہے۔ جو سزا مناسب جانے اسکا تعین کر دے۔

تعزیر:

تعزیر کا ضابطہ یہ ہے کہ جس گناہ کے لئے کوئی حد مقرر نہ ہو اس پر تعزیر ہے (الاشباہ والنظائر، جلد ا صفحہ ۲۸۵) تعزیر میں سزا مقرر نہیں ہے بلکہ وہ قاضی کی رائے پر موقوف ہے ایضاً تعزیر زیادہ سے زیادہ (امام ابو یوسف کے نزدیک) پچھتر (۷۵) کوڑے ہیں اور یہ سزا مارنے کی ہے۔

(درمختار، باب التعزیر، جلد ا، صفحہ ۳۲۶)

زنا کی حد کو بیان کرتے ہوئے ربّ قدوس نے ارشاد فرمایا:

اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ ۔ (النور:۲)

ترجمہ: بدکاری کرنے والی عورت اور بدکاری کرنے والا مرد (جب ان کی بدکاری ثابت ہو جائے) دونوں میں سے ہر ایک کو سو (۱۰۰) کوڑے مارو۔

یاد رہے کہ یہ حکم کنوارے مرد اور کنواری عورت کے لیے ہے اور اس کا نفاذ حاکم شرع کر سکتا ہے نہ کہ عوام الناس میں سے کوئی شخص کوڑے مار سکتا ہے۔ اور مزید ارشاد فرمایا:

"اور اگر تم اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتے ہو تو شریعت الٰہی (کے حکم) میں تمہیں ان پر ہرگز ترس نہ آئے اور چاہئے کہ ان کی سزا کے وقت مسلمانوں کی ایک جماعت بھی موجود ہو۔" (النور:۲)

اس آیت سے دو مسئلے معلوم ہوئے: (۱) بدکاری کرنے والا مرد ہو یا عورت دونوں کو کوڑے لگائے جائیں گے۔ (۲) کوڑے مارتے وقت چھپا کر نہیں بلکہ سب لوگوں کے سامنے کوڑے مارے جائیں گے تاکہ اور لوگ بھی اس سے عبرت پکڑیں۔

مسائل:

☆ مرد کو کوڑے لگاتے وقت کھڑا کیا جائے گا اور اسکے تمام کپڑے اُتار دیے جائیں گے سوائے تہبند یا پاجامہ کے تاکہ ستر رہے اور اسکے تمام بدن پر کوڑے لگائیں جائیں سوائے چہرے اور شرمگاہ کے۔ اور کوڑے اس طرح لگائے جائیں کہ تکلیف گوشت تک نہ پہنچے اور کوڑا متوسط درجہ کا ہو (کیونکہ مقصود حصول عبرت ہے)۔

☆ عورت کو کوڑے لگاتے وقت کھڑا نہ کیا جائے بلکہ بٹھا کر کوڑے ماریں زمین پر لٹا کر نہ ماریں نہ اس کے کپڑے اُتارے جائیں بلکہ وہ عام گھریلو کپڑے پہنے رکھے جس پر کوڑے مارے جائیں۔ لیکن ربّ قدوس کا حکم وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَائِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ترجمہ: اور چاہیے کہ ان کی سزا کے وقت مسلمانوں کی ایک جماعت بھی موجود ہو۔ اس سے معلوم

ہوا کہ اسے سب کے سامنے کوڑے مارے جائیں۔

نوٹ:

ثبوت زنا چار مردوں کی گواہیوں سے ہوگا جو یکے بعد دیگرے آ کر مجلس قضا میں بیٹھیں اور ایک ایک اُٹھ کر قاضی کے سامنے شہادت دیں یا زنا کرنے والے کے چار مرتبہ چار مجلسوں میں صراحتاً اقرار کر لینے سے پھر قاضی بار بار اس کے بارے پانچ سوال کرے گا یعنی زنا کس کو کہتے ہیں اور کس کے ساتھ کیا اور کب کیا اور کہاں کیا اور کس طرح کیا اور گواہ مکمل واقع کو بیان کریں گے نہ کہ اشارہ کنایہ کے ذریعے ورنہ ثبوت زنا نہ ہوگا اور اگر گواہ مکمل طور پر واقع بیان کرنے سے عاجز آ جائیں یا حیل وحجت کریں یا چار کا عدد پورا نہ کر سکیں تو ان کو حد قذف اسّی کوڑے لگیں گے۔ احکام شرع نے شہادت کا سب سے کڑا معیار اسی مسئلہ میں رکھا ہے یہاں تک کہ اگر قاضی کو ذاتی علم ہے کہ اس نے بدکاری کی ہے تو اس بنیاد پر حد نہیں لگا سکتا جب تک مذکورہ شرائط نہ پائی جائیں۔ (عالمگیری' درمختار ردالمختار)

جیسا کہ حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے ایک مرد نے ایک عورت سے زنا کیا۔ نبی کریم ﷺ نے اسکے متعلق حکم دیا کہ اسکو کوڑے مارے جائیں۔ (ابوداؤد بحوالہ مشکوٰۃ کتاب الحدود) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے (مختصراً) کہ دو شخصوں نے اپنا مقدمہ سرکار کی بارگاہ میں پیش کیا (مدعی زانی کا باپ تھا) تو سرکار دوعالم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تیرے بیٹے کو سو کوڑے لگیں گے۔ (بخاری ومسلم بحوالہ مشکوٰۃ کتاب الحدود)

مذکورہ عبارت سے معلوم ہوا کہ اسلام کی سزائیں لوگوں کو افعال قبیحہ سے روکنے کے لئے ہیں۔ کیونکہ اسلام تو ہر ایک کی عزت کے تحفظ کا درس دیتا ہے نہ کہ جو چاہے جس کسی کی عزت پر اپنی مرضی سے دست درازی کرتا پھرے۔ پس جو شخص اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ سزاؤں سے تجاوز کرے اسلام

اسکے لیے عبرتناک سزاؤں کا حکم دیتا ہے لیکن ان سزاؤں کے نفاذ کے لیے اختیارات قاضی وقت' حاکم شرع کے پاس ہیں۔ عوام الناس ان سزاؤں کا نفاذ نہیں کر سکتے ہیں۔ عورت اگر بدکاری کا اعتراف کرے تو نفس مسئلہ تو یہی ہے کہ اس کو بھی عبرتناک سزا دی جائے۔

؎ اے آنکھ اشک بار ذرا دیکھ تو سہی
یہ جو گھر جل رہا ہے کہیں تیرا گھر نہ ہو

..........⊛..........

ثبوت میلاد النبی ﷺ

نَحْمَدُهٗ وَ نُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَ ذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰمِ اللّٰهِ. (ابرٰہیم:۵)

ترجمہ: اور انہیں اللہ کے دن یاد دلاؤ۔

جمہور اہلسنت و جماعت کے نزدیک اشیاء میں اصل اباحت (جائز ہونا) ہے۔ لہٰذا کسی شے کو حرام یا مکروہ کہنا اسی طرح کسی امر کو بدعت محرمہ یا بدعت مکروہہ کہنا قائل پر لازم کرتا ہے کہ اسکی حرمت اور مکروہ ہونے کی دلیل پیش کرے نہ کہ وہ شخص جو کسی شے کو جائز اور مباح قرار دے رہا ہے۔ قاعدہ یہ ہے کہ ہر وہ شے جسکی ممانعت کسی دلیل سے ثابت نہ ہو وہ مباح اور معفو عنہ ہے۔ جس طرح اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

ترجمہ: اے ایمان والو! تم بہت سی چیزوں کے بارے میں مت پوچھو اگر انکے احکام ظاہر کر دیے جائیں تو تم کو بُرا لگے اور اگر اس زمانہ میں کہ قرآن مجید نازل کیا جا رہا ہے تم اُن بہت سی چیزوں سے سوال کرو گے تو اسکا حکم تمہارے مخالف ظاہر کر ہی دیا جائیگا۔ اُن چیزوں کا ذکر اللہ نے اسی لیے چھوڑا ہے کہ انکا کرنا تمہارے لیے معاف کیا گیا۔ (المائدہ:۱۰۱)

دوسرے مقام (سورہ اعراف' آیت:۳۲) پر فرمایا:

ترجمہ: (پیارے محبوب) فرما دیجئے کون شخص ہے وہ جو اللہ کی دی ہوئی زینت کی چیزوں کو حرام کرے جنکو اللہ نے اپنے بندوں کے لیے پیدا کیا ہے اور پاک چیزوں کو رزق سے۔

میلاد النبی ﷺ منا کر مسلمان اپنے آقا و مولا ﷺ کی ولادت باسعادت کی خوشی کرتے ہیں۔ جس پر چیں بہ جبیں ہو کر بعض لوگ اس مبارک فعل کو حرمت اور بدعات سے موسوم کرتے ہیں

اور اہل ایمان کے ذہنوں میں شکوک و شبہات پیدا کر کے اس فعل عظیم سے روکنے کی کوشش کرتے ہیں۔ تاہم عوام الناس کی آسانی کے لیے فقیر ذیل میں ثبوت میلاد پر چند سطریں سوالاً جواباً صفحہ قرطاس پر منتقل کرے گا جس میں اختصاراً فقط قرآن و احادیث مبارکہ سے ثبوت میلاد پر دلائل ہونگے۔

میلاد النبی ﷺ کے حوالے سے کیے جانے والے سوالات مع جوابات مختصراً درج ذیل ہیں:

سوال (۱): آپ میلاد النبی ﷺ مناتے ہیں یہ کہاں سے ثابت ہے کیا قرآن و حدیث میں بھی اسکا کہیں ذکر ملتا ہے؟

جواب (۱): جی ہاں قرآن مجید اور احادیث مبارکہ میں اسکا ذکر ہے۔ سورۃ بقرۃ کی آیت نمبر ۲۳۱ میں رب قدوس نے ارشاد فرمایا:

وَاذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ. (بقرۃ:۲۳۱)

ترجمہ: اور اللہ کی نعمتیں یاد کرو جو تم پر ہیں۔

جبکہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ حدیث کو نقل کرتے ہیں کہ حضرت عمرو بن دینار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

مُحَمَّدٌ ﷺ نِعْمَةُ اللّٰهِ. (بخاری' جلد:۲' صفحہ:۵۶۶)

ترجمہ: محمد ﷺ اللہ کی نعمت ہیں۔

رب قدوس کا حکم ہے کہ نعمتوں کو یاد کرو اور رسول اللہ ﷺ اللہ کی عظیم نعمت ہیں لہٰذا ہم حکم خداوندی کو پورا کرتے ہوئے اس عظیم نعمت کے ملنے پر انکی یاد مناتے ہیں۔

سوال (۲): آپ نے جو آیت پیش کی اس سے تو فقط نعمت کے یاد کرنے کا ثبوت ہے اس آیت سے خوشی کرنے کا ثبوت کہاں سے نکال لیا؟

جواب (۲): کتاب لاریب کی دوسری آیت سے خوشی کا ثبوت بھی ملتا ہے چنانچہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَ بِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا. (سورہ یونس:۵۸)

ترجمہ: (اے محبوب!) تم فرماؤ کہ اللہ کے فضل اور اسکی رحمت کے ملنے پر لازم ہے کہ خوشیاں مناؤ۔

کیا رسول کریم ﷺ کی ولادت باسعادت اللہ کا فضل اور اسکی رحمت نہیں ہے۔ اگر ہے تو اس فضل ورحمت کے ملنے پر ہمیں خوشی کرنی چاہیے۔

نوٹ: کسی پیاری اور محبوب چیز کے پانے سے دل کو جو لذت حاصل ہوتی ہے اس کو فرح کہتے ہیں۔ معلوم ہوا مقتضائے آیت یہ ہے کہ اہلِ ایمان کو اللہ کے فضل ورحمت کے ملنے پر خوش ہوتے ہوئے عظیم نعمت کے ملنے پر شکر ادا کرنا چاہیے۔

سوال (۲): چلئے آپ نے خوش ہونے کا ثبوت بھی فراہم کر دیا لیکن آپ تو فقط خوشی نہیں کرتے بلکہ جشن عید میلاد النبی ﷺ مناتے ہیں یہ "جشن" منانے کا ثبوت کہاں سے ہے؟

جواب (۲): جشن منانے کا ثبوت بھی قرآن سے ہے۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

وَ اَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ. (الضحیٰ:۱۱)

ترجمہ: اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو۔

رب قدوس کا حکم ہے کہ نعمت کا چرچا کرو۔ کیا رسول اللہ ﷺ کی ولادت باسعادت نعمت نہیں یا میلاد مبارک کی محفل اس نعمت کا چرچا نہیں ہے؟

یقیناً سرکار دو عالم ﷺ کی ولادت نعمت عظمیٰ ہے اور آپ ﷺ کے میلاد کی محفل اس نعمت عظمیٰ کا چرچا ہے ہم اس کا چرچا کر کے اللہ کے حکم کو بجالاتے ہیں۔

نوٹ: مذکورہ بالا آیت میں رب قدوس نے نعمت کے ذکر کا نہیں بلکہ چرچا کرنے کا حکم صادر فرمایا۔ اگر نعمت کو ایک آدھ مرتبہ یاد کرنا مراد ہوتا تو فرمانِ باری تعالیٰ "وَ اَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَاذْكُرْ" ہوتا فَحَدِّثْ فرما کر وضاحت کر دی کہ ایک مرتبہ نہیں بلکہ بار بار نعمت عظمیٰ کا چرچا کرو چونکہ "حَدِّثْ" باب تفعیل سے ہے جس میں حرف کا تکرار زیادتی معنی پر دلالت کرتا ہے۔

سوال (۳): ٹھیک ہے آپ سرکار دو عالم ﷺ کی ولادت باسعادت جیسی عظیم نعمت کا چرچا کریں

لیکن آپ تو اسے "عید میلاد النبی ﷺ" کہتے ہیں حالانکہ عیدیں تو دو ہی ہیں یہ تیسری عید کہاں سے آ گئی؟

جواب (۳): عید کا معنی ہے خوشی کا دن اور جس دن نبی کریم ﷺ کی ولادت باسعادت ہو اس سے بڑھ کر خوشی کا دن کونسا ہو سکتا ہے اور جس دن نعمت ملے اُس دن کو عید کے طور پر منانے کا ثبوت بھی قرآن میں ہے۔ چنانچہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَائِدَةً مِّنَ السَّمَاءِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا لِّاَوَّلِنَا وَ اٰخِرِنَا وَ اٰيَةً مِّنْكَ. (المائدہ:۱۱۴)

ترجمہ: عیسیٰ بن مریم نے عرض کی اے اللہ اے ہمارے رب ہم پر آسمان سے ایک خوان (نعمت) اُتار کہ وہ (دن) ہمارے لئے عید ہو ہمارے اگلے پچھلوں کی اور تیری طرف سے نشانی۔

اگر آسمان سے "خوان نعمت" اُترے تو وہ دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور قوم عیسیٰ کے لیے عید کا دن ہو تو جس دن "جانِ نعمت" اُترے وہ دن عید کا دن کیوں نہیں ہو سکتا؟

نوٹ: معلوم ہوا جس دن اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت نازل ہو اس دن کو عید منانا، خوشیاں کرنا، شکر الٰہی بجالانا اور عبادات کرنا صالحین کا طریقہ ہے۔ بے شک سرور کائنات، زینت بزم کائنات ﷺ کی تشریف آوری رب قدوس کی عظیم ترین نعمت ہے اسی لئے حضور ﷺ کی ولادت باسعادت کے دن عید منانا، میلاد شریف پڑھ کر شکر الٰہی بجالانا اور مسرت وخوشی کا اظہار کرنا مستحب ومستحسن ہے اور یہ مقبول بندوں کا طریقہ ہے۔ کیونکہ جس رات قرآن کریم اُترے وہ تو ہزار مہینوں سے افضل ہو جائے اور جس دن ناطق قرآن ﷺ تشریف لائیں اسکی عظمت کا کیا عالم ہوگا۔ اگر شب قدر ہر سال منائی جائے فقط اسی لیے کہ اسکی نسبت قرآن سے ہے تو وہ رات کیوں نہ منائی جائے جس میں سرکار دو عالم ﷺ تشریف لائے اور اسکی نسبت کائنات کی سب سے معزز ترین ہستی کیساتھ ہے۔

؎ نثار تیری چہل پہل پہ ہزاروں عیدیں ربیع الاوّل
سوائے ابلیس کے جہاں میں سبھی تو خوشیاں منا رہے ہیں

سوال (۵): چلو ٹھیک ہے لیکن یہ بتاؤ کیا سرکار دو عالم ﷺ نے اپنا میلاد پڑھا ہے یا کسی سے میلاد سنا ہے یا صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے میلاد پڑھا ہو؟

جواب (۵): جی ہاں سرکار دو عالم ﷺ نے اپنا میلاد خود صحابہ کے سامنے بیان فرمایا۔

سرورِ کائنات ﷺ کا میلاد بیان کرنا:

فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ مَنْ اَنَا فَقَالُوْا اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ السَّلَامُ قَالَ اَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ الْخَلْقَ فَجَعَلَنِيْ فِيْ خَيْرِهِمْ ثُمَّ جَعَلَهُمْ فِرْقَتَيْنِ فَجَعَلَنِيْ فِيْ خَيْرِهِمْ فِرْقَةً ثُمَّ جَعَلَهُمْ قَبَائِلَ فَجَعَلَنِيْ فِيْ خَيْرِهِمْ قَبِيْلَةً ثُمَّ جَعَلَهُمْ بُيُوْتًا فَجَعَلَنِيْ فِيْ خَيْرِهِمْ بَيْتًا وَ خَيْرِهِمْ نَفْسًا. (ترمذی شریف' جلد ۲' صفحہ ۲۰۱)

ترجمہ: حضور نبی اکرم ﷺ منبر پر تشریف فرما ہوئے اور فرمایا میں کون ہوں؟ صحابہ نے عرض کیا آپ رسول خدا ہیں آپ پر سلامتی ہو۔ فرمایا میں محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہوں۔ خدا نے مخلوق کو پیدا کیا تو مجھے بہترین مخلوق میں پیدا کیا' پھر مخلوق کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا (یعنی عرب و عجم) تو مجھے بہترین طبقہ میں داخل کیا پھر ان کے مختلف قبائل بنائے تو مجھے بہترین قبیلہ میں داخل فرمایا (یعنی قریش) پھر اُنکے گھرانے بنائے تو مجھے بہترین گھرانہ میں داخل کیا اور بہترین نسب والا بنایا۔ (اس لئے میں ذاتی شرف اور حسب و نسب کے لحاظ سے تمام مخلوق سے افضل ہوں)۔

اور مسلم شریف کتاب الفضائل (باب فضل نسب النبی ﷺ) میں حدیث موجود ہے۔

سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اولاد اسماعیل علیہ السلام سے بنی کنانہ کو اور اولاد کنانہ میں سے قریش کو اور قریش میں سے بنی ہاشم کو اور بنی ہاشم میں سے مجھے شرف بخشا اور پسندیدہ قرار دیا۔

ثابت ہو گیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنا میلاد خود بیان کیا ہے اور آپ ﷺ کے اُمتی آپ ﷺ کے ساتھ گہری وابستگی کا اظہار کرتے ہوئے آپ ﷺ کا میلاد و ذکر خیر کرتے ہیں۔

کیونکہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ اَحَبَّ شَيْئًا اَكْثَرَ ذِكْرَهٗ.

ترجمہ: جس شخص کو کسی سے زیادہ محبت ہو تو وہ اسکا اکثر ذکر کرتا رہتا ہے۔

اور حضرت مجاہد صاحب تفسیر حسینی بحوالہ فصول ابن عتیبہ" نقل فرماتے ہیں کہ (اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ) کہ معنی یہ ہیں کہ "ذکر محمد رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مومنوں کے دلوں کو تسلی حاصل ہوتی ہے۔" لہٰذا اہلِ اسلام رسول اللہ ﷺ کا ذکر خیر کر کے اطمینان قلب حاصل کرتے ہیں۔

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا میلاد بیان کرنا:

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین بھی سرکار دو عالم ﷺ کی ولادت با سعادت کا تذکرہ کیا کرتے تھے۔ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو وہ ہیں جنہوں نے سرکار دو عالم ﷺ کے روبرو آپ کی شانِ اقدس میں قصیدہ پڑھا۔ آپ نے ان کو دعاؤں سے نوازا۔ آپ کے دیوان میں سے چند اشعار:

؎ وَشَقَّ لَهٗ مِنْ اِسْمِهٖ كَيْ يُجِلَّهٗ .... فَذُو الْعَرْشِ مَحْمُوْدٌ وَهٰذَا مُحَمَّدٌ
؎ نَبِيٌّ اَتَانَا بَعْدَ يَاْسٍ وَفَتْرَةٍ .... مِنَ الرُّسُلِ وَالْاَوْثَانُ فِي الْاَرْضِ تُعْبَدُ
؎ وَاَنْذَرَنَا نَارًا وَبَشَّرَ جَنَّةً .... وَعَلَّمَنَا الْاِسْلَامَ فَاللّٰهَ نَحْمَدُ

ترجمہ: نام سے اپنے خدا نے رکھا نام اُس شہ کا ...... وہ ہے محمود محمد ہیں میرے بدر و دُجیٰ
جب نہ تھی آس ہدایت کی وہ آئے ہم میں ...... پوجے جاتے تھے بہت بت تھے موحد کم میں
ہم کو دوزخ سے ڈرایا اور سکھایا اسلام .... مژدۂ خلد سنایا فللہ الحمد مدام

سرکار دو عالم ﷺ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے یوں دُعا فرماتے:

اَللّٰھُمَّ اَیِّدْہُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ. (بخاری جلد اول صفحہ:۶۵)

ترجمہ: یا اللہ میرے حسان کی روح القدس (جبرائیل امین علیہ السلام) کیساتھ مدد فرما۔

آپ ﷺ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غزوۂ تبوک سے واپسی پر آپ کے سامنے منظوم ذکرِ ولادت فرمایا۔ (ابن کثیر: میلاد مصطفیٰ ﷺ صفحہ:۳۰-۲۹)

سوال (۶): آپ عید میلاد النبی ﷺ ۱۲ ربیع الاول شریف کو مناتے ہیں حالانکہ اس دن تو سرکار دوعالم ﷺ کا وصال مبارک ہوا تھا ولادت نہیں ہوئی کیا کوئی امتی گوارہ کرے گا کہ جس دن محبوب خدا ﷺ کا وصال ہوا وہ اس دن خوشیاں کرے؟

جواب (۶): اسلام میں سوگ کی اجازت نہیں دی گئی سوائے میت کے گھر والوں کو وہ بھی تین دن تک سوگ کریں گے۔ جبکہ سرکار دوعالم ﷺ کے وصالِ مبارک کو چودہ سو سال ہو گئے۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ سرکار دوعالم ﷺ آج بھی زندہ ہیں جس پر مسلمانوں کا اجماع ہے۔

چنانچہ ارشاد فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَ عَلَی الْاَرْضِ اَنْ تَاْکُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِیَاءِ فَنَبِیُّ اللّٰہِ حَیٌّ یُرْزَقُ.

(ابوداؤد: کتاب المناسک، باب زیارۃ القبور)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے زمین کے لیے انبیائے کرام کے جسموں کا کھانا حرام کر دیا ہے پس اللہ کا نبی زندہ ہوتا ہے اور اسے رزق دیا جاتا ہے۔

مزید فرمایا:

حَیَاتِیْ خَیْرٌ لَّکُمْ وَ مَمَاتِیْ خَیْرٌ لَّکُمْ. (کشف الاستار جلد اول صفحہ ۳۹۷)

ترجمہ: میری زندگی بھی تمہارے لیے بہتر ہے اور میرا وصال بھی تمہارے لیے بہتر ہے۔

پس جو چیز (خیر) بہتر ہو وہ دکھ یا غم کا باعث نہیں ہوتی۔

نیز مورخین کا اتفاق ہے کہ امام الانبیاء ﷺ کا وصال مبارک ۱۲ ربیع الاول شریف کو نہیں

ہوا تھا۔ البتہ آثار سے ثابت یہ ہے کہ آپ کا وصال مبارک ۱۱ ہجری بروز پیر کو ہوا البتہ تاریخ میں اختلاف ہے ۱۲ ربیع الاول والی روایت ضعیف ہے۔ لہٰذا ۱۲ ربیع الاول کو وصال مبارک کہنے والے درج ذیل ہجری کیلنڈر کو بغور پڑھیں۔

بخاری شریف میں (جلد اول صفحہ ۹۴-۹۳ پر) ہے کہ سرکار دوعالم ﷺ نے ۹ ذوالحجہ ۱۰ ہجری کو میدان عرفات میں خطبہ حجۃ الوداع دیا یہ جمعۃ المبارک کا دن تھا اس کے دو مہینے محرم، صفر کے بعد ربیع الاول شریف ۱۱ ہجری کو آپ کا وصال مبارک ہوا اور وہ پیر کا دن تھا۔

اس طرح پیر کا دن ربیع الاول کی ۶، ۷، ۸ یا ۹ تاریخ کو آتا ہے کیونکہ خطبہ حجۃ الوداع (بروز جمعہ) ذوالحجہ میں دیا اس کے آگے دو مہینے محرم اور صفر ہیں پھر ربیع الاول شریف ہے۔ تو ذوالحجہ کے بعد ۳ چاند ہیں اور عقلی احتمالات چار ہیں۔ جس کی وضاحت امام اہلسنت، اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ علیہ نے یوں کی۔

(۱) تینوں مہینے تیس، تیس (۳۰) تاریخ کے ہوں تو پیر ۶ ربیع الاول کو آتا ہے۔

(۲) تینوں مہینے انتیس، انتیس (۲۹) کے ہوں تو پیر ۹ ربیع الاول کو آتا ہے۔

(۳) ایک مہینہ انتیس (۲۹) اور دو مہینے تیس، تیس (۳۰) کے ہوں تو پیر ۱۲ ربیع الاول کو آتا ہے۔

(۴) ایک ماہ تیس (۳۰) اور دو ماہ انتیس، انتیس (۲۹) کے ہوں تو پیر ۱۵ ربیع الاول کو بنتا ہے۔

☆ ان چار صورتوں کے جداول یوں ہیں:

اگر تینوں ماہ کامل ہوں (تیس کے)		اگر تینوں ماہ ناقص ہوں (انتیس کے)	
یکم ذی الحجہ	جمعرات	یکم ذی الحجہ	جمعرات
۲۹ ذی الحجہ	جمعرات	۲۹ ذی الحجہ	جمعرات
۳۰ ذی الحجہ	جمعہ	یکم محرم الحرام	جمعہ
یکم محرم الحرام	ہفتہ	۲۹ محرم الحرام	جمعہ

۲۹ محرم الحرام	ہفتہ	یکم صفر المظفر	ہفتہ
۳۰ محرم الحرام	اتوار	۲۹ صفر المظفر	ہفتہ
یکم صفر المظفر	پیر	یکم ربیع الاوّل	اتوار
۲۹ صفر المظفر	پیر	۲ ربیع الاوّل	پیر
۳۰ صفر المظفر	منگل	۹ ربیع الاوّل	پیر
یکم ربیع الاوّل	بدھ		
۶ ربیع الاوّل	پیر		

☆ اگر ایک ماہ ناقص اور دو کامل ہوں: (ایک ماہ انتیس کا اور دو ماہ تیس تیس کے)

(ا)		(ب)		(ج)	
یکم ذی الحجہ	جمعرات	یکم ذی الحجہ	جمعرات	یکم ذی الحجہ	جمعرات
۲۹ ذی الحجہ	جمعرات	۲۹ ذی الحجہ	جمعرات	۲۹ ذی الحجہ	جمعرات
یکم محرم الحرام	جمعہ	۳۰ ذی الحجہ	جمعہ	۳۰ ذی الحجہ	جمعہ
۲۹ محرم الحرام	جمعہ	یکم محرم الحرام	ہفتہ	یکم محرم الحرام	ہفتہ
۳۰ محرم الحرام	ہفتہ	۲۹ محرم الحرام	ہفتہ	۲۹ محرم الحرام	ہفتہ
یکم صفر المظفر	اتوار	یکم صفر المظفر	اتوار	۳۰ محرم الحرام	اتوار
۲۹ صفر المظفر	اتوار	۲۹ صفر المظفر	اتوار	یکم صفر المظفر	پیر
۳۰ صفر المظفر	پیر	۳۰ صفر المظفر	پیر	۲۹ صفر المظفر	پیر
یکم ربیع الاوّل	منگل	یکم ربیع الاوّل	منگل	یکم ربیع الاوّل	منگل
۷ ربیع الاوّل	پیر	۷ ربیع الاوّل	پیر	۷ ربیع الاوّل	پیر
۱۴ ربیع الاوّل	پیر	۱۴ ربیع الاوّل	پیر	۱۴ ربیع الاوّل	پیر

☆ اگر ایک ماہ کامل اور دو ناقص ہوں: (ایک ماہ تیس کا اور دو ماہ انتیس انتیس کے)

(ا)		(ب)		(ج)	
یکم ذی الحجہ	جمعرات	یکم ذی الحجہ	جمعرات	یکم ذی الحجہ	جمعرات
۲۹ ذی الحجہ	جمعرات	۲۹ ذی الحجہ	جمعرات	۲۹ ذی الحجہ	جمعرات
یکم محرم الحرام	جمعہ	یکم محرم الحرام	جمعہ	۳۰ ذی الحجہ	جمعہ
۲۹ محرم الحرام	جمعہ	۲۹ محرم الحرام	جمعہ	یکم محرم الحرام	ہفتہ
یکم صفر المظفر	ہفتہ	۳۰ محرم الحرام	ہفتہ	۲۹ محرم الحرام	ہفتہ
۲۹ صفر المظفر	ہفتہ	یکم صفر المظفر	اتوار	یکم صفر المظفر	اتوار
۳۰ صفر المظفر	اتوار	۲۹ صفر المظفر	اتوار	۲۹ صفر المظفر	اتوار
یکم ربیع الاوّل	پیر	یکم ربیع الاوّل	پیر	یکم ربیع الاوّل	پیر
۸ ربیع الاوّل	پیر	۸ ربیع الاوّل	پیر	۸ ربیع الاوّل	پیر
۱۵ ربیع الاوّل	پیر	۱۵ ربیع الاوّل	پیر	۱۵ ربیع الاوّل	پیر

اسعاف الراغبین فاضل محمد صبان نے کہا:

''حضور نبی کریم ﷺ کا وصال مبارک اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مکان میں زوال سے تھوڑا پہلے ۲ ربیع الاوّل کو ہوا کہا گیا ہے کہ یکم ربیع الاوّل کو ہوا اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ۱۲ ربیع الاوّل کو وصال ہوا۔''

جبکہ اعلیٰحضرت نے تاریخ ولادت کے بارے میں فرمایا ابن حجر قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ و فاضل زرقانی فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ۱۲ ربیع الاوّل بروز پیر ولادت فرمائی۔ امام مغازی محمد بن اسحاق اور دوسرے علماء کا یہی قول ہے۔ اسی لیے نبی کریم ﷺ کی جائے ولادت (مکان مبارک) میں ۱۲ ربیع الاوّل کو ہر سال محفل میلاد منعقد ہوتی تھی۔ مکہ معظمہ اور اطراف سے لوگ حاضر ہوتے تھے۔

اصلاح محافل میلاد النبی ﷺ

رب قدوس نے فرمایا:

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ يَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ. (آل عمران:۱۰۴)

ترجمہ: اور تم میں ایک جماعت (ایسی) ہونی چاہیے جو بھلائی کی طرف بلائے اور اچھی بات کا حکم دے اور برائی سے منع کرے اور یہی لوگ مراد کو پہنچے۔

سرکار دو عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

مَنْ رَاٰی مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهٖ فَاِنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهٖ فَاِنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهٖ وَ ذٰلِكَ اَضْعَفُ الْاِيْمَانِ. (مسلم)

ترجمہ: تم میں سے جو شخص برائی دیکھے تو اسے چاہیے کہ اسے اپنے ہاتھ سے بدل دے اگر اسکی طاقت نہ رکھتا ہو تو زبان سے اس (برائی) کے خلاف صدائے حق بلند کرے اور اگر ایسا بھی نہ کر سکے تو دل میں اس (برائی) کو برا جانے اور یہ ایمان کا نہایت کمزور درجہ ہے۔

ماہ ربیع الاول شریف کا آغاز ہوتے ہی نہ صرف پاکستان بلکہ دنیا بھر کے مسلمان سرکار دو عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت باسعادت کے موقع پر استطاعت کے مطابق خوشی کا اظہار کرتے ہیں۔ قیام محافل میلاد، جلوس، چراغاں اور صدقہ و خیرات سب اس میں شامل ہیں۔

اللہ رب العزت کی طرف سے اس نعمت عظمیٰ کے ملنے پر اظہار تشکر کرنا محبت رسول ﷺ اور سرکار دو عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ قلبی وابستگی کی علامت ہے۔

لیکن چند عرصہ سے ان محافل میلاد النبی ﷺ میں کچھ ایسی چیزیں دیکھنے میں آرہی ہیں جو مومنین کے شعار میں سے نہیں۔ جن کی درستگی کی طرف توجہ مبذول کرانا ضروری سمجھوں گا۔ اگر اسکی

اصلاح کر لی جائے تو یقیناً اللہ اور اسکے رسول ﷺ کی رضا کا باعث ہوگا۔

امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

مِنْ حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهٗ مَا لَا يَعْنِيْهِ. (ترمذی)

ترجمہ: آدمی کے اسلام کی خوبی یہ ہے کہ وہ بے مقصد چیزوں کو چھوڑ دے۔

محافل میلاد النبی ﷺ سجا کر جہاں ہم رسول اللہ ﷺ کیساتھ قلبی وابستگی کا اظہار کرتے ہیں وہاں ہمیں یہ بھی سوچنا چاہیے کہ ان محافل کے انعقاد سے ہمارے اندر کیا انقلاب برپا ہوا ہے؟ کیونکہ ان محافل کو سجانے اور منانے کا مقصد خوف خدا کا پیدا ہونا، سرکار دو عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کا عزم صمیم اور آپ ﷺ کے بتائے ہوئے دینی مشن کو آگے بڑھانے کا جذبہ ہے۔ میں درج ذیل سطور میں تدریجاً ثناء خوانان مصطفیٰ ﷺ نقبائے محافل میلاد، بانیان محافل نعت، شعرائے کرام اور خطبائے کرام سے دست بستہ عرض گزار ہونگا۔

ثناء خوانان مصطفیٰ ﷺ سے گذارش:

ہر نعت خواں اس بات کو مدنظر رکھے کہ وہ کائنات کی سب سے معزز ترین ہستی امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مدح سرائی کے لیے اسٹیج پر آیا ہے اگر اسکی زبان سے نکلنے والے الفاظ اسکے حال کی عکاسی نہیں کر رہے۔ تو اسکے دعویٰ میں سچائی نہیں ہے۔

ایک عالم کی بارگاہ میں ایک شاعر کلام کی تصحیح کے لیے آیا اسکے کلام کا مفہوم کچھ یوں تھا "پیارے آقا میں آپ کے فراق میں ساری رات تڑپتا ہوں" انہوں نے پوچھا کیا واقعی آپ پر یہ کیفیت طاری ہوتی ہے؟ کہا جی یہ تو فقط اشعار ہی لکھے ہیں۔ انہوں نے فرمایا ذرا سوچو کہ کس کی بارگاہ میں جھوٹ بول رہے ہو۔

ایک شخص کا دعویٰ تو یہ ہو کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ کے نام پر جان بھی قربان کر دوں لیکن حال یہ ہو کہ اپنی خواہش نفس کو قربان کر کے اپنے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام جیسی صورت بنانے پر تیار نہ ہو۔

حالانکہ حضور اکرم شفیع معظم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

📖 خَالِفُوْا الْمُشْرِكِيْنَ قُصُّوْا الشَّوَارِبَ وَ اَعْفُوْا اللُّحٰى.

(صحیح بخاری' کتاب اللباس' جلد ۲' صفحہ ۸۷۵)

ترجمہ: تم مشرکین کی مخالفت کرو داڑھی کو بڑھاؤ اور مونچھوں کو پست کرو۔

ربِّ لم یزل نے فرمایا:

''تیرے رب کی قسم وہ اس وقت تک کامل مومن نہیں ہو سکتے جب
تک کہ وہ آپ کو منصف نہ بنالیں اپنے تمام معاملات میں جن میں وہ باہم
جھگڑتے ہیں اور پھر آپ کے حکم پر عمل کرنے میں دل میں ذرا سی بھی تنگی نہ
پائیں اور اس پر اپنی گردن تسلیم جھکا دیں۔'' (سورۃ النساء' آیت: ۶۵)

ترمذی شریف میں ہے حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ایک آدمی کو فرمایا جسکے ہاتھ میں پیتل کی انگوٹھی تھی کیا وجہ ہے کہ میں تجھ سے بتوں کی بو پاتا ہوں اس نے اسکو پھینک دیا اور لوہے کی انگوٹھی پہن کر آیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا وجہ ہے کہ میں تیرے اوپر جہنمیوں کا زیور دیکھتا ہوں اس نے اسکو بھی پھینک دیا اور عرض کیا کہ پھر میں کس چیز کی انگوٹھی پہنوں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا چاندی کی' جو ساڑھے چار ماشہ سے زائد نہ ہو۔

نوٹ: امام اہلسنت' اعلیٰحضرت اس مسئلہ کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ چاندی کی ایک انگوٹھی ایک نگ کی ساڑھے چار ماشہ سے کم وزن کی مرد کو پہننا جائز ہے اور دو انگوٹھیاں یا کئی نگ کی ایک انگوٹھی یا ساڑھے چار ماشہ خواہ زائد چاندی کی اور سونے' کانسے' پیتل' لوہے' تانبے کی مطلقاً ناجائز ہیں۔

جبکہ نسائی اور ابوداؤد میں حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ الکریم سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے داہنے ہاتھ میں ریشم اور بائیں ہاتھ میں سونے کو لے کر فرمایا کہ یہ دونوں میری اُمت کے مردوں پر حرام ہیں اور جبکہ یہاں پر سونے کے بنے ہوئے تاجوں سے تاج پوشیاں ہو رہی ہیں۔ کیا یہ

مسلمانوں کا طریقہ ہے؟

اسی طرح اپنی صورتیں عورتوں کی طرح اور خواتین جیسا چمکیلا لباس پہن کر سرکارِ دو عالم ﷺ کی توصیف بیان کرنا کیا کسی کے دل میں اس محبوب خدا کی یاد کو تازہ کرے گا کہ جنہوں نے ارشاد فرمایا:

📖 لَعَنَ اللّٰهُ الْمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ وَالْمُتَشَبِّهِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ. (صحیح بخاری' کتاب اللباس' جلد ۲' صفحہ ۸۷۴)

ترجمہ: اللہ کی لعنت ان عورتوں پر جو مردوں کی مشابہت اختیار کریں اور ان مردوں پر جو عورتوں سے تشبُّہ (مشابہت) اختیار کریں۔

ثناخوانِ مصطفیٰ ﷺ مستند شعراء کرام کی نعتیں پڑھیں۔ مثلاً حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ' امام بوصیری' مولانا جامی' شیخ سعدی' امام احمد رضا خان بریلوی' پیر مہر علی شاہ رحمہم اللہ تعالیٰ یا عصرِ حاضر کے شعراء میں سے حافظ مظہر الدین' مولانا حسن رضا خان' حفیظ تائب وغیرھم کیونکہ جس طرح عبادات کے لئے کچھ آداب مقرر ہیں۔ اسی طرح نعت گوئی کے لیے بھی کچھ قوانین ہیں۔

نفس گم کردہ می آید
جنید و بایزید ایں جا

آج کل کم علمی کے باعث شعراء ایسے اشعار لکھ دیتے ہیں جو امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شانِ اقدس کے مناسب نہیں یا ان کے اشعار اسلام میں متصور نہیں ہیں جیسے:

؎ حرم کے پجاری حرم چاہتے ہیں

؎ وہی جو مستوی عرش تھا خدا ہو کر
اتر گیا ہے مدینے میں مصطفیٰ ﷺ ہو کر

؎ نہ کعبے سے مطلب نہ مسجد کی چاہت

؎ بباطن خدا ہیں بظاہر محمد ﷺ

خدا ہے محمدؐ محمد خدا ہے

مسلمان کعبہ کو قبلہ (بطور سمت) مانتے ہیں اور سجدہ اللہ کو کیا جاتا ہے یعنی مسجود الیہ کعبہ ہے اور مسجود لہ اللہ عزوجل کی ذات ہے۔

اگر کوئی کعبہ (کی عمارت) کو سجدہ کرنے کی نیت سے سجدہ کرے تو وہ حرام کا مرتکب ہوا اور اس نے گناہ کبیرہ کیا اور اگر سجدہ کرتے وقت خانہ کعبہ کی عبادت کرنے کی نیت کی تو وہ دائرہ اسلام سے خارج ہو گیا کیونکہ غیر خدا کی عبادت کفر ہے۔ مذکورہ بالا شعر میں شاعر حرم کے پجاری کن کو کہہ رہا ہے؟

سرکار دوعالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے کہنا کہ بظاہر تو وہ محمد ﷺ ہیں اور باطن میں خدا یا خدا محمد ہے اور محمد خدا ہے کہنا سننا گناہ کبیرہ ہے۔ جس نے یہ اشعار پڑھے اور ان کو سن کر جن افراد کا یہ عقیدہ بن گیا تو وہ حلقہ اسلام سے رشتہ توڑنے والے ہو گئے۔ اسی طرح یہ کہنا کہ کعبہ و مسجد سے ہمیں کوئی مطلب نہیں مکہ معظمہ اور خانہ خدا سے اظہار برأت ہے جو کسی مسلمان کو زیب نہیں دیتا۔

اسی طرح سرکار دوعالم ﷺ کی بارگاہ میں نذرانہ عقیدت پیش کرتے ہوئے اپنے اشعار کسی چیئرمین' کونسلر' ایم-پی-اے' ایم-این اے کی نذر کرنا چہ معنی دارد؟ کیونکہ رسول اللہ ﷺ کے حضور نذرانہ عقیدت پیش کرتے ہوئے ان سے عظیم ہستی کونسی ہیں کہ ان سے ہٹ کر نعت کے اشعار اس شخص کی نذر کیے جائیں۔

بخاری شریف میں ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''قسم ہے اُس ذات پاک کی جسکے قبضہ میں میری جان ہے۔ میں ارادہ کرتا ہوں کہ لکڑیوں کو جمع کرنیکا حکم دوں پھر کسی کو نماز پڑھانے پر قائم (مقرر) کروں ان لوگوں کی طرف جاؤں جو (لوگ) نماز میں حاضر نہیں ہوئے ان پر (نماز چھوڑنے پر) انکے گھروں کو آگ لگا دوں۔'' (بخاری)

جب شریعت مصطفویہ ﷺ میں جماعت چھوڑنے پر اتنی شدید وعید ہے تو شعائر اسلام کی پاسداری نہ کرنے والا یا نماز جیسی فرضی عبادت کو عمداً ترک کرنے والا شخص یہ کہے:

اعمال کم ہوئے تو کہہ دوں گا حشر میں
یارب نبی کی نعت سے فرصت نہیں ملی

یہ اللہ رب العزت کے حکم "اَقِیْمُو الصَّلٰوۃَ" کی خلاف ورزی کے ساتھ ساتھ حکم خداوندی کیساتھ استہزاء کرنا ہے۔

مؤمن جتنا بھی گناہگار ہو اسکی معافی ہو سکتی ہے لیکن گناہ کرنے کے بعد اس پر بزعم خویش نادم نہ ہو بلکہ اس بدعملی پر دلائل دینے کی کوشش کرنے یہ اسکی بارگاہ سے اظہار برأت کرنا اور منافی ادب ہے۔ لہٰذا توبہ کرنی چاہیے۔

نعت خوان نعت کو اس انداز میں پڑھیں کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے نعت پڑھنے والے حضرت حسان بن ثابت' حضرت کعب بن زہیر' حضرت کعب بن مالک' حضرت عبداللہ بن رواحہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین جیسی شخصیات کی یاد تازہ ہو جائے۔ دل کی تار کا تعلق امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جڑ جائے اور انسان کیف و سرور کی وادیوں میں غوطہ زن ہو کر مکین گنبد خضرا ﷺ کے حسین تصور میں کھو جائے۔ نہ کہ نعت سنتے ہی ذہن کے آئینے میں کسی گلوکار یا فلمی ایکٹر کا تصور اُبھر آئے۔ اللہ رب العزت کے نام کو بگاڑ کر اپنے منہ سے مخصوص آواز نکالنا اور اسکی لے پر نعت پڑھنا اسی طرح دف بجاتے ہوئے محبوب خدا ﷺ کی توصیف و خصائل بیان کرنا درست نہیں ہیں۔ موسیقی زدہم میں گانا فساد کا باعث ہے اور جب امور محرمہ و مکروہہ کسی نیک کام میں بطور حلال و مباح استعمال ہونے لگیں تو اُس وقت محرمات و مکروہات کو حلال ٹھہرا لینے کی وجہ سے اسکی ممانعت ہو گی۔ جس طرح نبی کریم ﷺ کے دور اقدس میں عورتیں مساجد میں آکر جماعت میں شریک ہوتی تھیں لیکن اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جب عورتوں کے مسجد میں آنے کو باعث فساد دیکھا اور لوگوں کا اُسکو حلال ٹھہرا لینا گمان کیا تو اُنکو مسجد میں آکر جماعت میں شریک ہونے سے منع کر دیا۔ جس طرح بخاری شریف میں اسکی وضاحت موجود ہے۔ کرمانی شرح بخاری اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ "معلوم ہوا کہ فتنہ اور فساد کے وقت عورتیں مسجد میں نہ آئیں"۔ چونکہ دف وغیرہ

بجا کر نعت پڑھنے سے لوگ محرمات کو حلال ٹھہرا لیں گے لہٰذا علمائے کرام اُس پر ناجائز ہونے کا فتویٰ صادر کرتے ہیں اور اسکو محفلِ نعت میں بجانا جائز قرار نہیں دیتے۔ ہر کام کا اپنا محل ہوتا ہے اور ہر چیز اپنے محل پر ہی درست لگتی ہے۔ اگر کوئی شخص کسی شے کی حلت کو ثابت کرے۔ ہر مقام پر اس حلت کو دلیل بناتے ہوئے اس فعل کا ارتکاب کرے تو یہ فعل مقتضی حال کے منافی ہوگا۔ اِسْتَفْتِ قَلْبَکَ.

نعت میں ایسے اشعار نہ پڑھے جائیں جن سے دوسرے انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی شانِ اقدس میں تنقیص کا کوئی پہلو نکلتا ہو۔ جیسے حضرت یوسف علیہ السلام کے بارے میں کہنا:

؎ وہ محبوب زلیخا تھے یہ محبوب خدا ٹھہرے

ہر وہ اسم جس میں یا تصغیر ہو اسکے معنی میں تنقیص کا پہلو نکلتا ہے ایسے الفاظ نبی کریم ﷺ کے لیے استعمال کرنا خطائے فحش ہے۔ جیسے کملی سے کملیا وغیرہ۔

آج کل ثناء خوان نعت پڑھتے ہوئے بار بار ''سوہنیاں'' جیسے لفظ سے نبی کریم ﷺ کو مخاطب کرتے ہیں۔ حالانکہ کوئی بھی ذی شعور انسان اپنے استاذ' والد اور پیر کو یہ نہیں کہہ سکتا ''سوہنیاں کی حال ای''...... تو امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس لفظ سے پکارنا مومن کا شعار نہیں ہے۔

نوٹ: سوہنیاں بطور اسم صفت بول سکتے ہیں جیسے ''سب سوہنیاں توں سوہنا اے روضہ حضور دا''۔ ثناء خوان نعت پڑھنے سے پہلے کسی مستند عالم دین کو ضرور سنالیں۔ کسی لفظ کا تلفظ غلط ہو جائے تو معنی بگڑ جاتا ہے اور بعض کا تلفظ غلط ہو تو اُس لفظ کا کوئی معنی نہیں ہوتا۔

یا مُصْطَفٰی	(غلط)	یا مُصْطَفٰی	(صحیح)
جَھَنُّم	(غلط)	جَھَنَّم	(صحیح)
مُحِبّ	(محبت کرنے والا)	مُحَبّ	(محبت کیا ہوا)

؎ یعنی محبوب و محب میں نہیں میرا تیرا

نقباءِ محافلِ میلاد سے گذارش:

نقیب محفل کسی اسٹیج پر مائیک ہاتھ میں لے کر یہ نہ سمجھے کہ وہ دارالافتاء کی مسند پر براجمان ہو چکا ہے۔ اسکو چاہیے کہ وہ فقط اتنی بات سامعین کو کہے جو قرآن و حدیث یا بزرگانِ دین کے اقوال و اشعار سے مستنبط ہوتی ہے۔ اپنی طرف سے قیاس آرائیاں کرنا اور پھر اس سے شرعی مسئلہ ثابت کرنا اسکا منصب نہیں ہے۔ بے معنی گفتگو محض چیخ و پکار بے مقصد اشعار اور تعریف میں مبالغہ آرائی وہ غلطیاں ہیں جسکی وجہ سے وقتی طور پر عوام الناس تو خوش ہو جائیں گے لیکن انہیں اپنے اعمال نامہ کی طرف بھی نظر رکھنی چاہیے جسکی وجہ سے کل وہ بارگاہِ الوہیت میں جواب دہ ہوں گے۔

احیاء العلوم میں ہے کہ ایک شخص نے دوسرے شخص کی تعریف کی تو پوچھا گیا کیا کہ آپ نے ان کے ساتھ سفر کیا ہے؟ کہا نہیں۔ پوچھا: کیا آپ انکے پڑوس میں رہے ہیں؟ کہا نہیں۔ پوچھا: کیا آپ نے اُنکے ساتھ عقد (بیع' شراء) کیا ہے؟ کہا نہیں۔ فرمایا یہ تین چیزیں ہی انسان کو دوسرے انسان کے بارے میں صحیح طور پر معرفت کرواسکتی ہیں۔ پھر آپ نے انکی تعریف کیوں کی ہے جبکہ مذکورہ تین چیزوں میں سے کوئی عمل آپ نے ان کے ساتھ نہیں کیا۔

اپنے کلام کو فوقیت دینے کے لیے معتبر شخصیات کا سہارا لینا اور انکی طرف غلط بات منسوب کرنا ان شخصیات کی عزت پر حملے کے مترادف ہے۔ نقیبِ محفل کسی خارجی دباؤ کے نتیجے میں نہیں بلکہ اپنے ضمیر کی آواز پر گفتگو کرے۔ کسی کی بے جا مدح سرائی میں مسجع' مقفع کلام مثل ابوزید سروجی حصول مال و متاع کا سبب تو ہو سکتا ہے اللہ اور اسکے رسول کی رضا کا سبب نہیں۔

اکثر فاسق معلن لوگوں کی تعریف میں حد درجہ کی مبالغہ آرائی دیکھنے میں آئی ہے۔ جبکہ فاسق کی تعریف کرنے سے عرش معلی بھی لرز جاتا ہے۔

📖 اِذَا مُدِحَ الْفَاسِقُ غَضِبَ الرَّبُّ وَاهْتَزَّ لِذَالِکَ الْعَرْشُ.

(تبیین الحقائق' کتاب الصلوٰۃ باب الامامۃ' جلد ۲ صفحہ ۲۵۱)

ترجمہ: جب فاسق کی مدح کی جاتی ہے رب عزوجل غضب فرماتا ہے اور عرشِ الٰہی ہل جاتا ہے۔

سرکار دوعالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مدح سرائی کے دوران کوئی شخصیت آجائے تو سرور کائنات ﷺ کی تعریف کو چھوڑ کر اسکی عظمت کے گیت الاپنا کیا مومن کا شیوہ ہو سکتا ہے اور کسی شخصیت کے آنے پر لوگوں کو کھڑا کر کے تلاوت نعت کو منقطع کر دینا کیا اسلامی تعلیمات میں سے ہے؟

حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ سَرَّهُ اَنْ يَّتَمَثَّلَ لَهُ الرِّجَالُ قِيَامًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ. (ترمذی' ابوداؤد)

ترجمہ: جو (شخص) اس بات کو پسند کرے کہ لوگ اسکے لیے کھڑے ہوں (یا اسکے آگے کھڑے ہوں) تو وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنائے۔

احادیث مبارکہ بیان کرتے ہوئے حد درجہ کی مبالغہ آرائی کرتے ہوئے اسکے مفہوم کو بدل دینا اور اپنی طرف سے کیے ہوئے اضافے کو سرکار دوعالم ﷺ کی طرف منسوب کرنا مومنین کا طریقہ نہیں ہے۔

سرکار دوعالم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جس نے میری طرف وہ بات منسوب کی جو میں نے نہ کہی تھی وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنائے۔'' (بخاری)

لہٰذا نقیب محفل کو چاہیے کہ سنی سنائی باتوں' حکایتوں' قصوں اور کہانیوں کی بجائے قرآن و حدیث' صحابہ کرام اور بزرگان دین کے واقعات سے عوام الناس کو آگاہی کروائیں تاکہ اسلاف کے واقعات سن کر ان کے جذبے بھی جوان ہوں۔

نعرہ محبت کے جذبات کا نتیجہ ہے جب مسلمان اپنے محبوب کی اداؤں اور اسلام کی حقانیت کے بارے میں سنتا ہے تو وہ جذبات جو اسکے دل میں اچھل مچا دیتے ہیں وہ اسکا اظہار نعرہ کی صورت میں کرتا ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام قبول کیا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو بہت زیادہ خوشی و مسرت ہوئی انہوں نے حالت وجدان میں نعرہ تکبیر کو بلند کیا تو دار ارقم سے لے کر مکے کی پہاڑیوں تک ''اللہ اکبر'' کی صدا گونج اٹھی۔

لیکن کسی کو خوش کرنے کے لیے یا کسی شخصیت کی آمد پر پندرہ' پندرہ منٹ مخصوص تیار شدہ نعرے جو اسی شخصیت کیساتھ تعلق رکھتے ہوں اسلام میں متصور نہیں ہیں۔

دوران محفل نعت کو روک کر نعرے بازی کرنا آداب نعت کے خلاف ہے۔ احقر نے دوران تلاوت ایک شخصیت کے آنے پر نعرہ لگاتے ہوئے بھی دیکھا ہے۔ کیا اسلام ہمیں یہ تعلیم دیتا ہے۔ جبکہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

وَ اِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَ اَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ.

(سورہ اعراف: ۲۰۴)

ترجمہ: اور جب قرآن پڑھا جائے تو اسکو بغور سنو اور چپ رہو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔

نعرہ تکبیر' نعرہ رسالت کے بعد حق چار یار یعنی سیدنا صدیق اکبر' حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنھم کے نعرے بھی ہوں نہ کہ نعرہ تکبیر و رسالت کے بعد (نعرہ حیدری) حضرت علی کرم اللہ وجہہُ الکریم کا نعرہ بلند کیا جائے۔ یہ رفض اہلسنت و جماعت میں رچ بس گیا ہے اسکو ختم کرنا چاہیے۔

نوٹ: اگر محفل پر تعظیم و ہیبت کی فضا قائم ہو تو نعرہ بازی سے اجتناب کیا جائے۔ بلکہ خاموشی سے ادباً محفل کو سماعت کرنا چاہیے۔ نعرے بازی پر سبقت لے جانے کی کوشش کرنا بازاری لوگوں اور روافض کا کام ہے۔

بانیان محافلِ میلاد سے گذارش:

محافل میلاد النبی ﷺ کا انعقاد اور اسکے لیے خرچ کرنا مستحسن عمل ہے۔ لیکن شریعت مطھرہ نے مسلمانوں کی توجہ اس طرف بھی مبذول کرائی ہے کہ وہ حد اعتدال سے نہ بڑھیں اور خرچ کرتے ہوئے صحیح مصرف کا تعین کریں۔ چند اصلاحی باتیں بانیان محافل کے بھی علم میں لانا چاہوں گا۔

اشتہار پر لکھا ہوتا ہے زیر صدارت ''حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ'' اور پھر اسٹیج پر کرسی رکھ دی جاتی

ہے۔ تاثر یہ دیا جاتا ہے کہ اس پر سرکار دو عالم ﷺ جلوہ فرما ہیں۔ امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تشریف آوری صدارت کی محتاج نہیں ہے۔ یہ عمل اسلام کے منافی ہے۔

ایک مرتبہ مفتی عبدالقیوم ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ فورٹرس سٹیڈیم (دیوانِ خاص) محفل میں تشریف لے گئے جہاں بانیٔ محفل نے مائیک پر آ کر فخر سے کہا کہ میں نے یہ ہال -/1700,000 (سترہ لاکھ) میں بک کروایا ہے جو آج ایک مُجرا کے لیے بک تھا میری زائد پیشکش کے آگے وہ لوگ ہمت ہار بیٹھے۔

جب قبلہ مفتی صاحب علیہ الرحمۃ مائیک پر آئے تو کہا کہ -/1700,000 (سترہ لاکھ) کا یہ مصرف صحیح نہیں بلکہ میں ان پیسوں سے آپ کو ایک مدرسہ تعمیر کروا کر دے سکتا ہوں جہاں دن رات بچے قرآن حکیم کی تلاوت کریں گے۔ جبکہ ہال میں آج تو محفل ہو رہی ہے کل پھر یہاں مُجرا ہوگا۔ یہ تو پیسے کا زیاں ہے۔

نوٹ: محفل نعت میں عمرے کے ٹکٹ اور تعلیمی وظائف کا لالچ دے کر اکٹھا تو کیا جا سکتا ہے لیکن سوچنے کی بات تو یہ ہے کہ وہ تو محض لالچ میں آئے ہیں اس طرح تو محافل میں آنے والوں کے دلوں سے اخلاص ختم ہو گیا۔

اسی طرح محافل میں نوٹوں کی برسات...... کیا نوٹوں کی بارش میں نعت پڑھنے والا اپنی توجہ مکین گنبد خضراء ﷺ کے ساتھ جوڑ سکتا ہے۔ حالانکہ نوٹوں پر نام بھی لکھے ہوتے ہیں جنکی بے ادبی کرنا بھی لازم آتی ہے کیونکہ بھی نوٹ پاؤں کے نیچے آتے ہیں۔

علماء تصریح فرماتے ہوئے لکھتے ہیں کہ نفس حروف الف، با، وغیرہا حروف تہجی میں سے ہر ایک علیحدہ علیحدہ قابل ادب ہیں یہاں تک کہ اگر کوئی بُرا نام (ابوجہل) بھی لکھا ہو تو حروف کی تعظیم کرتے ہوئے اسے بھی زمین پر گرانا جائز نہیں چہ جائیکہ اکثر نوٹوں پر ''محمد یعقوب''، ''شمشاد اختر''، ''عشرت حسین'' لکھا ہوتا ہے۔ جس محبوب کی محفل ہو رہی ہے اسی کے نام کو اچھالنا اور گرایا جانا کیا مومنین کا شیوہ ہے۔

بانیانِ محافل انتظامات کے سلسلے میں کسی مستند عالم دین کی رہنمائی سے محافل کو ترتیب دیا کریں اور ہر محفل میں علمائے کرام کے خطابات بھی رکھیں۔ کوشش کی جائے کہ ثناء خوانان کی فوج ظفر موج کی بجائے چند نعتیں ہوں اور خطاب کو ہمہ تن گوش سماعت کیا جائے اور اصلاح عقائد و اعمال پر گفتگو کروائی جائے۔ نبی کریم ﷺ کی سیرت طیبہ پر گفتگو کروائی جائے تاکہ نوجوان نسل کے دلوں میں بھی رسول اللہ ﷺ کے بارے میں حالات و واقعات نقش ہوں۔

محافل نعت مختصر ہونی چاہیے تاکہ نماز فجر قضا نہ ہو۔ پروگرام کو اتنا طویل کرنا کہ نماز فجر پڑھے بغیر محوِ خواب ہو جائیں یہاں تک کہ ظہر سے بھی غفلت ہو جائے درست نہیں اور اگر طوالت محفل کی وجہ سے فجر کا وقت آ گیا تو نماز فجر کی جماعت کروائی جائے تاکہ تمام لوگ نماز فجر با جماعت ادا کر کے رخصت ہوں۔

شعراء کرام سے گذارش:

مولانا کوثر نیازی کہتے ہیں:

''شاعری ایک اور میدان ہے جہاں بے اختیار ادب و احتیاط کا دامن ہاتھ سے چھوٹ جاتا ہے اور شاعری میں بھی نعت گوئی کی صنف تو ایک ایسی مشکل صنف سخن ہے جس میں ایک ایک قدم پل صراط پر رکھنا پڑتا ہے۔ یہاں ایک طرف محبت ہے تو ایک طرف شریعت۔''

کچھ شعراء نبی کریم ﷺ کو یا آپ ﷺ کے افعال کو قبیح افعال سے تشبیہ دیتے ہوئے محض قافیہ/ردیف کو ہی مدنظر رکھتے ہیں۔ پچھلے دنوں پنجابی کے ایک اُبھرتے ہوئے شاعر نے نبی کریم ﷺ کو ایک قبیح فعل (گُڈی) پتنگ اُڑانے سے تشبیہ دی۔

؎ تیرے ہتھ ڈور آقا آپے تو چڑھائی اے
چڑھی ہوئی گُڈی نوں چڑھائی رکھیں سوہنیاں

یہ شعر سرکار دو عالم ﷺ کے مقام کے مناسبت نہیں ہے۔

کیونکہ حضرت کعب بن زہیر رضی اللہ عنہ نے جب اپنا مشہور قصیدہ نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں پیش کیا تو آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انکی نعت کو پسند فرمایا اور انہیں اپنی چادر رحمت بھی عطا فرمائی لیکن ایک شعر کی اصلاح بھی فرمائی۔

حضرت کعب بن زہیر رضی اللہ عنہ نے کہا تھا:

وَاِنَّہٗ لَنَارٌ یُسْتَضَاءُ بِہٖ .... وَسَیْفٌ مِّنْ سُیُوْفِ الْھِنْدِ مَسْلُوْلٌ

ترجمہ: آپ اس آگ کی طرح ہیں جس سے روشنی اور راہنمائی حاصل کی جاتی ہے .... اور آپ ہندوستان کی عمدہ تلواروں میں سے ایک تلوار ہیں۔

چونکہ آگ کا الاؤ راہنمائی کا کام دیتا تھا اور ہندوستانی تلوار زمانۂ اسلام سے قبل ہی اپنی مضبوطی، کاٹ اور تیزی کے حوالے سے مشہور تھی لہٰذا آگ سے تشبیہ میں سخاوت، راہنمائی اور ہندی تلوار سے تشبیہ میں جرأت و بہادری کی طرف اشارہ ہوتا ہے۔ یعنی یہ معانی اگرچہ درست تھے لیکن یہ تشبیہ مقام نبوت کے مناسب نہ تھی پس آپ ﷺ نے فرمایا کعب بن زہیر رضی اللہ عنہ! تم اپنے شعر کو یوں تبدیل کرو۔

وَاِنَّہٗ لَنُوْرٌ یُسْتَضَاءُ بِہٖ .... وَسَیْفٌ مِّنْ سُیُوْفِ اللّٰہِ مَسْلُوْلٌ

ترجمہ: حضور اکرم ﷺ ایسے نور ہیں جس سے روشنی حاصل کی جاتی ہے .... اور اللہ تعالیٰ کی تلواروں میں سے ایک شمشیر بے نیام ہیں۔

اسی طرح اعلیٰحضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس کی تصریح کرتے ہوئے کہا۔

"نعت کہنا تلوار کی دھار پر چلنا ہے، بڑھتا ہے تو الوہیت میں پہنچ جاتا ہے۔ کمی کرتا ہے تو تنقیص ہوتی ہے۔ پھر فرمایا......! وہ الفاظ جو معشوق مجازی کے لیے آتے ہیں جیسے "رعنا' دلربا" نعت شریف میں ممنوع ہیں نہ تشبیہات تانیثی جیسے لیلیٰ کا استعمال ہو۔ نیز بجائے نام اقدس (محمد ﷺ) کے اسمائے صفاتی ہوں تو بہتر ہے خصوصاً ندا کے وقت مثلاً یا رسول اللہ' یا حبیب اللہ ضروری ہے۔ نام اقدس لے کر ندا حرام ہے اور غیر ندا میں ساقی کوثر یا آفتاب رسالت' شفیع المذنبین وغیرھم کہنا اور لکھنا چاہیے۔ اسی طرح یثرب' کالی کملیا' رشک قمر وغیرھم متروک ہیں۔ تخیلات خلاف واقع یا مبالغات نہ ہونا چاہیے۔ مثلاً حضور ﷺ کے فراق میں دن' رات روتا ہوں دیگر انبیائے کرام علیہم السلام کے مراتب عالیہ محفوظ رہیں معاذ اللہ توہین نہ ہونے پائے۔"

پس نعت گوئی کے لیے علم و عمل کے ساتھ ساتھ شاعر کو مقام الوہیت کی نزاکت کا احساس اور شانِ رسالت ﷺ کا صحیح ادراک بھی ہونا چاہیے۔ دل و دماغ بیدار ہوں اور پاسبانِ عقل و دل کا پاس رہے تب ہی معیاری نعتیہ شاعری سامنے آسکتی ہے۔

خطبائے کرام سے گذارش:

دین کی تبلیغ و اشاعت میں وعظ و تقریر کا اہم کردار رہا ہے۔ مقرر جتنی پختہ بات کہے گا سامعین میں اتنی ہی پختگی بڑھے گی۔ ورنہ انکے مزاج کو بگاڑ کر مقررین بھی انہی کی خواہش کے مطابق فقط شعر و شاعری میں ہی اپنی تقریر ختم کرتے نظر آتے ہیں۔ مخصوص تراکیب' دلچسپ اشعار' فلک شگاف چیخ و پکار میں منحصر ہو کر ریکارڈ شدہ کیسٹ کی طرح بولتے جانا' لوگوں سے واہ واہ لوٹی اور اگلے پروگرام کی طرف گامزن۔ کیا یہی دین کی تبلیغ و اشاعت کا طریقہ ہے؟

اور عوام الناس جو مقرر کی تقریر کے دوران نعرے لگاتے نہیں تھکتے ان سے تقریر کی بابت پوچھا جائے تو کہیں گے جی کیا شاندار تقریر تھی ساتھ ہی دوسرا سوال کیا جائے کہ جی کچھ باتیں ہمیں بھی بتائیں گے تو شرمساری سے نظر چراتے نظر آتے ہیں۔

احادیث مبارکہ پڑھتے ہوئے اپنی طرف سے اسکا مفہوم بیان کرتے ہوئے اسکی نسبت

سرکارِ دو عالم ﷺ کی طرف کرنا زبان زدِ عام ہو چکا ہے۔

جبکہ سرورِ کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ یَّقُلْ عَلَیَّ مَا لَمْ اَقُلْ فَلْیَتَبَوَّاْ مَقْعَدَہٗ مِنَ النَّارِ. (بخاری شریف)

ترجمہ: جو مجھ پر وہ بات کہے جو میں نے نہ فرمائی وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنائے۔

اس دور کا ایک اور فتنہ یہ بھی ہے کہ قرآن و حدیث کی فہم سے عاری اور علوم عصریہ کے ماہر بھی درسِ قرآن و حدیث دیتے نظر آ رہے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جو قرآن کو عصری علوم کے پیمانوں پر پرکھتے ہیں اور سادہ لوح عوام کے ایمانوں کو لوٹتے ہیں۔

ایک مقرر نے کہا کہ "قرآن بھی نبی کا تابع ہے"

حالانکہ کتاب لاریب میں ربِ قدوس نے فرمایا! پیارے محبوب کہہ دیجئے ....

اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا یُوْحٰی اِلَیَّ. (الانعام:۵۰)

ترجمہ: میں تو اسی کا تابع ہوں جو مجھے وحی آتی ہے۔

جو قرآن کو تابع اور رسول اللہ ﷺ کو متبوع قرار دے وہ سوچے کہ قرآن تو اللہ عزوجل کی صفت ہے اور اس میں نسادِ معنی کہاں تک پہنچ جاتا ہے۔ ایسا عقیدہ رکھنے والے شخص کو توبہ کرنی چاہیے۔

نوٹ: ہر شخص اپنے شعبے کا ماہر (اسپیشلسٹ) ہوتا ہے۔ اسکو ہر علم کا ماہر ماننا درست نہیں۔ کبھی ہارٹ (دل) کے مریض (Patient) کو ڈینٹل اسپیشلسٹ کے پاس نہیں لے جایا جاتا حالانکہ ڈاکٹر کا لفظ تو اس پر بھی بولا جاتا ہے۔

پس ہر مریض کو اسکے مرض کے مطابق اسی شعبے کے (ماہر) اسپیشلسٹ کے پاس لے جایا جاتا ہے۔ لہٰذا علوم دینیہ پر گفتگو اسی کو زیب دیتی ہے جس نے اپنی زندگی کا ایک حصہ علم دین سیکھنے پر لگایا ہو اور قرآن و حدیث کو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے اقوال اور اپنے اسلاف کی رہنمائی سے سمجھا ہو۔ نہ کہ فزکس، کیمسٹری، اکنامکس اور دیگر علوم عصریہ پڑھتے اور انہی پر ریسرچ کرتے ہوئے اپنی زندگی بسر کرنے والا قرآن و حدیث کے جملہ مضامین کو سمجھ اور سمجھا سکتا ہے۔

یہی وہ خرابی ہے کہ آج قرآن و حدیث کو عقل کے ترازو میں تولا اور پرکھا جا رہا ہے اور اپنی رائے سے تفسیرِ قرآن اور درسِ حدیث دیتے ہوئے اسی کو حرفِ آخر کہا جاتا ہے اور یہ نہیں دیکھا جاتا کہ وہ تفسیر یا وضاحت جو اس نے اپنی رائے سے کی ہے اس سے گذشتہ چودہ سو سال میں تفسیر و وضاحت کرنے والے تمام مفسرین و محدثین کے اقوال کی مخالفت ہو رہی ہے۔ قرآنی آیات پر نت نئے اعتراضات اُٹھا کر لوگوں کے دلوں کو اسلام کے شکوک و شبہات میں مبتلا کرنا بھی انہی سکالرز کا کام ہے۔ حالانکہ امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

مَنْ قَالَ فِی الْقُرْاٰنِ بِرَاْیِہٖ فَاَصَابَ فَقَدْ اَخْطَاَ. (ترمذی، ابوداؤد)

ترجمہ: جس (شخص) نے قرآن میں اپنی رائے سے کوئی بات کہی پھر وہ ٹھیک بھی تھی تحقیق اس نے خطا کی۔

اور دوسرے مقام پر یہ فرمایا:

مَنْ قَالَ فِی الْقُرْاٰنِ بِغَیْرِ عِلْمٍ فَلْیَتَبَوَّاْ مَقْعَدَہٗ مِنَ النَّارِ. (ترمذی)

ترجمہ: جس نے بغیر علم کے قرآن میں کوئی بات کہی وہ اپنا ٹھکانہ جہنم سے بنائے۔

نوٹ: ابلیس لعین کے مکر و فریب سے بچیں وہ مومن کو حسنات اور نیکیوں کے دھوکہ سے سیأت اور برائیاں کرواتا ہے۔ دودھ کے بہانے زہر پلاتا ہے۔

مفاسد اصلاح میں اصل مدنظر ہے
نشتر جو لگاتا ہے وہ دشمن نہیں ہوتا

علمائے کرام سے گذارش:

آپ اُمت کے وہ افراد ہیں جو عوام الناس کے لیے حجت بنتے ہیں۔ کیونکہ عوام تو "العوام کالانعام" کے مصداق ہیں۔ آپ سے گذارش ہے کہ اگر آپ "مفاد عاجل" کی خواہش کو بالائے طاق رکھتے ہوئے فقط اُخروی زندگی کی فلاح اور عیش و برتری کے جذبے سے ہر محفل میں اپنے خطاب

کے اختتام پر چند منٹ اور جمعۃ المبارک کے اجتماعات میں محافلِ میلاد کے بارے میں اصلاحی گفتگو فرمائیں تو یقیناً ان میں کمی ہوسکتی ہے۔

محافلِ میلاد النبی ﷺ کیسے منائی جائے؟:

(۱) ابتداءً تلاوت قرآن مجید ہو اور جو آیات پڑھی جائیں انکا ترجمہ بھی عوام الناس کو بتایا جائے۔

(۲) حمد باری تعالیٰ ہو۔

(۳) نعت رسول مقبول ﷺ پڑھی جائیں جن میں سرکار دو عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توصیف و مدح سرائی ہو اور ولادت باسعادت کا ذکر خیر ہو۔

(۴) خطاب کا اہتمام کیا جائے اور مقررین کو چاہیے کہ ثبوت میلاد پر گفتگو کے ساتھ ساتھ میلاد النبی ﷺ کا مقصد' شریعت اسلامیہ پر پابندی اور انکی ترویج واشاعت کا عزم صمیم بھی لوگوں کے دلوں میں پیدا کریں۔

(۵) درود وسلام پڑھا جائے۔

(۶) تبرک کے ساتھ ساتھ کسی اصلاحی' دینی موضوع پر کتابچہ بھی تقسیم کیا جائے۔

محافل میں آنے والوں کے آداب:

(۱) محافل میں آنے والوں کو محض رضائے الٰہی اور محبوب خدا ﷺ کی خوشنودی مطلوب ہو۔ کوئی لالچ اور غرض ان کے پیش نظر نہ ہو۔

(۲) باوضو سر ڈھانپ کر ادباً محفل میں بیٹھیں۔ (ہو سکے تو غسل کرے اچھا لباس زیب تن کر کے امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر خیر سننے کے لیے حاضر ہوں)۔

(۳) جتنی دیر بیٹھیں ادباً ہمہ تن گوش ہو کر تلاوت' نعت اور خطاب کو سنیں۔ دوران محفل موبائل فون سننا اور آپس میں گفتگو کرنا آداب محفل کے منافی ہے۔

(۴) دورانِ تلاوت و نعت کسی شخصیت کے آنے پر سب کچھ چھوڑ کر آنے والی شخصیت کے لیے کھڑا ہونا روا نہیں۔

(۵) خواتین باپردہ ہو کر مردوں سے علیحدہ بیٹھیں۔ کیونکہ مردوں' عورتوں سے مخلوط اجتماع کی اسلام میں کوئی گنجائش نہیں۔

؎ انداز بیاں گرچہ بہت شوخ نہیں ہے
شاید کہ اتر جائے ترے دل میں میری بات

شعائر اسلام

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ اَمَّا بَعْدُ فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى.

۱ اِنَّ الَّذِيْنَ يُحَآدُّوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ اُولٰٓئِكَ فِى الْاَذَلِّيْنَ. (المجادلہ: ۲۰)

ترجمہ: بیشک وہ (لوگ) جو اللہ اور اسکے رسول کی مخالفت کرتے ہیں وہ سب سے زیادہ ذلیلوں میں (سے) ہیں۔

اگر کوئی نابنجار کافر شریعت اسلامی سے استہزاء کرے یا شعار اسلام اور سنت رسول ﷺ کا مذاق اُڑائے تو یہ تعجب خیز بات نہیں ہے کیونکہ اسکا اسلام سے تعلق ہی کیا ہے جو شریعت کے پاس رکھے۔ جس طرح گذشتہ چند سالوں سے گوانتاناموبے کی جیل میں قرآن کی بے حرمتی' رسول اللہ ﷺ کے (کیریکیچر Caricature) خاکے اور شیطانی آیات (Satanic Verses) لکھنے پر نوبل انعام دینا وغیرھم۔

لیکن دُکھ کی بات تو یہ ہے کہ ایک طبقہ اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے اور اپنا تعلق شریعت اسلامیہ کیساتھ ثابت کرنے کیساتھ ساتھ امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اُمتی ہونے کا دعویدار بھی ہے۔ لیکن زبان کی جسارت یہ ہے کہ اپنے نبی ﷺ کی سنت اور شعار اسلام کا مذاق اُڑا رہا ہے اور اپنے خود ساختہ روشن خیال اسلام کو منوانے کیلئے شریعت اسلامیہ کی دھجیاں بکھیرتا ہے۔

غیب کی خبر دینے والے امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام نے چودہ سو سال قبل ہمیں اس فتنے سے آگاہ کر دیا تھا۔ چنانچہ آقا و مولا ﷺ نے ارشاد فرمایا:

۲ يَكُوْنُ فِىْ اٰخِرِ الزَّمَانِ دَجَّالُوْنَ كَذَّابُوْنَ يَأْتُوْنَكُمْ مِنَ الْاَحَادِيْثِ بِمَا لَمْ تَسْمَعُوْا اَنْتُمْ وَلَا اٰبَآؤُكُمْ فَاِيَّاكُمْ وَ اِيَّاهُمْ لَا يُضِلُّوْنَكُمْ وَلَا يَفْتِنُوْنَكُمْ. (مسلم)

ترجمہ: آخری زمانہ میں جھوٹے دجال ہوں گے جو تمہارے پاس وہ احادیث (باتیں) لائیں گے جو نہ تم نے سنیں ہوں گی نہ تمہارے باپ دادوں نے۔ اپنے آپ کو اُن سے اور اُن کو اپنے سے دُور رکھو وہ تمہیں گمراہ نہ کر دیں اور تمہیں فتنہ میں نہ ڈال دیں۔

کیا ہم شعائر اسلام' ضروریات دین' اپنے نبی کریم ﷺ کی سنت اور اسلامی وضع قطع کا مذاق اُڑا کر غیر مسلموں کو اسلام کی طرف مائل کر سکتے ہیں؟ جو خود ہی سنت رسول ﷺ اور شعائر اسلام سے استہزاء کر رہے ہیں۔

میرا موضوع سخن چند سال پہلے ریلیز ہونے والی فلم "خدا کے لئے" ہے۔ جسے پاکستان کے معروف ہدایت کار شعیب منصور نے بنایا اور فلم کا سکرپٹ جاوید الغامدی نے لکھا ہے جو کہ پاکستان' بھارت اور امریکا کے اشتراک سے بنی جس میں اسلامی تعلیمات' جہاد اور اسلامی تہذیب و کلچر کی دھجیاں بکھیر دی گئیں۔

اہل مغرب مسلمانوں کے دلوں سے شعائر اسلام اور ضروریات دین کی عظمت کم کرنے کیلئے کوشاں ہیں۔ جس کا اندازہ گذشتہ چند سالوں سے آپ نے کیا جبکہ موجودہ دور میں میڈیا پر مکمل قبضہ ہونے کی بناء پر مسلمانوں میں شکوک وشبہات پیدا کرنے کیلئے مختلف پروگرامز ترتیب دیے جا رہے ہیں جن کی وجہ سے مسلمانوں میں اسلامی شعائر (پردہ' داڑھی اور اسلامی وضع قطع) کی قدر و قیمت کم کی جا رہی ہے۔ جیسا کہ مذکورہ فلم "خدا کے لئے" میں جہاد' اسلامی رہن سہن' داڑھی' پگڑی' پردہ اور اسلامی وضع قطع کا مذاق اُڑایا گیا۔ سب سے پہلے فلم کے ہدایتکار کے جذبات پڑھیے کہ اس فلم کو بنانے کا مقصد کیا ہے۔

فلم کے ہدایت کار شعیب منصور نے فلم کے تعارف پر مبنی ویب سائٹ میں اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا:

"نائن الیون کے واقعے کے حوالے سے مغربی ردِعمل نے سخت گیر نظریے کو مزید مضبوط کر دیا اور اسلام کی روح کو جس "جدیدیت" کی ضرورت

تھی وہ مزید مشکل ہو گئی۔ اس (جنید جمشید) نے موسیقی چھوڑنے کا اعلان کیا تھا کیونکہ اس حوالے سے وہ قائل ہو چکا تھا کہ "موسیقی حرام ہے" مجھے اس خبر نے شدید صدمہ پہنچایا۔ اس بات پر کبھی بھی یقین نہیں کر سکتا کہ اللہ دنیا میں اپنی ہی عطا کردہ خوبصورت ترین چیزوں سے نفرت کرے گا یعنی موسیقی اور مصوری۔ میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ جنید جمشید جیسے کنفیوزڈ آدمی کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ اپنے چاہنے والے ہزاروں نوجوانوں کو گمراہ کرے ...... میں نے یہ محسوس کیا کہ میری ذمہ داری ہے کہ میں اس نقصان کا مداوا اور ازالہ کروں جو وہ اس معاشرے کو پہنچا چکا ہے۔ جو پہلے ہی بنیاد پرستی کے اثرات کے سبب سسک رہا ہے ..... مجھے اس حوالے سے کوئی ابہام نہیں۔ بجائے اس کے کہ آج کے موجودہ وقت کو ہم چودہ صدیاں پیچھے لے جائیں۔ ہم اسلام کو آج کے زمانے میں لے آئیں۔ اسلام کی سب سے بڑی خدمت یہ ہے کہ ہم اسلام کو آج کے زمانے کے لحاظ سے قابلِ عمل بنا دیں۔"

آپ نے اس فلم کے ہدایتکار شعیب منصور کی شقاوتِ قلبی کا اظہار پڑھ کر اندازہ لگا لیا ہوگا کہ کیا اس فلم میں اسلام کے بارے میں صحیح روشناسی کرائی گئی ہوگی؟ جس فلم کا ہدایتکار راہِ ہدایت کو گمراہی اور گمراہی کے راستے کو راہِ ہدایت کہہ رہا ہے۔ جو خود نام نہاد روشن خیالی کی تاریک وادیوں میں کسی جگنو کی راہ تک رہا ہے وہ کسی کو کیا راہِ ہدایت دکھا سکتا ہے۔

اس فلم میں انڈین اداکار نصیر الدین شاہ کو بطور عالم دین پیش کیا گیا ہے۔ اس نے اپنے ڈائیلاگ میں جو کہا آیئے قرآن وسنت کی روشنی میں دیکھتے ہیں۔ کیا واقعی شریعت اسلامی ہمیں اتنی آزادی دیتی ہے یا ہم نام نہاد روشن خیالی کے حسین تصور میں کسی گمنام وادی کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ موضوع کی طرف بڑھنے سے پہلے ایک بات ذہن نشین رہے کہ دین اسلام کے وہ احکام جو قطعی (یقینی) ہوں اور وہ معانی مقصودہ جو باعتبار علم عمل توارث اور تواتر کے مُسلّم چلے آرہے ہیں۔ وہ

اصطلاح شرع میں ضروریات دین کہلاتے ہیں۔ تمام علمائے کرام فقہائے اُمت محدثین و مستحقین و متکلمین اور ارباب حقائق اس بات پر متفق ہیں کہ ان کا انکار کرنا ان میں تاویل کرنا اور شعائر اسلام کا مذاق اُڑانا دائرہ اسلام سے خارج کر دیتا ہے۔

📖 وَ مَنْ وَصَفَ اللّٰهَ بِمَا لَا يَلِيْقُ بِهٖ اَوْ سَخِرَ بِاسْمٍ مِّنْ اَسْمَائِهٖ اَوْ بِاَمْرٍ مِّنْ اَوَامِرِهٖ اَوْ اَنْكَرَ وَعْدَهٗ وَ وَعِيْدَهٗ يَكْفُرُ وَ كَذَا مُخَالَفَةُ مَا اُجْمِعَ عَلَيْهِ وَ اِنْكَارُهٗ بَعْدَ الْعِلْمِ بِهٖ يَعْنِيْ مِنْ اُمُوْرِ الدِّيْنِ كُفْرٌ. (شرح الفقہ الاکبر صفحہ ۲۲۷)

ترجمہ: جس نے اللہ تعالیٰ کو ایسے وصف کیساتھ متصف کیا جو اسکے لائق نہیں یا جو شخص اسمائے باری تعالیٰ میں سے کسی اسم کا یا اس (اللہ) کے اوامر میں سے کسی اوامر کا مذاق اُڑائے یا اُس کے وعدہ وعید کا انکار کرے تو وہ کافر ہے۔ اسی طرح جس پر اجماع ہو گیا ہو اسکی مخالفت اور جاننے کے بعد اسکا انکار کرنا (یعنی امورِ دین میں سے کسی ایک کا انکار کرنا) کفر ہے۔

موسیقی و گانا بجانا:

☆ گانے کو عربی میں "غِنَاءٌ" کہتے ہیں خواہ اسکا مضمون اچھا ہو یا بُرا ہو۔
☆ ہاتھ سے بجائے جانے والے آلاتِ موسیقی (سازوں) کو "مَعَازِف" کہتے ہیں۔
☆ منہ سے بجائے جانے والے آلاتِ موسیقی کو "مزامیر" کہتے ہیں۔
☆ جب آلاتِ موسیقی کا مطلقاً ذکر ہو تو اس سے معازف و مزامیر دونوں مراد ہونگے۔
☆ لیکن جب لفظ مزامیر مطلقاً بولا جائے تو اس سے دونوں قسم کے آلاتِ موسیقی مراد ہوتے ہیں۔

فلم "خدا کے لئے" میں انڈین اداکار (عالم دین کے روپ میں) کا ڈائیلاگ:

"اللہ رب العزت نے ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء میں سے ایک

لاکھ تیئس ہزار نو سو چھیانوے انبیاء کو وہ مقام نہ دیا جو چار نبیوں کو دیا اُن کو معجزے عطا کیے۔ ہمارے نبی (ﷺ) کو عظیم معجزہ قرآن دیا' جبکہ موسیٰ (علیہ السلام) کو معجزہ دیا کہ لاٹھی ماریں دریا کے دو ٹکڑے ہو جائیں اور عیسیٰ (علیہ السلام) مردوں کو زندہ کرتے ہیں۔ داؤد (علیہ السلام) کو کیا معجزہ دیا......؟ ''موسیقی'' کہ پرندے بھی مدہوش ہو کر گر پڑیں' پہاڑ بھی گانے لگ جائیں۔ کیا یہ ممکن ہے کہ خداوند کریم اپنی تعریف سننے کے لیے ایک حرام چیز کا انتخاب کریں اور اپنے ایک برگزیدہ پیغمبر کو حرام چیز معجزے میں دیں؟''

قارئین نے انڈین فلمسٹار کے جملے پڑھے' آیئے اب حقیقت حال کی طرف آتے ہیں۔

حضرت داؤد علیہ السلام کتاب الٰہی کی تلاوت کرتے یا اللہ کی تسبیح وتحمید کرتے تو اللہ نے ان کی آواز میں یہ تاثیر رکھی تھی کہ پہاڑ' پرندے بھی ان کیساتھ تسبیح میں شریک ہو جاتے۔ کیا داؤد علیہ السلام کا کتاب الٰہی کی تلاوت کرنے سے لتا منگیشکر یا کسی موسیقار کا گانا' گانا ثابت ہوگا؟

قرآن مجید:

📖 اِنَّا سَخَّرْنَا الْجِبَالَ مَعَهٗ يُسَبِّحْنَ بِالْعَشِيِّ وَالْاِشْرَاقِ. (ص آیت:۱۸)

ترجمہ: بے شک ہم نے اسکے ساتھ پہاڑ مسخر فرما دیے کہ شام کو اور سورج چمکتے تسبیح کرتے۔

📖 وَ سَخَّرْنَا مَعَ دَاوٗدَ الْجِبَالَ يُسَبِّحْنَ وَالطَّيْرَ وَ كُنَّا فٰعِلِيْنَ. (الانبیاء آیت:۷۹)

ترجمہ: اور داؤد کیساتھ پہاڑ مسخر فرما دیے کہ (وہ) تسبیح کرتے اور پرندے (بھی) اور یہ ہمارے کام تھے۔

📖 وَ لَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ مِنَّا فَضْلًا ؕ يٰجِبَالُ اَوِّبِيْ مَعَهٗ وَالطَّيْرَ ۚ. (سبا:۱۰)

ترجمہ: اور بے شک ہم نے داؤد کو اتنا بڑا فضل دیا۔ اے پہاڑو اس کیساتھ اللہ کی طرف رجوع کرو (تسبیح کرو) اور اے پرندو (تم بھی)۔

حضرت داؤد علیہ السلام بے انتہا خوش آواز تھے۔ صبح وشام جب جوش میں آ کر آپ اپنے مخصوص لحن میں کتاب الٰہی پڑھتے یا خدا کی تسبیح وتحمید کرتے تو پیغمبرانہ تاثیر کا یہ عالم ہوتا کہ پہاڑ اور پرندے بھی آپ کیساتھ آواز سے تسبیح پڑھنے لگتے تھے۔ یعنی داؤد علیہ السلام تسبیح کرتے تو پہاڑوں سے بھی تسبیح سنی جاتی اور پرندے جھک آتے' آپ کا یہ معجزہ تھا۔ پہاڑ ان کے ساتھ صبح وشام خدا کی تسبیح کرتے تھے۔ (تفسیر ابن عباس)

حضرت داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خوش الحانی کیساتھ کتاب الٰہی کی تلاوت اور خدا کی تسبیح وتحمید کرنے سے موسیقی اور گانا گانے کا ثبوت کیسے ہو سکتا ہے جبکہ عصر حاضر کے گانے تو وہ ہیں جن میں سے تو بعض کے اشعار ہی کفریہ ہیں۔

؎ حسینوں کو آتے ہیں کیا کیا بہانے
خدا بھی نہ جانے تو ہم کیسے جانیں

؎ خدا بھی آسماں سے جب زمیں پر دیکھتا ہوگا
میرے محبوب کو کس نے بنایا سوچتا ہوگا

؎ تجھ کو دی صورت پری کی دل نہیں تجھ کو دیا
ملتا خدا تو پوچھتا یہ ظلم تو نے کیوں کیا

خدا ظلم سے پاک ہے اسکو ظالم کہنا کفر ہے۔ اللہ تعالیٰ کی صفت علم کی نفی اور دیکھنے کو محدود اور تخلیق میں غیر کی شراکت واضح کفر وشرک ہے اور حضرت داؤد علیہ السلام کی قرأت کتاب اللہ' تسبیح و تقدیس سے موجودہ دور کے گانوں اور موسیقی کو قیاس کرنا بعید از خطا نہیں۔ کیا وہ کتاب الٰہی کی تلاوت یا اللہ رب العزت کی تسبیح وتقدیس میں ستار' بربط' زیر و بم' رباب' عود' طبلہ' پیانو' گٹار وغیرہم بجاتے تھے؟ بغیر سازوں کے اللہ کی حمد وتسبیح سے کون روکتا ہے؟ لہٰذا حضرت داؤد علیہ السلام کے فعل مبارک سے عہد حاضر کی موسیقی ثابت نہیں ہوتی۔ کیونکہ اس موسیقی میں تو مجازی عشق کی بات کی جاتی ہے۔

نوٹ: سابقہ شریعت میں اگر کوئی فعل حلال ہو تو اس فعل کا ہمارے لیے حلال ہونا ضروری نہیں۔ بعض افعال سابقہ شریعت میں حلال تھے مگر ہماری شریعت میں انکو حرام کر دیا گیا۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے:-

📖 وَ رَفَعَ اَبَوَیۡهِ عَلَی الۡعَرۡشِ وَ خَرُّوۡا لَهٗ سُجَّدًا ۚ (سورۃ یوسف:۱۰۰)

ترجمہ: اور (یوسف نے) اپنے ماں باپ کو تخت پر بٹھایا اور سب انکے لئے سجدے میں گرے۔

حضرت یوسف علیہ السلام کی شریعت میں سجدۂ تحیت حلال تھا جبکہ ہماری شریعت میں حرام ہے تو کیا کوئی شریعت یوسفی سے دلیل پیش کر کے سجدہ کروا سکتا ہے یا کر سکتا ہے؟ اسی طرح سیدنا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شریعت میں سگی بہن سے نکاح جائز تھا۔ اگر کوئی فلم میں بولے گئے ڈائیلاگ کی طرح یوں کہے:

"کیا یہ ممکن ہے کہ خداوند کریم نسلِ انسانی کو بڑھانے کیلئے ایک حرام چیز کا انتخاب کرے اور اپنے ایک برگزیدہ پیغمبر آدم علیہ السلام کی شریعت میں حرام چیز کی اجازت دے۔ لہٰذا.......... سگی بہن سے نکاح کرنا جائز ہے۔"

تو جو شخص اسکی سند لا کر اُسے (سگی بہن سے نکاح کو) حلال بتائے گا وہ دائرۂ اسلام سے نکل جائے گا۔ پس سابقہ شریعت سے مستنبط مسائل شریعت محمدیہ ﷺ میں ثابت نہ ہونگے جیسے شراب اگلی شریعتوں میں جہاں تک نشہ نہ دے حلال تھی۔ اب (شریعت محمدیہ ﷺ میں) مطلقاً حرام ہے۔

معلوم ہوا دینِ اسلام افراط و تفریط سے پاک مذہب ہے جس میں سجدۂ تحیت، سگی بہن سے نکاح، شراب اور موسیقی حرام کر دی گئیں۔

جب کفار مکہ کی شدید ترین مخالفت کے باوجود دین اسلام روز بروز پھیلا گیا اور قرآن کا حسن اعجاز لوگوں کے دلوں کو موہنے لگا تو نضر بن حارث نے اسلام کی بڑھتی ہوئی مقبولیت کو ختم کرنے کیلئے ایک چال چلی اس نے کئی لونڈیاں خرید رکھی تھیں جو رقص و سرود کے فن میں ماہر تھیں جب امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کلام الٰہی پڑھ کر سنانے لگتے تو یہ بھی بالمقابل مجلس لگا لیتا اور اسلام کی طرف

مائل ہونے والے شخص کو اپنی طرف متوجہ کرنے کے لیے لونڈیوں کو حکم دیتا وہ گانے گاتیں، ناچتیں تو ربّ قدوس نے اس گانا بجانے اور ناچنے کے بارے میں فرمایا:

📖 وَ مِنَ النَّاسِ مَنۡ یَّشۡتَرِیۡ لَهۡوَ الۡحَدِیۡثِ لِیُضِلَّ عَنۡ سَبِیۡلِ اللّٰهِ بِغَیۡرِ عِلۡمٍ ٭ۖ وَّ یَتَّخِذَهَا هُزُوًا ؕ اُولٰٓئِکَ لَهُمۡ عَذَابٌ مُّهِیۡنٌ ﴿۶﴾ (لقمان:۶)

ترجمہ: اور کچھ لوگ وہ ہیں جو (اللہ تعالیٰ کے ذکر اور اسکی عبادت سے) غافل کر دینے والی چیزوں کا بیوپار کرتے ہیں تاکہ (اسکے بُرے انجام سے) بے خبر ہو کر لوگوں کو راہِ خدا سے بھٹکاتے رہیں اور ان (آیاتِ الٰہی) کا مذاق اُڑاتے رہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کیلئے رسوا کن عذاب ہے۔

صحابہ کرام کا موقف:

📖 عَنِ ابۡنِ مَسۡعُوۡدٍ وَ ابۡنِ عَبَّاسٍ وَالۡحَسَنِ وَ عِکۡرِمَةَ وَ سَعِیۡدِ بۡنِ جُبَیۡرٍ قَالُوۡا لَهۡوُ الۡحَدِیۡثِ الۡغِنَاءُ وَالۡاٰیَةُ نَزَلَتۡ فِیۡهِ.

(مظہری جلد ۷ صفحہ:۲۴۶ خازن جلد ۵ صفحہ:۲۱۳ بغوی جلد ۵ صفحہ:۲۱۴)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود، عبداللہ بن عباس، حسن، عکرمہ اور سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنھم فرماتے ہیں کہ "لَهۡوُ الۡحَدِیۡثِ" سے مراد گانا بجانا ہے اور یہ آیت گانوں (کی حرمت) کے بارے میں نازل ہوئی۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:

"فقہائے کرام نے فرمایا ہے کہ گانا بجانا حرام ہے اور یہ (مذکورہ) آیت اسکی حرمت کی دلیل ہے کیونکہ گانا بجانا "لَهۡوُ الۡحَدِیۡثِ" ہے۔"

(مظہری، جلد نمبر ۷ صفحہ:۲۴۸)

یہ بات یقینی ہے کہ دلوں میں ہیجانی کیفیت پیدا کرنے، فتنہ فساد پھیلانے اور گناہوں کی طرف راغب کرنے والی چیزوں میں سے سب سے بڑھ کر گانا بجانا ہی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

أَفَمِنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ تَعْجَبُوْنَ ○ وَ تَضْحَكُوْنَ وَلَا تَبْكُوْنَ ○ وَ أَنْتُمْ سَامِدُوْنَ ○

(النجم:۶۱-۵۹)

ترجمہ: بھلا کیا تم اس بات پر تعجب کر رہے ہو؟ (بے شرموں کی طرح) ہنس رہے ہو، روتے نہیں ہو اور تم نے کھیل مذاق بنا رکھا ہے۔

علامہ آلوسی "سامدون" کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

قَالَ أَبُوْ عُبَيْدَةَ اَلسُّمُوْدُ الْغِنَاءُ بِلُغَةِ حِمْيَرٍ يَقُوْلُوْنَ يَا جَارِيَةُ اِسْمِدِيْ لَنَا.

ترجمہ: حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حمیری زبان میں "اَلسُّمُوْدُ" کا معنی "گانا بجانا" ہے۔ جیسا کہ وہ کہتے ہیں: "اے لڑکی ہمیں گانا سنا"۔

حدیث مبارک:

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ غَنْمٍ الْأَشْعَرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ عَامِرٍ أَوْ أَبُوْ مَالِكٍ الْأَشْعَرِيُّ وَاللّٰهِ مَا كَذَبَنِيْ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَيَكُوْنَنَّ مِنْ أُمَّتِيْ أَقْوَامٌ يَسْتَحِلُّوْنَ الْحِرَ وَالْحَرِيْرَ وَ الْخَمْرَ وَالْمَعَازِفَ.

(صحیح بخاری، جلد۲، صفحہ:۸۳۷، سنن کبریٰ، جلد۱۰، صفحہ:۲۲۱)

ترجمہ: حضرت عبدالرحمٰن بن غنم اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے ابوعامر یا ابو مالک اشعری نے حدیث بیان کی اور اللہ کی قسم! انہوں نے کبھی جھوٹ نہیں بولا اور انہوں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ میری اُمت میں کچھ ایسے لوگ پیدا ہونگے جو زنا، ریشم، شراب اور آلاتِ موسیقی (باجوں) کو حلال قرار دیں گے۔

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب میری اُمت پندرہ (قسم کے) کام کرنے لگے گی تو ان پر نزولِ عذاب جائز ہو جائے گا۔ پوچھا گیا یا رسول اللہ ﷺ وہ کون سے کام ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

"(۱) جب مالِ غنیمت کو (ذاتی) دولت، (۲) امانت کو غنیمت (۳) زکوٰۃ کو جرمانہ بنا لیا جائے گا، (۴) اور جب انسان اپنی بیوی کی فرمانبرداری، (۵) اور ماں کی نافرمانی کرے گا، (۶) جب اپنے دوست سے اچھا سلوک، (۷) اور اپنے باپ پر ظلم کریگا، (۸) جب مساجد میں شوروغل ہوگا، (۹) اور جب گھٹیا آدمی قوم کا سربراہ ہوگا، (۱۰) اور جب کسی شخص کے شر سے بچنے کے لیے اسکی عزت کی جائے گی، (۱۱) اور شراب کو پیا جائے گا، (۱۲) ریشم پہنا جائے گا، (۱۳) اور گانے والی عورتوں، (۱۴) اور آلاتِ موسیقی کو مشغلہ بنا لیا جائے گا، (۱۵) اور جب اُمت کے بعد (میں آنے) والے لوگ پہلے لوگوں کو بُرا کہیں گے۔ تو اس وقت سرخ آندھیوں، زمین میں دھنسنے اور شکلیں تبدیل ہونے کے واقعات رونما ہونگے۔" (جامع ترمذی، جلد۲، صفحہ:۴۵-۴۴)

ایک روایت میں ہے:

"سرخ آندھیوں، زلزلوں، زمین میں دھنسنے، شکلیں بگاڑ دیے جانے اور پتھر برسنے کے پے در پے واقع ہونے کا اس طرح انتظار کرنا جیسے ہار کے پرانے دھاگے کے ٹوٹ جانے سے اسکے دانے یکے بعد دیگرے بکھرتے چلے جاتے ہیں۔" (جامع ترمذی، جلد۲، صفحہ:۴۵)

مظفر آباد، بالاکوٹ وغیرھا کا زلزلہ اور لوگوں کا زمین میں دھنس جانا ہمارے لیے عبرت کا باعث ہے۔ کیا ان واقعات کے چشم دید گواہ ہونے کے باوجود ہم کسی اور عذاب کے انتظار میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حفاظت میں رکھے۔ آمین۔

مسلمانوں کی حالت اس معاملہ میں انتہائی افسوسناک ہے دیگر برائیوں کیساتھ ساتھ میوزک، موسیقی وغیرھا کے گندے اور گمراہ کن جراثیم ان کے جسم و روح میں پھیل گئے اور موسیقی کو روح کی غذا کہا جانے لگا۔

تا کہ کتاب انقلاب کی آیات بینات کو سن کر غیر مسلموں کے دل بھی موم ہو جائیں اور وہ حلقۂ اسلام میں داخل ہوں۔

نوٹ: آپ اچھے سے اچھا گانا گا کر بھی کسی غیر مسلم کو مسلمان نہیں کر سکتے جبکہ اچھی آواز سے قرآن کریم کی تلاوت غیروں کے دلوں میں بھی قرآن کی محبت بسا دے گی اور پھر کوئی ناہنجار گوانتاناموبے کی جیل میں قرآن کریم کی گستاخی کرنے کا سوچ بھی نہ سکے گا۔

اور جہاں تک شادی بیاہ میں بچیوں کے گانے کی بات ہے تو وہاں دف بھی محض اعلان نکاح کے لیے بجائی جاتی تھی۔ اسکی بھی چند شرائط ہیں۔ دف بغیر جھانجھ کے ہو جس میں تال وسم کی رعایت نہ رکھی جائے اور بجانے والے مرد نہ ہوں نہ ہی عزت والی عورتیں بلکہ لونڈیاں یا کم حیثیت عورتیں اس مقام پر بجائیں جہاں فتنہ کا اندیشہ نہ ہو لیکن اس میں باجوں سے احتراز کیا جائے گا۔ اور گانے والیوں سے مراد چھوٹی بچیاں یا کنیزیں ہیں جو محض طبعی طور پر گائیں اس میں قواعد موسیقی کا لحاظ نہ ہو اور نہ فحش کلام ہو جو شرع کے خلاف ہو جس میں فتنہ ہو یا آئندہ فتنہ کا اندیشہ ہو اور ان چھوٹی بچیوں کی آواز غیر مردوں تک نہ پہنچے۔ پھر نکاح کے موقع پر بچیاں آہستہ آواز میں گا سکتی ہیں لیکن اشعار اچھے ہوں اچھے اشعار پڑھنا اسلامی روایت ہے۔ جیسے غزوۂ خندق کے موقع پر یہ اشعار پڑھے گئے:

(۱) وَاللّٰہِ لَوْلَا اللّٰہُ مَا اھْتَدَیْنَا
وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّیْنَا
فَاَنْزِلَنْ سَکِیْنَۃً عَلَیْنَا
وَثَبِّتِ الْاَقْدَامَ اِنْ لَّاقَیْنَا
اِنَّ الْاُوْلٰی قَدْ بَغَوْا عَلَیْنَا
اِذَا اَرَادُوْا فِتْنَۃً اَبَیْنَا

(صحیح بخاری، جلد ۲، صفحہ: ۵۸۹، صحیح مسلم، جلد ۲، صفحہ ۱۱۳)

توجہ طلب امر تو یہ ہے کہ آج اللہ عزوجل اور اسکے رسول ﷺ کے نام کو بھی مسلمان دف اور میوزک میں بجانے لگے۔ بعض لوگ تو (پس آواز) بیک پر اللہ کے نام کو بگاڑ کر سرکار دوعالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نعت پڑھتے ہیں۔

کائنات کی سب سے معزز ترین ہستی امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام نامی اسم گرامی اور اسکے خصائل و فضائل کو اسی طرح بیان کرنا کیا مسلمانوں کو زیب دیتا ہے کہ جن کی بارگاہ میں فقط آواز کا بلند کرنا حبوط (بربادی) اعمال کا باعث ہے۔

نوٹ: خوبصورت آواز اور خوش الحانی اللہ تعالیٰ کی جانب سے ایک خاص انعام ہے۔ اس نعمت کو گانے بجانے میں استعمال کرنے سے اسکی بے قدری ہوگی۔ یہ نعمت قرآن مجید پڑھنے حمد و نعت پڑھنے میں استعمال کی جائے تو اس نعمت کا اکرام اور شکر ہوگا بلکہ رضائے الٰہی کا بھی موجب ہوگی۔

چنانچہ امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

(۱) عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ زَیِّنُوا الْقُرْآنَ بِاَصْوَاتِکُمْ۔ (بخاری، جلد ۲، صفحہ: ۱۱۲۶، ابوداؤد، جلد ۱، صفحہ: ۲۱۴، ابن ماجہ، صفحہ: ۹۵)

ترجمہ: حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا قرآن کو اپنی آوازوں کیساتھ مزین و آراستہ کرو۔

ملا علی قاری علیہ الرحمۃ اس حدیث کے تحت یوں رقمطراز ہیں:

''اچھی آواز قرآن کے حسن میں اضافہ کرتی ہے۔ اچھی آواز قرآن کی زینت ہے ہر چیز کا زیور ہوتا ہے اور قرآن کا زیور اچھی آواز ہے۔''

(المرقاۃ، جلد ۴، صفحہ: ۶۹۹)

اگر کسی نوجوان کی اچھی آواز ہے تو وہ میوزیشن (Musician) نہ بنے بلکہ خداوند قدوس کی کتاب لاریب کی تلاوت کر کے اپنی آواز سے مخلوق خدا کے دلوں کو قرآن کی محبت سے بھر دے۔

ترجمہ: اللہ کی قسم! اگر اللہ تعالیٰ کی مدد نہ ہوتی تو ہم ہدایت نہ پاتے' نہ صدقہ وخیرات کرتے اور نہ ہی نماز پڑھتے (اے اللہ) تو ہم پر سکینہ (سکون واطمینان) نازل فرما' اور (کفار سے) لڑائی کے وقت ہمیں ثابت قدم رکھنا۔ یقیناً دشمن ہم پر ٹوٹ پڑے ہیں۔ جب وہ کوئی فتنہ برپا کرنا چاہتے ہیں۔ تو ہم انکار کردیتے ہیں (یعنی ان سے دبتے نہیں)۔

مذکورہ گفتگو سے معلوم ہوا کہ فتنے میں پڑنے کا اندیشہ نہ ہو تو شرعی حدود کو مدنظر رکھتے ہوئے نکاح کے موقع پر دف یا چھوٹی بچیاں (آہستہ آواز میں) گا سکتی ہیں مگر اس زمانے میں لوگ صحیح نیت سے قاصر ہیں اور احکامِ شرع سے غافل ہیں۔ اگرچہ بعض مواقع پر ملاہی کی اجازت ہے لیکن احوالِ زمانہ کو دیکھتے ہوئے اسکی اجازت نہیں دی جاسکتی کیونکہ اعلانِ نکاح ان لہو ولعب میں پڑے بغیر بھی ہوسکتا ہے۔ جبکہ عہدِ حاضر دف کا استعمال اکثر لہو ولعب کیلئے ہونے لگا ہے۔ (لہٰذا نعت' حمد اور دیگر کلام پڑھنے کیلئے بھی دف کی اجازت نہیں دی جاسکتی)۔

لباس:

فلم "خدا کے لئے" میں انڈین اداکار (عالم دین کے روپ میں) کا ڈائیلاگ:

"لباس کا تعلق معاشرت سے ہے مذہب سے بالکل نہیں۔"

حقیقت:

اگر لباس کا تعلق فقط معاشرے کے ساتھ ہوتا تو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین عرب سے دور ممالک کو فتح کرنے کے بعد اپنا لباس اسی معاشرے کے مطابق ڈھال لیتے۔ عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ حکومت میں بڑی بڑی مملکتیں اسلام کے زیرنگیں ہوگئیں۔ کیا چھبیس (۲۶) لاکھ مربع میل پر حکومت کرتے ہوئے مسلمانوں نے معاشرے کے مطابق اپنی وضع قطع بدل لی تھی؟ نہیں بلکہ مسلمانوں نے اپنا مذہبی تشخص برقرار رکھا اور زمانوں کے تغیر میں اپنے آپ کو نہ بدلا بلکہ معاشرے کو اسلامی ماحول میں ڈھال دیا۔

ہے خود کو بدلتے نہیں قرآن کو بدل دیتے ہیں

اگر کسی معاشرے میں مرد عورتوں کا اور عورتیں مردوں کا روپ دھار لیں کیا مسلمان بھی مذہبی شعائر کو چھوڑ کر معاشرتی (برائیوں) لباس کو ترجیح دیں گے؟ حالانکہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لَعَنَ اللّٰهُ الْمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ وَالْمُتَشَبِّهِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ.

(صحیح بخاری' کتاب اللباس' جلد ۲' صفحہ ۸۷۴)

ترجمہ: اللہ کی لعنت اُن عورتوں پر جو مردوں کی مشابہت اختیار کریں اور ان مردوں پر جو عورتوں سے تَشَبُّہ (مشابہت اختیار) کریں۔

کیا سرکار دوعالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمان عالیشان کے ہوتے ہوئے ہم معاشرے کے مطابق اپنا حلیہ بدل لیں؟

اگر لباس کا تعلق معاشرے سے ہوتا تو سرکار دوعالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حدیث کا مفہوم تو یہ ہے۔ اگر کسی قوم نے غیر اسلامی انداز میں لباس زیب تن کیا تو کہیں تم بھی انہی کے لباس کو زیب تن نہ کرلینا بلکہ اپنا اسلامی دینی تشخص قائم رکھنا۔ کیونکہ:

مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ. (سنن ابی داؤد' کتاب اللباس' جلد ۲' صفحہ ۲۰۳)

ترجمہ: جو کوئی کسی قوم سے مشابہت اختیار کرے وہ ان ہی میں سے ہے۔

پس لباس کے بارے میں کلیہ یہ ہے کہ جو لباس جس جگہ کفار یا مبتدعین یا فُسّاق کی وضع (نشانی) ہو تو ان کے اشعار کو اپنے لیے خاص کر لینا مکروہ اور بعض صورتوں میں حرام بھی ہے۔

داڑھی:

داڑھی کو محض سنت سمجھ کر اسکا استہزاء (مذاق) کرنا کفر تک پہنچا دیتا ہے۔ کیونکہ فرائض بھی ہمیں سنت ہی کے راستے سے ملے ہیں۔ قرآن اللہ رب العزت نے ہمیں عطا نہیں کیا بلکہ نبی کریم ﷺ کے قلب اطہر پر اسکا نزول ہوا جو تواتر سے منتقل ہوتا ہوا ہمارے پاس پہنچا۔ سنت کہہ کر

جان چھڑانے والے شریعت اسلامیہ کے کن کن مسائل سے بھاگیں گے۔

داڑھی خدا کا نور ہے۔ چہرہ اسی وقت حسین لگتا ہے جب اس پر داڑھی سجی ہو کیونکہ اس سے جسم کا جمال بھی ابھرتا ہے اور قلب کا حال بھی پھوٹتا ہے۔

فلم "خدا کے لئے" میں انڈین اداکار (عالم دین کے روپ میں) کا ڈائیلاگ:

"داڑھی اپنی مرضی سے رکھی ہے دین نے فرض نہیں کی مجھ پر۔"

آپ نے مذکورہ بالا سطور میں جو پڑھا ہے اس سے اندازہ لگایا ہوگا کہ مذکورہ انڈین اداکار نے ایک لاکھ چوبیس ہزار (کم وبیش) انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام میں سے ایک نبی حضرت داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خوش الحانی سے کتاب اللہ کی تلاوت اور اللہ کی تسبیح و تقدیس سے موجودہ دور کے گانے اور موسیقی کی حلت کو ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔

تو جناب والا ایک نبی کا عمل اسکے لیے حجت (دلیل) ہے تو ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء (علیہ الصلوٰۃ والسلام) میں سے تو داڑھی کسی نے نہیں کٹوائی۔ کیا تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا عمل اسکے لیے حجت نہیں ہے۔ اس سے ان کی شقاوت قلبی اور رسول اللہ ﷺ کی سنت مبارکہ سے لوگوں کو دور (اور اسکی اہمیت دل میں کم) کرنے کیلئے اسے عشق کی سیڑھی کا آخری زینہ ثابت کرنے کی کوشش ظاہر ہوتی ہے تاکہ عوام الناس جو ابتدائی مسائل سے بھی زیادہ واقف نہیں انکو دور منزل کی راہ دکھا کر راستے میں ہی لوٹ لیا جائے۔

فلم "خدا کے لئے" میں انڈین اداکار (عالم دین کے روپ میں) کا ڈائیلاگ:

"داڑھی عشق کا آغاز نہیں انتہا ہے...... عشق جب انتہا کو چھوتا ہے تو عاشق کا بھی جی چاہتا ہے وہ دیکھنے میں اپنے محبوب جیسا بن جائے۔ کیا ہم غلطی تو نہیں کر رہے کہ عاشق کا پہلا قدم عشق کی آخری سیڑھی پر رکھوا رہے ہیں۔"

📖 عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشْرٌ مِنَ الْفِطْرَةِ قَصُّ الشَّارِبِ وَ إِعْفَاءُ اللِّحْيَةِ وَالسِّوَاكُ وَاسْتِنْشَاقُ الْمَاءِ وَ قَصُّ الْأَظْفَارِ وَ غَسْلُ الْبَرَاجِمِ وَ نَتْفُ الْإِبِطِ وَ حَلْقُ الْعَانَةِ وَانْتِقَاصُ الْمَاءِ قَالَ زكريا قال مصعب و نسيت العاشرة الا ان تكون المضمضة. (صحیح مسلم، باب خصال الفطرۃ، جلد ۱ صفحہ ۱۲۹)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ دس چیزیں فطرت (نبیوں کی سنت) سے ہیں: (۱) مونچھ کتانا (۲) داڑھی بڑھانا (۳) مسواک کرنا (۴) ناک میں پانی لینا (۵) ناخن کتانا (۶) پورے دھونا (انگلیوں کو کھانا کھانے کے بعد دھونا) (۷) بغل کے بال اکھیڑنا (۸) زیر ناف بال مونڈنا (۹) پانی خرچ کرنا (یعنی استنجاء کرنا) راوی کہتے ہیں کہ میں دسویں بات بھول گیا ممکن ہے (۱۰) وہ کلّی (کرنا) ہے۔

اگر کوئی کہے کہ آپ داڑھی رکھوا کر عاشق کا پہلا قدم عشق کی سیڑھی کے آخری زینے پر رکھوا رہے ہیں تو کیا مذکورہ بالا بقیہ تو (۹) چیزوں پر عمل کروانے والا عاشق کا پہلا قدم عشق کی سیڑھی کے آخری زینے پر رکھوا رہا ہے؟ کیا آپ ناخن اس وقت کاٹتے ہیں جب عشق کے آخری زینے پر پاؤں رکھیں جس طرح ناخن کاٹنا فطرت سے ہے اسی طرح داڑھی نہ کٹوانا (اور بڑھانا) بھی فطرت سے ہے۔ داڑھی کا تعلق فطرت سے ہے اور اسکو کاٹنا خلقت خدا میں (تبدیلی کرنا) تغیر ہے اور خدا کی تخلیق میں تبدیلی کرنا ممنوع ہے۔ ایک دوسری حدیث ہے:

📖 قَالَ اللّٰهُ عَزَّ اسْمُهُ حَاكِيًا عَنْ إِبْلِيْسَ وَلَأُضِلَّنَّهُمْ وَلَأُمَنِّيَنَّهُمْ وَلَآمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ آذَانَ الْأَنْعَامِ وَلَآمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَنَ اللّٰهُ الْوَاشِمَاتِ وَالْمُسْتَوْشِمَاتِ وَالْمُتَنَمِّصَاتِ وَالْمُتَفَلِّجَاتِ لِلْحُسْنِ الْمُغَيِّرَاتِ خَلْقَ اللّٰهِ.

(صحیح بخاری، کتاب اللباس، جلد ۲، صفحہ ۸۷۹، صحیح مسلم، کتاب اللباس، جلد ۲، صفحہ ۲۰۵)

ترجمہ: معزز نام والے اللہ رب العزت نے شیطان کی حکایت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا (شیطان نے کہا) میں لوگوں کو ضرور گمراہ کرونگا اور انہیں اُمیدوں اور آرزوؤں کے سبز باغ دکھاؤنگا اور (بذریعہ وسوسہ اندازی) حکم دونگا کہ جانوروں کے کان کاٹ ڈالیں اور انہیں کہونگا کہ اللہ تعالیٰ کی خلقت (یعنی بناوٹ) میں تبدیلی کریں۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ خال (نقش) گودنے والی اور گدوانے والی عورتوں پر لعنت کرے' بال اُکھاڑنے والی عورتوں پر' خوبصورتی کیلئے دانتوں میں (مصنوعی) فاصلہ بنانے والیوں پر اور بناوٹِ خداوندی میں ردّ و بدل کرنے والی عورتوں پر لعنت ہو۔

افسوس! آج مسلمان مرد بھی اللہ تعالیٰ کی خلقت (یعنی بناوٹ) میں تبدیلی کر رہے ہیں۔

کسی بزرگ سے کسی نے سوال کیا۔ کیا آدم علیہ السلام داڑھی کیساتھ پیدا کیے گئے تھے؟ اُنہوں نے جواب دیا جی ہاں۔ سائل نے دلیل طلب کی تو اُنہوں نے قرآن کی آیت پڑھی:

📖 لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ. (پارہ ۳۰ سورۃ التین آیت ۴)

ترجمہ: یقیناً ہم نے انسان کو بہترین صورت میں پیدا کیا۔

فرمایا کہ تمام مخلوق میں افضل و احسن انبیاء علیہم السلام ہی ہیں اور اگر داڑھی رکھنا حسن کے منافی ہوتا تو جس طرح اللہ ربّ العزت نے (پیغمبر علیہ السلام) کی زبان سے زیرِ ناف اور بغل کے بال صاف کرنے کا حکم دیا۔

اسی طرح داڑھی منڈوانے یا کتروانے کا فرمان بھی جاری فرمایا ہوتا۔

ربِ قدوس نے ایسا نہیں کیا کیونکہ وہ جانتا ہے کہ مرد کے چہرے کی وجاہت اور زینت داڑھی ہی ہے اور اگر داڑھی فطرت کے خلاف ہوتی تو اللہ رب العزت کیلئے کیا مشکل تھا کہ وہ مردوں کے چہرے کی کھال کو بھی ایسا بنا دیتا جیسا کہ خواتین کے چہروں کی موجودہ شکل ہے۔ (یعنی اُن کی داڑھی نہیں اُگتی)

دلائلِ کثیرہ:

کچھ لوگ داڑھی کو سنت کہہ کر داڑھی رکھنے کی بابت دامن چھڑاتے نظر آتے ہیں۔

امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

📖 یَحْسِبُ اَحَدُکُمْ مُتَّکِئًا عَلٰی اَرِیْکَتِهٖ قَدْ یَظُنُّ اَنَّ اللّٰهَ لَمْ یُحَرِّمْ شَیْئًا اِلَّا مَا فِیْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ اَلَا وَ اِنِّیْ وَاللّٰهِ قَدْ اَمَرْتُ وَ وَعَظْتُ وَ نَهَیْتُ عَنْ اَشْیَاءَ اَنَّهَا لَمِثْلُ الْقُرْاٰنِ اَوْ اَکْثَرُ. (سنن ابی داؤد' کتاب الخراج والامارۃ' جلد ۲' صفحہ ۷۶)

ترجمہ: (نبی کریم ﷺ نے فرمایا) کیا تم میں سے کوئی اپنے تخت پر تکیہ لگائے گمان کرتا ہے کہ اللہ نے بس یہی چیزیں حرام کی ہیں جو قرآن میں لکھی ہیں۔ سن لو خدا کی قسم میں نے بہت سی چیزوں کے بارے میں حکم دیے اور نصیحتیں فرمائیں اور بہت سی چیزوں سے منع فرمایا بے شک وہ قرآن کی حرام کردہ اشیاء کے برابر بلکہ بیشتر ہیں۔

ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

''اللہ کی لعنت بدن گودنے والیوں اور گدوانے والیوں (نقش و نگار بنانیوالوں) اور منہ کے بال نوچنے والیوں اور خوبصورتی کیلئے دانتوں میں کھڑکیاں بنانے والیوں اور اللہ کی بنائی چیز کو بگاڑنے والیوں پر۔''

یہ سن کر ایک خاتون حاضر خدمت ہوئی اور عرض کی آپ نے عورتوں پر ایسی ایسی لعنت فرمائی آپ نے فرمایا! مجھے کیا ہوا کہ میں اُس پر لعنت نہ کروں جس پر رسول اللہ ﷺ نے لعنت فرمائی اور جسکا بیان قرآن عظیم میں ہے۔ اس خاتون نے عرض کی میں نے قرآن اول سے آخر تک پڑھا اس میں کہیں اسکا ذکر نہ پایا۔ آپ نے فرمایا اگر تم نے قرآن پڑھا ہوتا تو یہ بیان اس میں ضرور پاتیں۔ کیا تم نے یہ آیت نہ پڑھی:

📖 وَ مَا اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰکُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا. (سورۃ الحشر' آیت ۷)

ترجمہ: جو کچھ رسول تمہیں (عطا فرمائیں) دیں وہ لے لو اور جس سے منع فرمائیں اس سے باز رہو۔

اس خاتون نے عرض کی ہاں......!

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تو بے شک نبی کریم ﷺ نے ان حرکات (منہ کے بال نوچنا اللہ کی بنائی ہوئی چیزوں کو بگاڑنے) سے منع فرمایا۔

(صحیح بخاری' کتاب اللباس جلد ۲' صفحہ: ۸۷۹' مسند احمد بن حنبل عن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جلد ۱' صفحہ: ۴۳۴' سنن ابی داؤد' کتاب الترجل' جلد ۲' صفحہ: ۲۱۸' جامع الترمذی' ابواب الادب' جلد ۲' صفحہ: ۱۰۲)

اسکے بعد جو جملہ انڈین اداکار نے بولا اس سے نبی کریم ﷺ کی سنت کی وہ گستاخی کی گئی جو گستاخی کبھی کافر سے بھی سننے میں نہ آئی:

فلم "خدا کے لئے" میں انڈین اداکار (عالم دین کے روپ میں) کا ڈائیلاگ:

"کیا ہم غلطی سے عاشق رسول ﷺ کی بجائے عاشق ابو جہل تو پیدا نہیں کر رہے۔ کیونکہ داڑھی تو ابو جہل کی بھی تھی۔ لباس بھی وہی تھا جو رسول اللہ ﷺ زیب تن فرماتے تھے۔"

نبی کریم ﷺ کے اُمتی جو داڑھی مبارک سجائے ہوئے ہوں انکو عاشق ابو جہل جیسے لفظ سے پکارنا نبی کریم ﷺ کی سنت سے کھلا استہزاء (مذاق) تمسخر ہے اور رائٹر کی شقاوت قلبی کا اظہار ہے۔ مسلمانوں کے شعائر میں سے کوئی ایک مشرکین اپناتے ہوں تو کیا مسلمان اپنے شعائر اسلامی (علامات) کو چھوڑ دیں گے؟

مشرکین روٹی کھاتے ہیں تم بھوکے رہو وہ پانی پیتے ہیں تم پیاسے مرو اگر کوئی مشرک ہمارے بعض افعال اختیار کرے یا جس فعل کو ہماری شریعت مطہرہ نے پسند فرمایا وہ کسی فرقہ مشرکہ سے بھی واقع ہوں تو ہم اسے نہیں چھوڑ سکتے۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

📖 خَالِفُوا الْمُشْرِكِيْنَ قُصُّوا الشَّوَارِبَ وَ اَعْفُوا اللُّحٰى.

(صحیح بخاری' کتاب اللباس' جلد ۲' صفحہ: ۸۷۵)

ترجمہ: مشرکین کی مخالفت کرو' مونچھ ترشواؤ اور داڑھی بڑھاؤ۔

لہٰذا داڑھی منڈوانا مشرکین کی مخالفت نہیں بلکہ داڑھی رکھنا مشرکین کی مخالفت ہے۔ پس

معلوم ہوا کہ داڑھی منڈوانے والے مشرکین کا روپ دھارتے ہیں نہ کہ داڑھی رکھنے والے۔ کیا مشرک (ابو جہل) کا اسلامی لباس پہننا یہ ثابت کرتا ہے کہ ہم اسلامی لباس کو ترک کر دیں۔

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

📖 تَسَرْوَلُوْا وَ ائْتَزِرُوْا وَ خَالِفُوْا اَهْلَ الْكِتَابِ قُصُّوْا سِبَالَكُمْ وَ وَفِّرُوْا عَثَانِيْنَكُمْ وَ خَالِفُوْا اَهْلَ الْكِتَابِ. (مسند احمد بن حنبل' جلد ۵' صفحہ ۲۶۵-۲۶۴)

ترجمہ: پاجامہ پہنو اور تہبند باندھو اور یہود و نصاریٰ کے خلاف کرو اور لبیں ترشواؤ اور داڑھیاں بڑھاؤ اور یہود و نصاریٰ کے خلاف کرو۔

معلوم ہوا کہ مشرکین اگر شعائر اسلام میں سے کسی کو اپنائیں تو ہم انکی مخالفت کرتے ہوئے شعائر اسلام کو نہیں چھوڑ سکتے۔ تو ابو جہل کا داڑھی رکھنے اور اسلامی لباس پہننے سے یہ لازم نہیں آتا کہ ہم اسکی مخالفت میں اسلامی وضع قطع ہی چھوڑ دیں۔

تو کیا یہود و نصاریٰ ستر کا اہتمام کریں تو تم ستر چھوڑ دو گے تو پھر ننگے ہو کر پھرو تا کہ پورے جنٹلمین بن کر انکی مخالفت کر سکو۔

اے مسلمان! ذرا غور کر ایک سکھ تو اپنے گرو کے کہنے پر داڑھی نہ منڈوائے اور پگڑی بھی پہنے اس پر تو معاشرت کا بھوت سوار نہ ہوا بلکہ مذہب کو ترجیح دیتے ہوئے ہر جگہ اپنی الگ شناخت رکھتا ہے اور تو اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ﷺ کا اُمتی ہونے کا دعویدار بھی ہے اور ان کے ارشادات مبارکہ کو پس پشت ڈال کر یہود و نصاریٰ جیسی صورت اپنا رہا ہے۔

اسلام یا میوزک میں لفظ "یا" نکالنے والا کیا اب مساجد میں طبلے و گٹار بجائے گا اور روشن خیال اسلام متعارف کروائے گا؟

اندر آگ لگوانے والا کیا نماز بھی دل کے اندر پڑھتا ہے۔ نہیں بلکہ کچھ ایسی چیزیں ہیں جن کا تعلق شعائر اسلام سے ہے اور انکا اظہار بھی ضروری ہوتا ہے۔ اگر ہم ان کو چھوڑنا شروع کر دیں تو ایک ایک کر کے وہ ختم ہوتی جائیں گی اور بالآخر مسلمان اسلامی روایات سے بالکل دُور ہو جائینگے۔

نکاح:

اللہ رب العزت نے مسلمانوں کیلئے اصول وضوابط بیان فرمائے جس پر کاربند رہ کر ہی ہم فلاح کا راستہ پا سکتے ہیں۔ مسلمان مرد اور عورت میں سے بعض صورتوں میں مسلمان مرد کتابیہ عورت سے نکاح کرسکتا ہے جبکہ مسلمان عورت کتابی مرد (عیسائی و یہودی) سے نکاح نہیں کرسکتی۔

اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

📖 وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا ۝ (البقرۃ' آیت:۲۲۱)

ترجمہ: اور تم مشرکوں کے نکاح میں نہ دو (اپنی لڑکیاں) جب تک وہ ایمان نہ لے آئیں۔

رب قدوس نے عورت کے اولیاء (باپ' دادا وغیرہما) کو خطاب کیا لہٰذا معلوم ہوا کہ مسلمان عورت کا نکاح مشرک وکافر کیساتھ باطل وحرام ہے۔ اللہ رب العزت نے فرمایا:

📖 أُولٰٓئِكَ يَدْعُوْنَ إِلَى النَّارِ وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا إِلَى الْجَنَّةِ وَالْمَغْفِرَةِ بِإِذْنِهٖ ۝

(البقرۃ' آیت:۲۲۱)

ترجمہ: وہ (کافر و مشرک تم کو) دوزخ کی طرف بلاتے ہیں اور اللہ اپنے حکم سے (تمہیں) جنت اور بخشش کی طرف بلاتا ہے۔

مسلمان (مرد و عورت) کا نکاح مجوسیہ' بت پرست' سورج پرست اور ستارہ پرست مرد و عورت سے ہو ہی نہیں سکتا۔ الغرض مسلمان مرد سوائے کتابیہ عورت کے کسی کافرہ عورت سے نکاح نہیں کرسکتا۔

☆ یہودیہ' نصرانیہ عورت سے مسلمان مرد نکاح کرتو سکتا ہے مگر درست نہیں کیونکہ اس سے بہت سی برائیوں کا دروازہ کھلتا ہے۔

☆ فقط نام عیسائی ہو یا یہودی ہو تو نکاح نہیں ہوگا بلکہ دیکھا جائے گا کہ کیا واقعتاً وہ مذہب یہودیت یا (نصرانیت) عیسائیت پر ہیں کیونکہ آج کل عیسائیوں کا کوئی مذہب نہیں کچھ نیچری اور کچھ دہریہ مذہب والیاں ہیں۔ ان سے نکاح اور انکا ذبیحہ جائز نہیں۔

☆ اگر مسلمان مرد کسی کتابیہ (یہودیہ' نصرانیہ) سے نکاح کرے پھر وہ مجوسیہ ہوگئی نکاح ختم ہو جائیگا۔

☆ مسلمان مرد کسی کتابیہ (یہودیہ' نصرانیہ) سے نکاح کرے تو جو اولاد اس نتیجے میں پیدا ہوئی وہ اولاد مسلمان کہلائے گی کیونکہ باپ مسلمان ہے اور کتابیہ عورت اسکا فراش ہے اور اعتبار اعلیٰ کا ہوتا ہے۔

☆ جبکہ مسلمان عورت کا نکاح مسلمان مرد کے سوا کسی اور مذہب میں نہیں ہوسکتا۔

نکاح بالجبر:

کسی بھی عورت جو عاقلہ' بالغہ ہو اسکا نکاح اسکی اجازت کے بغیر کوئی نہیں کرسکتا نہ اسکا باپ' نہ بادشاہِ اسلام خواہ وہ کنواری ہو یا پہلے کسی کے نکاح میں رہ چکی ہو۔ اسی طرح کسی بھی مرد جو بالغ' عاقل ہو اسکا نکاح اسکی مرضی کے بغیر کوئی نہیں کرسکتا۔ درج ذیل مسائل عاقلہ' بالغہ اور عاقل بالغ کے لئے ہیں۔

چونکہ اولاد حوادث زمانہ سے بے خبر ہوتے ہیں۔ اگر ماں باپ ان کے لیے نکاح میں کوئی مصلحت دیکھیں تو اولاد کو چاہیے کہ ان کی خواہش پر اپنی خواہش قربان کردینے کو ہی ترجیح دیں۔ کیونکہ نبی کریم ﷺ نے حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ماں باپ کے احترام کی بابت یہ وصیت کی تھی:

📖 وَلَا تَعُقَّنَّ وَالِدَيْكَ وَإِنْ أَمَرَاكَ أَنْ تَخْرُجَ مِنْ أَهْلِكَ وَمَالِكَ۔

(مسند احمد بن حنبل' مشکوٰۃ' صفحہ:۱۸)

ترجمہ: اور تو والدین کی نافرمانی نہ کرنا اگرچہ وہ (والدین) تمہیں گھر سے نکل جانے اور مال سے نکل جانے کا حکم دیں۔

اگر کسی مسلمان (مرد و عورت) کا نکاح جبراً کروایا جائے تو اس کو اختیار ہے کہ انکار کردے لیکن نکاح ہوگیا بعد میں یہ کہے کہ میں نے تو نہیں کیا تو اسکا یہ عذر قبول نہیں یا کہے کہ میں نے دل سے

اقرار نہیں کیا یہ قول قابل اعتبار نہیں۔ چہ جائیکہ وہ اولاد کے پیدا ہونے کے بعد دعویٰ دائر کرے۔

مسلمان مرد و عورت کو چاہیے کہ بلوغت کی عمر میں پہنچنے سے پہلے اسلامی مسائل سیکھیں اور والدین پر لازم ہے کہ وہ اپنی اولاد کیلئے اسلامی ماحول مہیا کریں۔ ربّ قدوس نے فرمایا:

"اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو جہنم کی آگ سے بچاؤ اس آگ سے جس کا ایندھن انسان اور تراشیدہ بت ہیں۔" (تحریم' آیت:۶)

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

"تم میں سے ہر شخص اپنے ماتحت لوگوں کا محافظ ہے اور ہر شخص اُن (زیرِ اثر افراد) کی طرف سے جوابدہ ہے۔" (بخاری)

جو شخص کسی خاندان کا سربراہ ہے وہ اپنے ماتحت لوگوں کو گناہوں سے بچانے اور ان سے عبادت کرانے کا ذمہ دار ہے۔ وہ اُن کے دلوں میں اسلام کی محبت پیدا کرے وگرنہ اولاد اپنے والدین (بوڑھے ماں باپ) کو فالتو سامان کی طرح برتتے ہیں۔ کیونکہ والدین نے (تربیت کے دور میں) اپنی اولاد کی لئے دینی ماحول مہیا نہ کیا تھا۔

انداز بیاں گرچہ بہت شوخ نہیں ہے
شاید کہ اتر جائے ترے دل میں میری بات

رمضان المبارک کے مسائل اور وظائف

رمضان شریف کا مہینہ سب مہینوں سے افضل اور اعلیٰ ہے۔ صحیح بخاری و مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں: "جب رمضان آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں" اور امام احمد و ترمذی و ابن ماجہ کی روایت میں ہے کہ جب ماہ رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے تو شیاطین اور سرکش جن قید کر لئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر لئے جاتے ہیں اور جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ بیہقی ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ جب رمضان کا مہینہ آتا تو رسول اللہ ﷺ سب قیدیوں کو رہا فرما دیتے اور ہر سائل کو عطا فرماتے۔ ایک حدیث میں ہے کہ رمضان المبارک میں نفل کا ثواب فرض ادا کرنے کے برابر ایک فرض کا ثواب ستر فرائض کے ثواب کے برابر ہے۔ اس ماہ مبارک میں سحری کھانا سنت ہے لیکن سحری اذانِ فجر سے پہلے کھالینی چاہیے نہ کہ دوران اذان کہ روزہ ٹوٹ جائے گا۔

مسائل روزہ:

مسلمان کا عبادت کی نیت کے ساتھ اپنے آپ کو صبح صادق سے غروب آفتاب تک کھانے' پینے اور جماع سے روکے رکھنا روزہ کہلاتا ہے جبکہ عورت کا حیض و نفاس سے خالی ہونا شرط ہے۔ ادائے رمضان کے روزے کی نیت غروب آفتاب سے لے کر ضحوہ کبریٰ (زوال سے پہلے) تک کی جاسکتی ہے۔ اگر دن میں نیت کرے تو کہے میں صبح صادق سے روزہ دار ہوں۔

معذور:

☆ جو آدمی بیمار ہو اور روزہ رکھنے سے اس کی بیماری بڑھ جائے گی یا وہ دیر سے تندرست ہوگا اور یہ علم کسی مسلمان' ماہر' عادل' ڈاکٹر کے بتانے سے ہو تو وہ روزہ چھوڑ سکتا ہے اور وہ اس کو

بعد میں قضاء کر لے گا۔ اسی طرح حاملہ عورت اور بچے کو دودھ پلانے والی خاتون کے لیے بھی یہ رخصت ہے۔

☆ اگر بہت زیادہ بڑھاپا ہے کہ نہ اب روزہ رکھ سکے اور نہ ہی سال میں کبھی بھی اس کو قضاء کی طاقت ملے گی تو ایسا شخص ہر دن کے بدلے (نصف صاع) اڑھائی سیر تقریباً آٹا (گندم) یا اس کی قیمت فدیہ کر دے۔

☆ تیل، سرمہ لگانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا اسی طرح اس کے عمل کے بغیر مکھی، دھواں یا غبار حلق میں چلا جائے تو بھی روزہ نہیں ٹوٹتا لیکن اگر بتی وغیرہ کا دھواں منہ قریب کر کے ناک سے کھینچا تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔

☆ دانتوں سے خون نکل کر حلق سے اترا اگر اس کا مزا محسوس ہوا تو روزہ ٹوٹ گیا اور اگر تھوڑا تھا اور مزا بھی محسوس نہ ہوا تو روزہ نہ ٹوٹا۔

☆ کان میں دوائی ڈالی یا تیل تو روزہ ٹوٹ گیا اگر پانی کان میں چلا گیا تو روزہ نہ ٹوٹا۔

☆ قے خود بخود آ گئی اور روزے دار کے اپنے عمل دخل کے بغیر واپس چلی گئی تو روزہ نہیں ٹوٹا۔ لیکن اگر جان بوجھ کر منہ بھر کر قے (الٹی) کی اور روزہ دار ہونا یاد ہے تو روزہ ٹوٹ گیا۔ اسی طرح بغیر اختیار کے قے آ گئی اور اس نے خود واپس کی تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔

☆ دانتوں کے درمیان کوئی چیز تھی اور وہ چنے سے کم تھی اگر کھا گیا تو روزہ نہ ٹوٹا۔

قضاء و کفارہ:

اگر بندہ کھانے پینے سے روزہ توڑے تو وہ شے غذا یا دوا ہو گی۔ (یعنی کھانے کو دل چاہے اور خواہش بطن ہو) یا نہیں بصورت اول قضاء و کفارہ دونوں لازم ہوں گے اور اگر ایسی شے ہو کہ کھانے کو دل نہ چاہے اور نہ خواہش بطن ہو (بطور غذا و دوا نہ ہو) تو قضاء ہو گی کفارہ نہیں ہو گا۔ مثلاً: تھوڑا سا نمک کھانے سے روزہ بھی ٹوٹ گیا اور کفارہ بھی لازم ہو گا جبکہ زیادہ نمک کھانے سے فقط قضا

ہو گی کفارہ نہ ہو گا کیونکہ زیادہ نمک کھانے کی رغبت نہیں ہوتی۔

کفارہ:

(۱) مسلسل ساٹھ (۶۰) روزے ایک بھی درمیان میں چھوٹا تو دوبارہ سے رکھے۔

(۲) اگر اس کی طاقت نہ ہو تو ساٹھ (۶۰) مساکین کو پیٹ بھر کر دونوں وقت کا کھانا کھلا دے۔

نوٹ: جھوٹ، چغلی، غیبت، گالی دینا، بے ہودہ بات اور کسی کو تکلیف دینے سے روزہ مکروہ ہو جاتا ہے اگر روزہ ٹوٹ جائے تو پھر بھی باقی دن کھانے پینے سے باز رہنا واجب ہے۔

وظائف ماہ صیام:

اس ماہ مبارک میں تین عشرے ہیں:

پہلا عشرہ......رحمت الٰہی:

پہلے عشرے میں اللہ کی رحمت برستی ہے اس عشرے میں اللہ کی قربت اور نزدیکی پانے کے لئے عبادت کرنے کی عادت بنانی چاہیے۔ جیسے قرآن مجید کی تلاوت کرنا، نوافل پڑھنا، سبحان اللہ اور لا الٰہ الا اللہ کی تسبیح پڑھنا۔ ہر شب کو اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّی یَا غَفُوْرُ یَا غَفُوْرُ. بہت کثرت سے پڑھنا چاہیے۔ خداوند کریم گناہوں سے محفوظ پاک رکھے گا اور صبح سحری کے وقت نماز تہجد کی عادت بنانی چاہیے اور درود شریف کو کثرت سے پڑھنا چاہیے۔

نماز حاجت:

اگر کسی مسلمان کو کوئی مشکل پیش ہو تو وہ نماز حاجت پڑھے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ دو رکعت نفل پڑھیں اور سلام پھیرنے سے پہلے ۱۰ مرتبہ سبحان اللہ، ۱۰ مرتبہ الحمد للہ، ۱۰ مرتبہ اللہ اکبر پڑھیں اور پھر دعا مانگیں جیسے کہ طالب علم کہے۔ رَبِّ زِدْنِی عِلْمًا (دعا عربی میں ہو) جیسے کہ مطلقاً حاجت طلب کرنے کے لئے کہے۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْئَلُکَ اَنْ تَقْضِیَ لِیْ حَاجَتِی کُلَّھَا لِی الدُّنْیَا

وَالْآخِرَةِ مَاكَانَ مِنْهَا لِيْ خَيْرًا وَّلَكَ رِضًا يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ اٰمِيْن. اور پھر سلام پھیر دے۔

دوسرا عشرہ...... مغفرتِ الٰہی:

حدیث شریف میں آیا ہے جو کوئی رمضان کی راتوں میں قیام کرے ایمان کے ساتھ اور با اُمید ثواب تو اس کے تمام گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ پس نماز تراویح بھی قیام اللیل میں شامل ہے۔ اسی طرح صلوٰۃ تسبیح اور نوافل پڑھے جائیں بہترین عمل: اگر رمضان المبارک کی ۱۵، ۱۴، ۱۳ تاریخ میں دعائے مجیر کو پڑھ لے تو جملہ گناہوں کی معافی، جمیع آفات سے تحفظ، قرضہ سے نجات، بیماری سے شفاء، قیدی کی رہائی، حکام میں عزت و آبرو، عہدہ میں ترقی کمائی میں خیر و برکت ہو تمام غم دور اور ظالم اور جابر مخلص ہو جاتے ہیں۔ اس کے کئی فضائل ہیں۔ دعائے مجیر یہ ہے:

سُبْحَانَكَ يَا اللّٰهُ تَعَالَيْتَ يَا رَحْمٰنُ اَجِرْنَا مِنَ النَّارِ يَا مُجِيْرُ سُبْحَانَكَ يَا رَحِيْمُ تَعَالَيْتَ يَا كَرِيْمُ اَجِرْنَا مِنَ النَّارِ يَا مُجِيْرُ سال بھر میں صرف تین (۳) یوم قلیل ریاضت سے کثیر فوائد ہیں۔ ہر نماز کے بعد جتنا ورد کر سکتے ہیں کریں اور عشاء کے بعد کثرت سے ورد کریں۔

دعاؤں کی قبولیت:

دوسرے عشرے میں درج ذیل نوافل کو اپنے معمول میں شامل کیا جائے۔ دو رکعت نفل پڑھیں کہ پڑھنے کے بعد تین مرتبہ اس دعا کو پڑھیں۔ يَا لَطِيْفًا بِخَلْقِهٖ يَا عَلِيْمًا يَا خَبِيْرًا بِخَلْقِهٖ اُلْطُفْ بِيْ يَا لَطِيْفُ يَا عَلِيْمُ يَا خَبِيْرُ پھر ۱۲۹ مرتبہ پڑھیں (یالطیف) اس کے علاوہ اس آیت کریمہ کو کثرت سے پڑھا جائے: سَلَامٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ ۝

تیسرا عشرہ...... دوزخ سے آزادی:

اس عشرے میں گناہگار جہنم سے چھٹکارا پاتے ہیں۔ اس عشرے کی فضیلت سب سے زیادہ ہے اس عشرے میں ربّ العزت کی رحمت پوری جوش پر ہوتی ہے۔ اس عشرے کے شروع ہوتے ہی مسلمان مرد و زن اعتکاف بیٹھتے ہیں۔

اعتکاف:

رمضان المبارک میں مسلمانوں کے لئے اعتکاف کرنا (اخیر عشرہ میں) سنتِ مؤکدہ علی الکفایہ ہے۔ اگر تمام بستی میں کوئی شخص بھی نہ کرے تو سب کے ذمہ ترک سنت کا وبال رہتا ہے۔ اگر پورے اخیر عشرہ کا اعتکاف کرنا ہو تو بیس تاریخ کو آفتاب غروب ہونے سے پہلے مسجد میں چلا جائے اور جب عید کا چاند نظر آئے تو مسجد سے باہر ہو۔ ایک دو روز یا ایک گھنٹہ کے لئے اعتکاف کی نیت سے مسجد میں رہنا باعث ثواب ہے۔ نبی کریم ﷺ نے رمضان المبارک کے آخری دس روزوں میں اعتکاف کیا ہے اور پھر آپ ﷺ وفات پانے تک ہمیشہ اسی طرح اعتکاف کرتے رہے اور جب اعتکاف میں ہو تو اس وقت ایسے کاموں میں مشغول رہے جو خدا تعالیٰ کی قربت اور نزدیکی کا سبب ہوں۔ جیسے قرآن مجید کی تلاوت کرنا، نوافل پڑھنا، سبحان اللہ اور لا الٰہ الا اللہ کی تسبیح پڑھنا ہے۔ حضرت امام زین العابدین ابن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد ماجد حضرت سید امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ سرکارِ دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے رمضان المبارک میں آخری عشرہ کا اعتکاف کیا اس کو دو حج اور دو عمرے کے برابر ثواب ملتا ہے۔ اعتکاف کے دوران بُرے کاموں سے پرہیز کرنا چاہیے اور فضول باتوں میں وقت ضائع نہیں کرنا چاہیے۔ مسجد کے آداب کو ملحوظ خاطر رکھنا چاہیے۔ فقط گرمی کی وجہ سے نہانے کیلئے غسل خانے نہ جائے البتہ غسل فرض ہو گیا تو نہانا ضروری ہے۔ ملاقات کیلئے آنے والے احباب سے فقط ضرورت کی گفتگو کرے۔ مسجد میں شور و غل اور ٹولیاں نہ بنائے۔ دنیاوی گفتگو سے اجتناب کرے۔ صلوٰۃ تسبیح کو روزانہ (تنہا) پڑھے اور اپنی قضائے عمری کو اس نادر موقع میں ادا کرے اور اس کے علاوہ نوافل اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد پندرہ مرتبہ سورۃ اخلاص پڑھے۔ ان نوافل کی بہت فضیلت ہے۔ خواتین اپنے گھروں میں نماز کے لئے خاص کی گئیں جگہوں میں اعتکاف بیٹھیں اور بلا ضرورت وہاں سے نہ نکلیں۔ جو شخص ۲۳ رمضان المبارک کو سورۃ عنکبوت و سورۃ روم اور اس کے اول و آخر درود شریف ۳ بار پڑھے۔ پڑھ کر روح پر فتوح حضرت سرور کائنات ﷺ پر ہدیہ کرے۔ خیر و برکت دارین نصیب ہو اور نار جہنم سے نجات پائے گا۔

یہ معمول صحابہ کرام و جملہ اولیاء اللہ کا ہے۔ تیسرے عشرے میں ایک رات ہے جس کی فضیلت ہزار مہینوں سے بہتر ہے اس کا نام شب قدر ہے۔

شب قدر:

لیلۃ القدر ہزار مہینوں سے افضل ہے' (القرآن)۔ بخاری شریف میں ایک حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ شب قدر کو رمضان کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں تلاش کرو یعنی اکیسویں' تئیسویں' پچیسویں' ستائیسویں اور انتیسویں کو۔ بعض علماء کا اتفاق ہے کہ یہ رات ''ستائیسویں'' ہے۔ شب قدر سنت رسول اکرم ﷺ کے مطابق نوافل میں گزاری جائے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس شخص نے اس شب ۲' ۲ رکعت کر کے ۲۰ رکعت نماز اس طریقے سے پڑھی کہ ہر رکعت میں الحمد شریف کے ساتھ ۲۱ مرتبہ سورۃ اخلاص پڑھے تو وہ گناہوں سے ایسے پاک ہو جاتا ہے گویا وہ آج پیدا ہوا ہے۔ ایک بار حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا اگر مجھے شب قدر کے بارے میں معلوم ہو جائے تو اس وقت کیا دعا مانگوں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اس رات یہ دعا مانگو: اَللّٰهُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّی (ابن ماجہ و ترمذی)۔

چار رکعت نوافل ہر رکعت میں الحمد شریف کے بعد تین بار سورۃ القدر اور سورۃ اخلاص تین بار تلاوت کریں ایسا کرنے والا موت کی تکلیف سے آزادی حاصل کر لیتا ہے۔ اس رات جبرائیل علیہ السلام ستر ہزار فرشتوں کے ساتھ زمین پر اترتے ہیں۔ پھر سارے فرشتے پورے روئے زمین پر پھیل جاتے ہیں۔ پھر کوئی مکان' کوئی حجرہ اور کوئی کشتی نہیں ہوتی جہاں فرشتے نہ ہوں۔ لیکن اس گھر میں نہیں جاتے جس میں رحمت سے مانع چیزیں: کتا ہو یا سور ہو یا شراب ہو یا جنبی ہو (حرام شے یا تصویر ہو) اور طلوع فجر تک یہ فرشتے رہتے ہیں۔ شب قدر میں جو جاگتا ہے اس کے پاس فرشتے آتے ہیں اور مصافحہ کرتے ہیں اور وقت دعا آمین کہتے ہیں۔ شب قدر کو چار رکعت نفل پڑھے ہر رکعت میں الحمد کے بعد (سورۃ القدر) اِنَّا اَنْزَلْنَا ایک (سورۃ اخلاص) قُلْ هُوَ اللّٰهُ ستائیس بار پڑھے۔ وہ شخص گناہوں سے باہر آیا گویا آج ہی پیدا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو جنت میں ہزار محل عطا کرے گا۔ ایک روایت میں

ہے جو شخص شب قدر دو نفل اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں الحمد کے بعد (سورۃ القدر) اِنَّا اَنْزَلْنَا ایک بار اور (سورۃ اخلاص) قُلْ هُوَ اللّٰهُ احد تین بار اللہ تعالیٰ اس کو شب قدر کا ثواب عطا کرے گا اور اس کے روزے قبول کرے گا۔

امام احمد نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ حضور ﷺ فرماتے ہیں رمضان کی آخری شب میں اس امت کی مغفرت ہوتی ہے۔ عرض کی گئی کیا وہ شب قدر ہے؟ فرمایا نہیں لیکن کام کرنے والے کو اس وقت مزدوری پوری دی جاتی ہے جب وہ کام پورا کر لے۔

صدقۃ الفطر:

صدقۃ الفطر اس شخص پر واجب ہے جو صاحب نصاب ہو وہ اپنی طرف سے بھی صدقۃ الفطر ادا کرے اور اپنی چھوٹی نابالغ اولاد کی طرف سے بھی صدقۃ الفطر ایک آدمی کے (انگریزی وزن) اڑھائی سیر گندم (آٹا) ہیں یا اتنی جو قیمت بنتی ہے اپنے عزیز و اقارب میں سب سے زیادہ مستحق کو دیں۔ ایک شخص کو کئی آدمیوں کا صدقۃ فطر دیا جائے تو درست ہے۔ صدقۃ فطر عید کی نماز سے پہلے ادا کر دینا بہت زیادہ ثواب کا باعث ہے۔ صدقۃ الفطر عید الفطر کے روز صبح صادق کے طلوع کے بعد واجب ہوتا ہے۔ جو شخص پہلے مر جائے اس پر صدقۃ واجب نہ ہو گا اور جو طلوع صادق کے بعد پیدا ہوا ہو اس پر واجب ہو گا۔

زکوۃ:

زکوۃ ہر مسلمان (مرد و عورت) عاقل' بالغ' صاحب نصاب (ساڑھے سات تولے سونا یا ساڑھے باون تولے چاندی یا اتنی قیمت کے مالک شخص) پر فرض ہے لیکن یہ رقم اس کے پاس حاجت اصلیہ (رہنے کا مکان' سردیوں گرمیوں کے پہننے کے کپڑے خانہ داری کا سامان' سواری کا سامان' پیشہ کے اوزار اور اہل علم کیلئے حاجت کی کتابیں) سے زائد ہو۔ اگر تجارتی مال کسی قسم کا ہو جب اس کی قیمت چاندی' سونے کے نصاب کے برابر ہو گی تو اس میں بھی زکوۃ واجب ہو گی مکمل حساب لگا کر زکوۃ

نکالے۔

زکوٰۃ کا منکر کافر ہے نہ دینے والا فاسق ہے اور ادا میں تاخیر کرنے والا گنہگار اور مردود الشہادۃ ہے۔ اگر مقروض ہے اور قرضہ ادا کرنے کے بعد نصاب نہیں رہتا تو زکوٰۃ واجب نہیں اس کے برعکس واجب ہے۔ مال کا پورے طور پر مالک ہو لہٰذا کاروبار میں شراکت کرنے والے جتنے جتنے مال کے مالک ہیں اپنی اپنی زکوٰۃ نکالیں۔ مال روپے پر سال گذرے اور دوران سال جتنا مال آتا جائے گا اس کو پہلے (ہم جنس) مال ہی سے ملایا جائے گا اور دوران سال آنے والے مال (روپے پر) الگ الگ سال گذرنا شرط نہیں۔ زکوٰۃ سونا' چاندی اور مال تجارت پر ہوگی۔

..................⊕..................

کرسی پر نماز کی شرعی حیثیت

فَلَا وَ رَبِّکَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَهُمْ ثُمَّ لَا یَجِدُوْا فِیْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَیْتَ وَ یُسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ۝

ترجمہ: تیرے رب کی قسم! پیارے محبوب یہ لوگ اس وقت تک کامل مومن نہیں ہوں گے جب تک وہ آپ کو اپنے معاملات میں منصف نہ بنالیں جن میں وہ آپس میں جھگڑا کرتے ہیں اور پھر آپ کے حکم پر عمل کرنے میں دل میں ذرہ بھی تنگی نہ پائیں اور اس پر گردن تسلیم جھکا دیں۔

سرکار دو عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

کُلُّ اُمَّتِیْ یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ اَبٰی قِیْلَ وَ مَنْ اَبٰی قَالَ مَنْ اَطَاعَنِیْ دَخَلَ الْجَنَّةَ وَ مَنْ عَصَانِیْ فَقَدْ اَبٰی. (رواہ البخاری)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میری کل اُمت جنت میں داخل ہوگی مگر انکار کرنے والا۔ عرض کیا گیا ایسا وہ کون ہے؟ فرمایا: جس نے میری تابعداری کی جنت میں داخل ہوگا اور جو میری نافرمانی کرے گا وہی انکار کرنے والا ہے۔

آج اُمتِ مسلمہ کو نت نئے مسائل کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے جن کی وجہ سے اہلِ اسلام شش و پنج کا شکار اور اس کے حل کے متلاشی ہیں۔ جب سے روشن خیالی کی ہوا چلی ہے مسلمان سہل پسند ہو گئے ہیں' اپنی طبیعت میں سہل پسندی کے ساتھ ساتھ اب انہوں نے عبادات میں بھی آسانی کی راہ کو تلاش کرنا شروع کر دیا ہے۔

عہد حاضر میں عبادات و معاملات کے اندر لوگوں کا رجحان ان باتوں کی طرف زیادہ پایا جاتا ہے جو آسانی کا رستہ دکھائیں لہٰذا وہ شریعتِ مطہرہ کو بھی اپنی عقل پر پرکھتے ہیں اور اپنے نفس کی

پیروی کرتے ہوئے شریعت مطہرہ کی مخالفت سے بھی سر مو انحراف نہیں کرتے ہیں۔ ان مسائل میں سے ایک مسئلہ کرسی پر نماز پڑھنا ہے۔ چند سالوں سے مساجد میں کرسیوں کا رواج بہت بڑھ گیا ہے اور بعض مساجد میں تو کل نمازیوں کی تعداد کی ایک تہائی جگہ کرسیوں نے لے رکھی ہے۔ اگر آپ دقیق نظر سے دیکھیں تو خوش باش تندرست افراد ان کرسیوں پر براجمان نماز پڑھتے دکھائی دیں گے تو آپ عالم استع [illegible] میں غوطہ زن ہو کر سوچنے پر مجبور ہو جائیں گے آخر یہ کرسیوں پر بیٹھ کر نماز کیوں پڑھ رہے [illegible] کیجئے اور ان کی معذوری ملاحظہ فرمائیں۔ جب یہ لوگ نماز سے فارغ ہوں گے تو اپنی [illegible] ہوئے چلتے دکھائیں گے۔ یا ان کرسیوں پر نماز پڑھنے والے وہ بزرگ [illegible] ۔۔۔ دراز ہو چکی ہے کہ میں نے نماز کرسی پر پڑھنی ہے اگرچہ ان کو [illegible] ۔ بہ صورت مسئلہ یہ ہے:

جس شخص نے کسی بیماری کی وجہ سے نماز بیٹھ کر رکوع و سجود کے ساتھ پڑھی اگر وہ دوران نماز (بھی) تندرست ہو گیا تو بقیہ نماز کی بناء اسی پر رکھتے ہوئے قیام کرے وہ بیٹھ کر نماز ادا نہیں کرسکتا۔ (قدوری باب صلوٰۃ المریض)

پس کرسی پر بیٹھ کر نماز پڑھنے سے نماز کا ایک فرض قیام چھوٹ جاتا ہے جس کا حکم درج ذیل ہے:

قیام:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

📖 وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ. (البقرۃ:۲۳۸)

ترجمہ: اور تم اللہ کے لیے ادب سے کھڑے ہو جاؤ۔

قیام تمام فرضوں کی نماز اور وتر میں فرض ہے۔ (جوہرۃ النیرۃ سراج الوہاج فتاویٰ عالمگیری ج ۱) یعنی فرض، وتر، عیدین اور سنت فجر میں قیام فرض ہے۔ بلا عذر بیٹھ کر یہ نمازیں پڑھے گا تو ادا نہ ہوں گی۔ (در مختار، رد المحتار بحوالہ بہار شریعت)

عذر کی صورتیں:

(۱) اگر بندہ قیام پر قادر ہو اور سجود پر قادر نہ ہو یا فقط قیام نہ ہو تو اس شخص کے لیے دونوں میں اختیار ہے کہ کھڑے ہو کر اشارے سے پڑھ لے یا بیٹھ کر اشارے سے پڑھنا افضل ہے۔

(۲) اگر کسی کو زخم ہو اور سجدہ کرنے سے خون نکل آئے گا تو اس کو بھی مذکورہ اختیار حاصل ہوں گے۔

(۳) اگر کسی کو سلسل بول (پیشاب کا جاری رہنا) کی بیماری ہو اور کھڑے ہو کر نماز پڑھنے سے اس کا پیشاب نکل آئے تو اس کے لیے قیام ساقط ہو گیا۔ (کذافی مراقی الفلاح کتاب الصلوٰۃ)

(۴) اگر کسی کی پیٹھ (سرین) پر پھنسی (پھوڑا) ہو اور وہ بیٹھ بھی نہیں سکتا تو وہ تکیے کے سہارے کروٹ پر لیٹ کر نماز پڑھے گا۔

چنانچہ حدیث شریف میں ہے:

''عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے بواسیر کی بیماری تھی، میں نے نبی اکرم ﷺ سے نماز کے بارے میں پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا کھڑے ہو کر نماز پڑھو اگر طاقت نہ ہو تو بیٹھ کر نماز ادا کرو اگر اس کی بھی استطاعت نہ ہو تو لیٹ کر۔ اللہ تعالیٰ کسی نفس کو تکلیف نہیں دیتا مگر جتنی کہ اس کی وسعت ہو۔'' (بخاری، ابوداؤد، ترمذی)

مذکورہ بحث سے معلوم ہوا کہ اگر بندہ سخت تکلیف میں مبتلا ہو یا اس کو مرض کے بڑھ جانے کا خوف ہو تو اس کے لیے جائز ہے کہ بیٹھ کر نماز پڑھے مگر وہ شخص بیماری کے بڑھ جانے اور غلبہ کر لینے کا اعتبار اپنی رائے سے نہیں کرسکتا بلکہ کسی مسلمان حاذق (جو فاسق نہ ہو) ڈاکٹر (طبیب) کی اطلاع پر یا ظاہر حال پر سابقہ تجربہ پر اعتماد کرے۔ (کذافی حاشیۃ الطحاوی، صلوٰۃ المریض)

مریض کے لیے قیام اور ترک کی چند صورتیں:

(۱) اگر نمازی قیام پر قدرے قادر ہو اگرچہ وہ عصا یا دیوار کے ذریعے ہو تو اس پر حسب طاقت قیام کرنا لازم ہے خواہ وہ ایک آیت یا تکبیر کی مقدار ہو۔ مختار مذہب یہی ہے کیونکہ بعض کا کل کے ساتھ اعتبار کیا جاتا ہے۔ (درمختار شرح تنویرالابصار باب صلوۃ المریض جلد ۱ صفحہ ۲۰۴)

(۲) اگر کچھ قیام پر قادر ہو تمام پر نہ ہو مثلاً کھڑے ہو کر تکبیر اور کچھ قرأت پر قدرت رکھتا ہو تو اسے قیام کا حکم دیا جائے گا اور وہ نماز کو حسب طاقت قیام کے ساتھ بجا لائے گا جب عاجز آ جائے تو بیٹھ جائے۔ (تبیین الحقائق جلد ۱ صفحہ:۲۲۰)

(۳) اگر کھڑے ہو کر صرف تکبیر کہنے پر قادر ہے اس سے زیادہ قدرت نہیں رکھتا تو کھڑے ہو کر تکبیر کہے پھر بیٹھ جائے۔ (فتاویٰ قاضی خان جلد ۱ صفحہ:۸۲)

(۴) اگر اتنا کمزور ہے کہ مسجد میں جماعت کے لیے جانے کے بعد کھڑے ہو کر نماز نہیں پڑھ سکے گا اور گھر میں پڑھے تو کھڑا ہو کر پڑھ سکتا ہے تو گھر میں پڑھے جماعت میسر ہو تو جماعت سے ورنہ تنہا پڑھے۔ (درمختار ردالمختار بحوالہ بہار شریعت)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اس مسئلہ میں یوں رقمطراز ہیں آج کل بہت سے جہال ذرا سی بے طاقتی مرض یا کبر سن (بڑھاپا) میں سرے سے بیٹھ کر فرض پڑھتے ہیں۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلویؒ کی رائے:

آپؒ نے ان کی تین صورتیں بیان کرتے ہوئے فرمایا:

(۱) اولاً ان میں سے بہت ایسے ہیں کہ ہمت کریں تو پورے فرض کھڑے ہو کر ادا کر سکتے ہیں اور اس ادا سے نہ ان کا مرض بڑھے گا' نہ کوئی نیا مرض لاحق ہو' نہ گر نے پڑنے کی حالت ہو' نہ دوران سر' نہ کوئی الم شدید ہو صرف ایک گونہ مشقت و تکلیف ہے جس سے بچنے کے لیے صراحتاً نمازیں کھو دیتے ہیں۔ ہم نے مشاہدہ کیا ہے کہ وہی لوگ جنہوں نے کمزوری کی وجہ

سے یا بیماری کی وجہ سے فرض بیٹھ کر پڑھے ہیں وہی باتوں میں اتنی دیر کھڑے رہتے ہیں کہ اتنی دیر میں دس بارہ رکعت ادا کر لیتے۔ ایسی حالت میں ہرگز بیٹھنے کی اجازت نہیں ہے بلکہ فرض ہے کہ پورے فرض کھڑے ہو کر ادا کریں۔ کافی شرح وافی میں ہے: "اگر ادنیٰ مشقت لاحق ہو تو قیام چھوڑنا جائز نہ ہو گا۔"

(۲) ثانیاً مان لیا کہ انہیں اپنے تجربہ سابقہ خواہ کسی مسلمان طبیب حاذق عادل مستور الحال غیر ظاہر الفسق کے بتانے سے خواہ اپنے ظاہر حال کے نظر صحیح سے جو کم ہمتی و مدید و آرام طلبی پر مبنی ہو ظن غالب معلوم ہے کہ قیام سے کوئی مرض جدید یا مرض موجود شدید مزید ہو گا مگر یہ بات لمبے قیام میں ہو گی' تھوڑی دیر کھڑے ہونے کی یقیناً طاقت رکھتے ہیں تو ان پر فرض تھا کہ جتنے قیام کی طاقت تھی اتنا ادا کرتے یہاں تک کہ اگر صرف "اللہ اکبر" کھڑے ہو کر کہہ سکتے تھے تو اتنا قیام میں ادا کرتے۔ جب وہ غلبہ ظن کی حالت پیش آتی بیٹھ جاتے یہ ابتداء سے بیٹھ کر پڑھنا اب بھی نماز کو فاسد کرنے والا ہے۔

(۳) ثالثاً ایسا بھی ہوتا ہے کہ آدمی اپنے آپ تکبیر (اللہ اکبر کہنے کی) مقدار بھی کھڑا ہونے کی قوت نہیں رکھتا مگر عصا کے سہارے یا کسی آدمی خواہ دیوار پر تکیہ لگا کر کل یا بعض قیام پر قادر ہے تو اس پر فرض ہے کہ جتنا قیام اس سہارے یا تکیہ کے ذریعے کر سکے تو قیام بجا لائے' کل قیام کر سکتا ہو تو کل یا بعض تو بعض ورنہ صحیح مذہب میں اس کی نماز نہ ہو گی جیسا کہ درمختار میں ہے

"اگرچہ عصا یا دیوار کے سہارے سے کھڑا ہو سکے۔"

(درمختار' باب صلوۃ المریض' جلد ۱' صفحہ: ۱۰۴' بحوالہ فتاویٰ رضویہ' جلد ۶' صفحہ:۱۵۹)

اگر سہارے سے قیام کر سکتا ہو تو صحیح یہی ہے کہ سہارے سے کھڑا ہو کر نماز ادا کرے' اس کے علاوہ کفایت نہ کرے اور اسی طرح خادم یا عصا کے سہارے سے کھڑا ہو سکتا ہے تو قیام کرے اور سہارے سے نماز ادا کرے۔ (تبیین الحقائق' باب صلوۃ المریض' جلد ۱' صفحہ:۲۰۰)

پس قیام آٹھ صورتوں میں ساقط ہوگا:

(۱) جب کھڑا ہی نہ ہو سکے۔

(۲) یا سجدہ نہ کر سکے۔

(۳) یا کھڑے ہونے یا سجدہ کرنے میں زخم بہتا ہو۔

(۴) یا کھڑے ہونے سے پیشاب کا قطرہ آتا ہے۔

(۵) یا کھڑے ہونے سے چوتھائی ستر کھل جاتا ہے۔

(۶) یا کھڑے ہونے سے قرات سے مجبور محض ہو جاتا ہے۔

(۷) کھڑا تو ہو سکتا ہے مگر اس سے مرض میں زیادتی ہو جائے گی یا دیر میں تندرست ہو گا۔

(۸) یا ناقابل برداشت تکلیف ہو گی (غنیۃ)

لہٰذا معمولی بخار، خفیف تکلیف میں بیٹھ جانا بالخصوص کرسی (جو کہ کھڑے ہونے اور بیٹھنے سے معذور شخص کے لیے ہوتی ہے) پر نماز پڑھنا فساد نماز کا باعث ہے۔

چونکہ حدیث شریف میں ہے:

''حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ایک مریض کی عیادت کو تشریف لے گئے دیکھا کہ وہ تکیہ پر نماز پڑھتا ہے یعنی سجدہ کرتا ہے۔ آپ ﷺ نے اسے لیا اور پھینک دیا (مریض) نے ایک لکڑی لے لی تاکہ اس پر نماز پڑھے۔ آپ ﷺ نے اسے بھی پھینک دیا اور فرمایا زمین پر نماز پڑھ اگر استطاعت ہو ورنہ اشارہ کر اور سجدہ (کے اشارے) کو رکوع سے پست کر۔''

(ہٰذا حدیث حسن رواہ البیہقی ۳/۳۰۶ البزار)

پس کرسی پر بیٹھ کر انسان سجدہ کا اشارہ رکوع سے پست کرنے سے عاجز آ جاتا ہے کیونکہ مروج کرسی کے آگے لکڑی (تختی) لگی ہوتی ہے جو اس کو مزید جھکنے سے روک دیتی ہے۔

چنانچہ ہدایہ میں ہے:

وَ جَعَلَ سُجُوْدَهٗ اَخْفَضَ مِنْ رُكُوْعِهٖ.

ترجمہ: اور وہ اپنے سجدوں کا اشارہ رکوع سے پست کرے۔

لِاَنَّهٗ قَائِمٌ مَقَامَهُمَا فَاَخَذَ حُكْمُهُمَا. (فتح القدیر جلد ۲ صفحہ ۴)

ترجمہ: کیونکہ یہ دو سجدوں کے قائم مقام ہیں لہٰذا انہی کا حکم لیا جائے گا۔

مذکورہ کلام کا خلاصہ:

اگر (مذکورہ شرائط کے ساتھ) مریض کھڑے ہونے سے معذور ہو گیا تو وہ زمین پر بیٹھ کر نماز پڑھے اور بیٹھ کر پڑھنے میں کسی خاص حالت میں بیٹھنا ضروری نہیں بلکہ مریض کے لیے جیسے آسانی ہو مثلاً دو زانو وگرنہ جو آسان ہو اسے اختیار کر لے۔ اگر ٹانگوں میں تکلیف ہو تو اس کو سیدھا رکھے مگر اپنے پاؤں کو مکمل قبلہ کی طرف نہ پھیلائے بلکہ گھٹنا کھڑا رکھے۔

اگر مریض بیٹھ کر سجدہ کسی سخت چیز پر کرے تو اس کے لیے چند شرائط ہیں:

(۱) وہ زمین پر رکھی ہو اس کو کسی نے اُٹھایا نہ ہو۔

(۲) مریض رکوع کے لیے پیٹھ کو جھکائے فقط اشارہ نہ کرے۔

(۳) وہ چیز سخت ہو یہاں تک کہ سجدہ کرتے وقت پیشانی دب جائے۔

(۴) اس چیز کی اونچائی بارہ (۱۲) انگل سے زائد نہ ہو۔ (رد المحتار)

مذکورہ بالا صورت میں نماز پڑھنے سے حقیقتاً رکوع و سجود پائے گئے اور وہ اشارہ کے ساتھ نماز پڑھنے والا نہیں ہو گا۔ ایسا شخص جو اس طرح رکوع و سجود کر رہا ہے وہ قیام پر بھی قادر ہو سکتا ہے اگر اثنائے نماز میں یا ابتداء میں ہی وہ قیام پر قادر ہو تو اس پر کھڑے ہو کر نماز پڑھنا فرض ہے۔

مذکورہ بالا مسئلہ اس شخص کے لیے ہے جو زمین پر سجدہ کر ہی نہیں سکتا معلوم ہوا کہ جس کو رکوع و سجود کی قدرت ہو اگر وہ کرسی پر بیٹھ کر فقط اشارے سے نماز پڑھتا ہے تو اس کی نماز درست نہ ہو

گی کیونکہ ایک تو کرسی پر بیٹھ کر وہ رکوع کا اشارہ کر رہا ہے باوجودیکہ اس کو پیٹھ جھکانے کی قدرت تھی۔
دوسرا وہ سجود کے لیے بھی اشارہ کر رہا ہے جبکہ وہ زمین پر بیٹھ کر سجود کے ساتھ نماز ادا کر سکتا تھا۔
رکوع وسجود پر قادر کا مومی (اشارہ کرنے والا) بن جانا درست نہیں۔

(واللہ اعلم بالصواب)

ان کرسیوں کو قرآن پاک پڑھنے کے لیے بنایا گیا تھا لہٰذا ان کو اسی کے لیے استعمال کیا جائے اور اپنی نمازوں کو فساد سے بچایئے۔ اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

اربعین کریمی

مَنْ حَفِظَ عَلٰی اُمَّتِیْ اَرْبَعِیْنَ حَدِیْثًا مِنْ اَمْرِ دِیْنِهَا بَعَثَهُ اللّٰهُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ فَقِیْهًا عَالِمًا۔ (کنز العمال جلد ۱۰ صفحہ ۲۲۴)

ترجمہ: جو میرا اُمتی دین سے متعلق چالیس احادیث یاد کرے گا۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے فقیہ عالم کی صورت میں اُٹھائے گا۔

(۱) اَلْحَدِیْثُ الْاَوَّلُ فِیْ دَعَائِمِ الْاِسْلَامِ:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ تعالٰی عنهما قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بُنِیَ الْاِسْلَامُ عَلٰی خَمْسٍ شَهَادَةِ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ وَ اِقَامِ الصَّلٰوةِ وَ اِیْتَاءِ الزَّکٰوةِ وَالْحَجِّ وَ صَوْمِ رَمَضَانَ (مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ) (مشکوٰۃ صفحہ ۱۲)

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اسلام پانچ چیزوں پر قائم کیا گیا ہے' گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ﷺ ہیں اور نماز قائم کرنا' زکوٰۃ دینا' حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا۔ (بخاری ومسلم)

(۲) اَلْحَدِیْثُ الثَّانِیْ اَلْمَحَبَّةُ:

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ تعالٰی عنه قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ (مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ) (مشکوٰۃ صفحہ ۱۲)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا تم میں سے کوئی مومن نہیں ہو سکتا یہاں تک کہ میں اسے ماں' باپ' اولاد اور سب لوگوں سے پیارا ہو جاؤں۔ (بخاری ومسلم)

(٣) اَلْحَدِیْثُ الثَّالِثُ فِی حُقُوْقِ الْعِبَادِ :

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ تعالیٰ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَيَدِهٖ وَالْمُهَاجِرُ مَنْ هَجَرَ مَا نَهَى اللّٰهُ عَنْهُ

(بخاری، مشکوٰۃ صفحہ:١٢)

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان محفوظ رہیں اور مہاجر وہ ہے جو ممنوع چیزوں کو چھوڑ دے۔ (بخاری)

(٤) اَلْحَدِیْثُ الرَّابِعُ عِبَادَةُ الْقَلْبِ :

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَفْضَلُ الْاَعْمَالِ اَلْحُبُّ فِی اللّٰهِ وَالْبُغْضُ فِی اللّٰهِ. (ابوداؤد، مشکوٰۃ صفحہ:١٥)

ترجمہ: حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا بہترین عمل اللہ کیلئے محبت اور اللہ کیلئے عداوت ہے۔ (ابوداؤد)

(٥) اَلْحَدِیْثُ الْخَامِسُ فِی الْمُعَامَلَاتِ :

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قَالَ قَلَّمَا خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِلَّا قَالَ لَا اِيْمَانَ لِمَنْ لَا اَمَانَةَ لَهٗ وَلَا دِيْنَ لِمَنْ لَا عَهْدَ لَهٗ.

(البیہقی فی شعب الایمان، مشکوٰۃ صفحہ:١٥)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہا یہ بہت کم تھا کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں اسکے بغیر وعظ فرمائیں کہ جو امین نہیں اسکا ایمان نہیں جو وعدہ کا پابند نہیں اس کا دین نہیں۔ (یہ حدیث بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کی ہے)

(٦) اَلْحَدِیْثُ السَّادِسُ فِی خَصْلَةِ النِّفَاقِ :

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ تعالیٰ عنہما قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَرْبَعٌ مَنْ كُنَّ فِيْهِ كَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا وَمَنْ كَانَتْ فِيْهِ خَصْلَةٌ مِنْهُنَّ كَانَتْ فِيْهِ خَصْلَةٌ مِنَ النِّفَاقِ حَتّٰى يَدَعَهَا اِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ وَاِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَاِذَا عَاهَدَ غَدَرَ وَاِذَا خَاصَمَ فَجَرَ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ). (مشکوٰۃ صفحہ:١٧)

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس میں چار عیوب ہوں وہ نرا منافق ہے اور جس میں ایک عیب ہو ان میں سے اس میں منافقت کا عیب ہوگا جب تک اسے چھوڑ نہ دے۔ جب امانت دی جائے تو خیانت کرے جب بات کرے تو جھوٹ بولے جب وعدہ کرے تو خلاف کرے جب لڑے تو گالیاں بکے۔ (بخاری و مسلم)

(٧) اَلْحَدِیْثُ السَّابِعُ فِی التَّقْدِیْرِ :

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ تعالیٰ عنہما قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كُلُّ شَيْءٍ بِقَدَرٍ حَتّٰى الْعَجْزِ وَالْكَيْسِ. (مسلم، مشکوٰۃ صفحہ:١٩)

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہر چیز اندازے سے ہے یہاں تک کہ عاجزی اور عقلمندی۔ (مسلم)

(٨) اَلْحَدِیْثُ الثَّامِنُ اَلنَّهْیُ عَنِ الْبِدَعِ :

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ). (مشکوٰۃ صفحہ:٢٧)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو ہمارے دین میں وہ طریقہ ایجاد کرے جو اس دین میں نہیں وہ مردود ہے۔ (بخاری و مسلم)

(٩) اَلحَدِیثُ التَّاسِعُ الاِعتِصَامُ بِالکِتَابِ وَالسُّنَّةِ :

عَن اَبِی ھُرَیرَةَ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ یَکُونُ فِی اٰخِرِ الزَّمَانِ دَجَّالُونَ کَذَّابُونَ یَاتُونَکُم مِنَ الاَحَادِیثِ بِمَا لَم تَسمَعُوا اَنتُم وَلَا اٰبَاؤُکُم فَاِیَّاکُم وَ اِیَّاھُم لَا یُضِلُّونَکُم وَلَا یَفتِنُونَکُم۔ (رواہ مسلم مشکوٰۃ صفحہ:۲۸)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا آخری زمانہ میں ایسے جھوٹے دجال ہوں گے جو تمہارے پاس وہ احادیث لائیں گے جو نہ تم نے سنی ہوں گی اور نہ تمہارے باپ دادوں نے ان کو اپنے سے دور رکھو اور اپنے کو ان سے وہ تمہیں گمراہ نہ کردیں اور فتنہ میں نہ ڈال دیں۔ (مسلم)

(١٠) اَلحَدِیثُ العَاشِرُ فِی طُوبٰی لِلغُرَبَاءِ :

عَن اَبِی ھُرَیرَةَ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ بَدَأَ الاِسلَامُ غَرِیبًا وَ سَیَعُودُ کَمَا بَدَأَ فَطُوبٰی لِلغُرَبَاءِ۔ (رواہ مسلم مشکوٰۃ صفحہ:۲۹)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اسلام غریبی سے شروع ہوا اور جیسا شروع ہوا ویسا ہی پھر جائے گا غرباء کو خوشخبری ہو۔ (مسلم)

(١١) اَلحَدِیثُ الحَادِی عَشَرَ فِی اِتِّبَاعِ جَمَاعَةٍ کَبِیرَةٍ :

عَنِ ابنِ عُمَرَ رضی اللہ تعالیٰ عنہما قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ اِتَّبِعُوا السَّوَادَ الاَعظَمَ فَاِنَّہٗ مَن شَذَّ شُذَّ فِی النَّارِ۔ (رواہ الترمذی مشکوٰۃ صفحہ:۳۰)

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا بڑے گروہ کی پیروی کرو کیونکہ جو الگ رہا وہ الگ ہی آگ میں جائے گا۔ (ترمذی)

(١٢) اَلحَدِیثُ الثَّالِثُ عَشَرَ فِی اِمسَاکِ السُّنَّةِ :

عَن اَبِی ھُرَیرَةَ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ مَن تَمَسَّکَ بِسُنَّتِی عِندَ فَسَادِ اُمَّتِی فَلَہٗ اَجرُ مِائَةِ شَهِیدٍ۔ (رواہ البیہقی فی کتاب الزہد مشکوٰۃ صفحہ:۳۰)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس نے میری اُمت کے بگڑتے وقت میری سنت کو مضبوط تھاما تو اس کے لئے سو شہیدوں کا ثواب ہے۔ (البیہقی)

(١٣) اَلحَدِیثُ الثَّالِثُ عَشَرَ فِی لِفَاقٍ بِالجَمَاعَةِ :

عَن اَبِی ذَرٍّ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ مَن فَارَقَ الجَمَاعَةَ شِبرًا فَقَد خَلَعَ رِبقَةَ الاِسلَامِ عَن عُنُقِہٖ۔ (رواہ احمد ابوداؤد مشکوٰۃ صفحہ:۳۱)

ترجمہ: حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو جماعت سے بالشت بھر بچھڑا اس نے اسلام کی رسی اپنی گردن سے اُتار دی۔ (احمد ابوداؤد)

(١٤) اَلحَدِیثُ الرَّابِعُ عَشَرَ فِی فَضِیلَةِ العَالِمِ :

عَنِ ابنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ تعالیٰ عنہما قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ فَقِیہٌ وَاحِدٌ اَشَدُّ عَلَی الشَّیطَانِ مِن اَلفِ عَابِدٍ۔ (رواہ الترمذی وابن ماجہ مشکوٰۃ صفحہ:۳۴)

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ایک فقیہ شیطان پر ہزار عابدوں سے زیادہ بھاری ہے۔ (ترمذی ابن ماجہ)

(١٥) اَلحَدِیثُ الخَامِسُ عَشَرَ فِی طَلَبِ العِلمِ :

عَن اَنَسٍ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ مَن خَرَجَ فِی طَلَبِ العِلمِ فَهُوَ فِی سَبِیلِ اللّٰہِ حَتّٰی یَرجِعَ۔ (رواہ الترمذی والدارمی مشکوٰۃ صفحہ:۳۴)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو علم کی تلاش میں نکلا وہ واپسی تک اللہ کی راہ میں ہے۔ (ترمذی، دارمی)

(۱٦) اَلْحَدِیْثُ السَّادِسُ عَشَرَ فِیْ مَذَمَّةِ الْعُلَمَاءِ السُّوْءِ:

عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ طَلَبَ الْعِلْمَ لِيُجَارِيَ بِهِ الْعُلَمَاءَ اَوْ لِيُمَارِيَ بِهِ السُّفَهَاءَ اَوْ يَصْرِفَ بِهِ وُجُوْهَ النَّاسِ اِلَيْهِ اَدْخَلَهُ اللّٰهُ النَّارَ. (رواہ الترمذی، مشکوٰۃ صفحہ: ۳۴)

ترجمہ: حضرت کعب ابن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو (شخص) اس لیے علم طلب کرے تاکہ علماء کا مقابلہ کرے یا جہلاء سے جھگڑے یا لوگوں کی توجہ اپنی طرف کرے تو اللہ اسے آگ میں داخل کرے گا۔ (ترمذی، ابن ماجہ عن ابن عمر)

(۱۷) اَلْحَدِیْثُ السَّابِعُ عَشَرَ اَلتَّفْسِیْرُ بِرَائِیْ خَطَأٌ:

عَنْ جُنْدُبٍ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ قَالَ فِی الْقُرْآنِ بِرَأْيِهٖ فَاَصَابَ فَقَدْ اَخْطَأَ. (رواہ الترمذی وابوداؤد، مشکوٰۃ صفحہ: ۳۵)

ترجمہ: حضرت جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو قرآن میں اپنی رائے سے کہے پھر ٹھیک بھی کہہ دے تب بھی خطا کر گیا۔ (ترمذی، ابوداؤد)

(۱۸) اَلْحَدِیْثُ الثَّامِنُ عَشَرَ فِی امْتِنَاعِ الْجِدَالِ فِی الْقُرْآنِ:

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْمِرَاءُ فِی الْقُرْآنِ كُفْرٌ. (رواہ احمد، ابوداؤد، مشکوٰۃ صفحہ: ۳۵)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا قرآن میں جھگڑنا کفر ہے۔ (احمد، ابوداؤد)

(۱۹) اَلْحَدِیْثُ التَّاسِعُ عَشَرَ فِیْ مَذَمَّةِ مُخَايَلَةِ الْعُلَمَاءِ:

عَنْ مُعَاوِيَةَ رضی اللہ تعالیٰ عنہما قَالَ اِنَّ النَّبِیَّ ﷺ نَهٰی عَنِ الْاُغْلُوْطَاتِ.

(رواہ ابوداؤد، مشکوٰۃ صفحہ: ۳۵)

ترجمہ: حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہا کہ بے شک نبی ﷺ نے معموں سے منع فرمایا۔ (ابوداؤد، مشکوٰۃ)

(۲۰) اَلْحَدِیْثُ الْعِشْرُوْنَ فِیْ تَرْغِیْبِ الْعِلْمِ:

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تَعَلَّمُوا الْفَرَائِضَ وَالْقُرْآنَ وَ عَلِّمُوا النَّاسَ فَاِنِّیْ مَقْبُوْضٌ.

(رواہ الترمذی، مشکوٰۃ صفحہ: ۳۵)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا علم میراث اور قرآن سیکھو اور لوگوں کو سکھاؤ پس میری وفات ہونے والی ہے۔

(ترمذی)

(۲۱) اَلْحَدِیْثُ الْحَادِیْ وَالْعِشْرُوْنَ فِیْ اِدْرَاكِ الْعِلْمِ:

عَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْاَسْقَعِ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ طَلَبَ الْعِلْمَ فَاَدْرَكَهٗ كَانَ لَهٗ كِفْلَانِ مِنَ الْاَجْرِ فَاِنْ لَّمْ يُدْرِكْهُ كَانَ لَهٗ كِفْلٌ مِّنَ الْاَجْرِ. (رواہ الدارمی، مشکوٰۃ صفحہ: ۳٦)

ترجمہ: حضرت واثلہ بن سقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو علم طلب کرے پھر پا بھی لے تو اسکے لیے ثواب کا دوہرا حصہ ہے لیکن اگر پا نہ سکے تو اس کے لیے ثواب کا ایک حصہ ہے۔

(۲۲) اَلْحَدِیْثُ الثَّانِی وَالْعِشْرُوْنَ فِی عِیَادَةِ الْمَرِیْضِ :

📖 عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَنْ تَوَضَّأَ فَاَحْسَنَ الْوُضُوْءَ وَ عَادَ اَخَاہُ الْمُسْلِمَ مُحْتَسِبًا بُوْعِدَ مِنْ جَهَنَّمَ مَسِیْرَةَ سِتِّیْنَ خَرِیْفًا۔

(رواہ ابوداؤد؛ مشکوٰۃ صفحہ: ۱۳۵)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو اچھی طرح وضو کرے اور ثواب طلب کرنے کیلئے اپنے مسلمان بھائی کی عیادت کرے تو ستر سال کے فاصلہ پر دوزخ سے دور رکھا جائے گا۔ (ابوداؤد)

(۲۳) اَلْحَدِیْثُ الثَّالِثُ وَالْعِشْرُوْنَ فِیْ اِحْتِرَامِ الْمَسْجِدِ :

📖 عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَیْبٍ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ عَنْ تَنَاشُدِ الْاَشْعَارِ فِی الْمَسْجِدِ وَ عَنِ الْبَیْعِ وَالْاِشْتِرَاءِ فِیْهِ وَ اَنْ یَّتَحَلَّقَ النَّاسُ یَوْمَ الْجُمُعَةِ قَبْلَ الصَّلٰوةِ فِی الْمَسْجِدِ۔ (رواہ ابوداؤد ترمذی؛ مشکوٰۃ صفحہ: ۷۰)

ترجمہ: حضرت عمرو ابن شعیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مسجد میں اشعار پڑھنے اور وہاں خرید و فروخت کرنے سے منع فرمایا اور اس سے بھی منع فرمایا کہ لوگ جمعہ کے دن مسجد میں نماز سے پہلے حلقے بنا کر بیٹھیں۔ (ابوداؤد ترمذی)

(۲۴) اَلْحَدِیْثُ الرَّابِعُ وَالْعِشْرُوْنَ فِی الصَّلٰوةِ عَلَی النَّبِیِّ ﷺ :

📖 عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ صَلٰوةً وَّاحِدَةً صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ عَشْرًا۔ (رواہ مسلم؛ مشکوٰۃ صفحہ: ۸۶)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس نے مجھ پر ایک بار درود پڑھا اس پر اللہ دس رحمتیں کرے گا۔ (مسلم)

(۲۵) اَلْحَدِیْثُ الْخَامِسُ وَالْعِشْرُوْنَ فِیْ اَوْقَاتِ مَکْرُوْهَةٍ :

📖 عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لَا صَلٰوةَ بَعْدَ الصُّبْحِ حَتّٰی تَرْتَفِعَ الشَّمْسُ وَلَا صَلٰوةَ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰی تَغِیْبَ الشَّمْسُ (مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ)۔ (مشکوٰۃ صفحہ: ۹۳)

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کوئی نماز نہیں فجر کے بعد سورج بلند ہونے تک اور نہ عصر کے بعد سورج ڈوبنے تک۔ (مسلم و بخاری)

(۲۶) اَلْحَدِیْثُ السَّادِسُ وَالْعِشْرُوْنَ فِیْ اَفْضَلِیَّةِ الْجَمَاعَةِ :

📖 عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ تعالیٰ عنہما قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ صَلٰوةُ الْجَمَاعَةِ تَفْضُلُ صَلٰوةَ الْفَذِّ بِسَبْعٍ وَّ عِشْرِیْنَ دَرَجَةً (مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ)۔ (مشکوٰۃ صفحہ: ۹۵)

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جماعت کی نماز اکیلی نماز پر ستائیس درجے افضل ہے۔ (بخاری و مسلم)

(۲۷) اَلْحَدِیْثُ السَّابِعُ وَالْعِشْرُوْنَ صَلٰوةُ الْجَنَازَةِ فِی الْمُصَلّٰی :

📖 عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ نَعٰی لِلنَّاسِ النَّجَاشِیَّ الْیَوْمَ الَّذِیْ مَاتَ فِیْهِ وَ خَرَجَ بِهِمْ اِلَی الْمُصَلّٰی فَصَفَّ بِهِمْ وَ کَبَّرَ اَرْبَعَ تَکْبِیْرَاتٍ (مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ)۔ (مشکوٰۃ صفحہ: ۱۴۴)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے لوگوں کو نجاشی کی موت کی خبر دی جس دن اُنھوں نے وفات پائی اور حضور ﷺ صحابہ کے ساتھ عیدگاہ تشریف لے گئے ان کی صفیں بنائی اور چار تکبیریں کہیں۔ (مسلم و بخاری)

(۲۸) اَلحَدِیثُ الثَّامِنُ وَالعِشرُونَ فِی بَیَانِ اَنَّ ثَوَابَ الصَّدَقَةِ یَصِلُ اِلَی المَیِّتِ:

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قَالَتْ اِنَّ رَجُلاً قَالَ لِلنَّبِیِّ ﷺ اِنَّ اُمِّی افْتُلِتَتْ نَفْسُهَا وَ اَظُنُّهَا لَوْ تَکَلَّمَتْ تَصَدَّقَتْ فَهَلْ لَهَا اَجْرٌ اِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْهَا قَالَ نَعَمْ (مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ). (مشکوٰۃ، صفحہ:۱۷۳)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہا کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ میری ماں اچانک فوت ہو گئیں میرا خیال ہے اگر کچھ بولتیں تو خیرات کرتیں۔ تو کیا انہیں ثواب ہوگا؟ اگر میں ان کی طرف سے خیرات کروں فرمایا ہاں! (مسلم و بخاری)

(۲۹) اَلحَدِیثُ التَّاسِعُ وَالعِشرُونَ فِی تَمَنِّی المَوْتِ:

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ لَا یَتَمَنَّیَنَّ اَحَدُکُمُ المَوْتَ مِنْ ضُرٍّ اَصَابَهُ فَاِنْ کَانَ لَا بُدَّ فَاعِلاً فَلْیَقُلِ اللّٰهُمَّ اَحْیِنِی مَا کَانَتِ الحَیٰوةُ خَیْرًا لِی وَ تَوَفَّنِی اِذَا کَانَتِ الوَفَاةُ خَیْرًا لِی (مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ). (مشکوٰۃ، صفحہ:۱۳۹)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا تم میں سے کوئی آئی ہوئی مصیبت کی وجہ سے موت کی تمنا نہ کرے پھر اگر کرنا ہی پڑ ہی جائے تو یوں کہو "یا اللہ جب تک میرے لئے زندگی بہتر ہو تو مجھے زندہ رکھ اور جب میرے لئے موت بہتر ہو تو مجھے موت دے"۔ (بخاری و مسلم)

(۳۰) اَلحَدِیثُ الثَّلَاثُونَ فِی ثُبُوتِ مِیلَادِ النَّبِیِّ ﷺ:

عَنْ اَبِی قَتَادَةَ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قَالَ سُئِلَ رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ عَنْ صَوْمِ الاِثْنَیْنِ فَقَالَ فِیهِ وُلِدْتُ وَ فِیهِ اُنْزِلَ عَلَیَّ. (رواہ مسلم مشکوٰۃ صفحہ:۱۷۳)

ترجمہ: حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہا کہ رسول اللہ ﷺ سے پیر کے روزے کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا اس دن میں پیدا ہوا اور اسی دن مجھ پر قرآن اتارا گیا۔ (مسلم)

(۳۱) اَلحَدِیثُ الحَادِی وَالثَّلَاثُونَ فِی العِبَادَةِ المَخْفِیَّةِ عَنِ النَّاسِ:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ لَا حَسَدَ اِلَّا عَلَی اثْنَیْنِ رَجُلٍ اٰتَاهُ اللّٰهُ القُرْاٰنَ فَهُوَ یَقُومُ بِهِ اٰنَاءَ اللَّیْلِ وَاٰنَاءَ النَّهَارِ وَ رَجُلٍ اٰتَاهُ اللّٰهُ مَالاً فَهُوَ یُنْفِقُ مِنْهُ اٰنَاءَ اللَّیْلِ وَ اٰنَاءَ النَّهَارِ (مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ). (مشکوٰۃ، صفحہ:۱۸۳)

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا صرف دو شخصوں پر رشک (حسد غبطہ) ہے ایک وہ جس کو اللہ نے علم قرآن دیا وہ دن و رات اسے پڑھتا ہو۔ دوسرا وہ شخص جسے اللہ نے مال دیا وہ دن رات اس سے خیرات کرے۔ (مسلم و بخاری)

(۳۲) اَلحَدِیثُ الثَّانِی وَالثَّلَاثُونَ فِی بَرَکَاتِ سُورَةِ یٰسٓ:

عَنْ عَطَاءِ بْنِ اَبِی رَبَاحٍ رضی اللہ تعالیٰ عنہما قَالَ بَلَغَنِی اَنَّ رَسُولَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ مَنْ قَرَاَ یٰسٓ فِی صَدْرِ النَّهَارِ قُضِیَتْ حَوَائِجُهُ. (رواہ الدارمی مرسلاً مشکوٰۃ صفحہ:۱۸۹)

ترجمہ: حضرت عطا ابن ابی رباح رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہا مجھے خبر ملی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شروع دن میں سورۃ یٰسین پڑھ لے اس کی تمام ضرورتیں پوری ہوں گی۔ (دارمی مرسلاً)

(۳۳) اَلحَدِیثُ الثَّالِثُ وَالثَّلَاثُونَ فِی اِقْرَارِ الذَّنْبِ وَ رَحْمَةِ اللّٰہِ:

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ اِنَّ العَبْدَ اِذَا اعْتَرَفَ ثُمَّ تَابَ تَابَ اللّٰهُ عَلَیْهِ (مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ). (مشکوٰۃ، صفحہ:۲۰۳)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جب بندہ گناہ کا اقرار کر لیتا ہے۔ پھر توبہ کرتا ہے۔ تو اللہ اس کی توبہ قبول کر لیتا ہے۔ (مسلم و بخاری)

(٣٤) اَلْحَدِيْثُ الرَّابِعُ وَالثَّلَاثُوْنَ فِيْ اَنَّ الْمَرْءَةَ لَا تُسَافِرُ بِغَيْرِ مَحْرَمٍ :

📖 عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ تعالٰی عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تُسَافِرِ امْرَأَةٌ مَسِيْرَةَ يَوْمٍ وَّ لَيْلَةٍ اِلَّا وَ مَعَهَا ذُوْ مَحْرَمٍ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ). (مشکوٰۃ صفحہ: ٢٢١)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کوئی عورت ایک دن و رات کا سفر بغیر محرم کے نہ کرے۔ (مسلم و بخاری)

(٣٥) اَلْحَدِيْثُ الْخَامِسُ وَالثَّلَاثُوْنَ فِيْ زِيَارَةِ قَبْرِ النَّبِيِّ ﷺ :

📖 عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ تعالٰی عنہما مَرْفُوْعًا مَنْ حَجَّ فَزَارَ قَبْرِيْ بَعْدَ مَوْتِيْ كَانَ كَمَنْ زَارَنِيْ فِيْ حَيَاتِيْ. (رواہ البیہقی فی شعب الایمان، مشکوٰۃ صفحہ: ٢٢١)

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مرفوعاً روایت ہے جو میری وفات کے بعد حج کرے پھر میری قبر کی زیارت کرے وہ اسی طرح ہوگا جو میری زندگی میں میری زیارت کرے۔ (بخاری و مسلم)

(٣٦) اَلْحَدِيْثُ السَّادِسُ وَالثَّلَاثُوْنَ فِيْ تَرْغِيْبِ اَكْلِ الْحَلَالِ :

📖 عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ تعالٰی عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ لَحْمٌ نَبَتَ مِنَ السُّحْتِ وَ كُلُّ لَحْمٍ نَبَتَ مِنَ السُّحْتِ كَانَتِ النَّارُ اَوْلٰى بِهٖ.

(رواہ احمد والدارمی، البیہقی فی شعب الایمان، مشکوٰۃ صفحہ: ٢٤٢)

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا وہ گوشت جنت میں نہ جائیگا جو حرام سے اُگا ہوا (پلا ہو) اور جو گوشت حرام سے اُگے اس سے آگ بہت قریب ہے۔ (احمد، دارمی، بیہقی فی شعب الایمان)

(٣٧) اَلْحَدِيْثُ السَّابِعُ وَالثَّلَاثُوْنَ فِيْ بَيْعٍ مَبْرُوْرٍ :

📖 عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ رضی اللہ تعالٰی عنہ قَالَ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَیُّ الْكَسْبِ اَطْيَبُ قَالَ عَمَلُ الرَّجُلِ بِيَدِهٖ وَ كُلُّ بَيْعٍ مَبْرُوْرٍ. (رواہ احمد، مشکوٰۃ صفحہ: ٢٤٢)

ترجمہ: حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہا کہ عرض کیا گیا یا رسول اللہ ﷺ کون سا کسب (کونسی کمائی) بہت پاکیزہ ہے فرمایا انسان کی اپنے ہاتھ کی دستکاری اور ہر نیکی تجارت۔ (احمد)

(٣٨) اَلْحَدِيْثُ الثَّامِنُ وَالثَّلَاثُوْنَ فِيْ اَدَاءِ الْقَرْضِ :

📖 عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى رضی اللہ تعالٰی عنہ قَالَ اِنَّ اَعْظَمَ الذُّنُوْبِ عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ يَّلْقَاهُ بِهٖ عَبْدٌ بَعْدَ الْكَبَائِرِ الَّتِيْ نَهَى اللّٰهُ عَنْهَا اَنْ يَّمُوْتَ رَجُلٌ وَ عَلَيْهِ دَيْنٌ لَا يَدَعُ لَهٗ قَضَاءً. (رواہ احمد و ابوداؤد، مشکوٰۃ صفحہ: ٢٥٣)

ترجمہ: حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان بڑے گناہوں کے بعد جن سے اللہ نے منع کیا سب سے بڑا جرم یہ ہے کہ انسان مقروض ہو کر مرے جس کی ادائیگی نہ چھوڑے۔ (احمد و ابوداؤد)

(٣٩) اَلْحَدِيْثُ التَّاسِعُ وَالثَّلَاثُوْنَ فِيْ حَقِّ الْمُسْلِمِ :

📖 عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ تعالٰی عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَقُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ خَمْسٌ رَدُّ السَّلَامِ وَ عِيَادَةُ الْمَرِيْضِ وَ اتِّبَاعُ الْجَنَائِزِ وَ اِجَابَةُ الدَّعْوَةِ وَ تَشْمِيْتُ الْعَاطِسِ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ). (مشکوٰۃ صفحہ: ١٣٣)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا مسلمان کے مسلمان پر پانچ حق ہیں (١) سلام کا جواب دینا (٢) بیمار کی عیادت کرنا (٣) جنازوں کے ساتھ جانا (٤) دعوت قبول کرنا اور (٥) چھینک کا جواب دینا۔ (بخاری و مسلم)

(٤٠) اَلْحَدِيثُ الْاَرْبَعُوْنَ فِی اَنَّ تَسْمِيَةَ الشَّيْئِ بِغَيْرِ اللّٰهِ جَائِزٌ :

عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اُمَّ سَعْدٍ مَاتَتْ فَاَیُّ الصَّدَقَةِ اَفْضَلُ قَالَ الْمَاءُ فَحَفَرَ بِئْرًا وَ قَالَ هٰذِهٖ لِاُمِّ سَعْدٍ. (رواہ ابوداؤد نسائی' مشکوٰۃ صفحہ:۱۶۹)

ترجمہ: حضرت سعد ابن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اُم سعد (سعد کی والدہ) وفات پا گئیں تو اب کونسا صدقہ بہتر ہے فرمایا پانی لہٰذا سعد نے کنواں کھدوایا اور فرمایا (نبی کریم ﷺ نے) یہ کنواں سعد کی ماں کا ہے۔ (ابوداؤد نسائی)

..................❀..................

For God Sake

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ اَمَّا بَعْدُ فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى.

اِنَّ الَّذِيْنَ يُحَآدُّوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ اُوْلٰٓئِكَ فِی الْاَذَلِّيْنَ. (المجادلۃ:۲۰)

- **Those who resis Allah and his Messenger will be among those most humiliated**

Those is no surprise if a nonbeliever ridicules the order of Islam because he's biased as we've seen many examples like the disgrace of the Quranic scriptures in Guantanamo Bay; the blasphemous caricatures and awarding of Noble Prize for writing "Satanic Verses".

But the tragedy is that a group of people who claim to be Muslim and proclaim a relation with the Prophet (A), are ridiculing the orders of their Prophet (A). And ruining the spirit of Islam in the name of enlightenment. The Prophet (A) who knew every thing had explained the issue centuries ago. He said:-

يَكُوْنُ فِی اٰخِرِ الزَّمَانِ دَجَّالُوْنَ كَذَّابُوْنَ يَاْتُوْنَكُمْ مِنَ الْاَحَادِيْثِ بِمَا لَمْ تَسْمَعُوْا اَنْتُمْ وَلَا اٰبَاؤُكُمْ فَاِيَّاكُمْ وَ اِيَّاهُمْ لَا يُضِلُّوْنَكُمْ وَلَا يَفْتِنُوْنَكُمْ. (مسلم)

- **A time will come when the liars would report some thing, which you would never have heard before. Stay away from them, and keep them away from you lest they should put you on the wrong path.**

How can we invite the nonbelievers to our religion if we ourselves ridicule its holy orders? I 'm going to discuss the newly released

movie *"Khuda ke liye"* made by a famous Pakistani producer, Shoaib Mansoor, and the script has been written by Javaid Ghamdi. It is actually a joint venture of Pakistan, India and the US which has destroyed the image of Islamic culture and *Jihad*.

The West has always been trying to diminish the dignity and importance of Islamic teachings from the heart of the Muslims. They control the international media and arrange programs creating doubts and misinformation about the teachings of Islam. (*parda*, beard etc.)

The same has been intended in the said movie *"Khuda ke liye"*. Let us read the expressions of the film maker Shoaib Mansoor, in his views about the film. "After 9/11 the West got more hostile towards Islam and Islam could not get the 'modernity' which it needed, Junaid Jamshaid gave up music as he has been convinced that it is *haram* (forbidden). How come that Allah would hate two of his beloved things, music and painting. Such a confused fellow has no right to misguide thousands of fans.

I planned to compensate that loss inflicted on the society which has already been branded as a fundamental one. No doubt, we need to take Islam to the modern times instead of dragging it to the past. The best service of Islam is to make it usable according to the needs of the day".

The enlightened views of the film maker, are openly pronouncing his bold ideas. And we can better judge what light and guide line, he would offer us. Famous Indian actor, Nasir-ul-deen shah has been given the role of a Muslim scholar. We must ask ourselves that does Islam allow us to wade into a dark valley in the name of enlightenment? Before we advance towards the subject of this movie we need to understand that the orders, which are certain and their meanings are confirmed regarding knowledge, practice, inheritance and continuity. They are the Necessities of Islam. And all Scholars, *Fuqaha (men of understanding) Muhaddis* announce unanimously that one who negates them or ridicules them is no

more a Muslim.

📖 وَ مَنْ وَصَفَ اللهَ بِمَا لَا يَلِيْقُ بِهِ أَوْ سَخِرَ بِاسْمٍ مِّنْ أَسْمَائِهِ أَوْ بِأَمْرٍ مِّنْ أَوَامِرِهِ أَوْ أَنْكَرَ وَعْدَهُ وَ وَعِيْدَهُ يَكْفُرُ وَ كَذَا مُخَالَفَةُ مَا أُجْمِعَ عَلَيْهِ وَ إِنْكَارُهُ بَعْدَ الْعِلْمِ بِهِ يَخْفٰى مِنْ أُمُوْرِ الدِّيْنِ كُفْرٌ. (شرح الفقہ الاکبر صفحہ ۲۴۲)

- **One who attributes something low about Allah or ridicules any of His names or negates His decisions, is out of Islam. Moreover, the negation of the unanimous (*Ijma'a* اجماع) decisions of the *Ulma'a* is also against Islam.**

Singing & Music :

Song is called *"Ghina'a"* "غِنَاءٌ" in Arabic whether the subject is good or bad.

Musical instruments are called *"Ma'azif"* "مَعَازِف". The instruments which are played with the mouth are called *"Mazameer"* "مزامیر".

The dialogue of the actor, playing the part of a Scholar in the movie *"Khuda ke Iiye"* is:

> "Allah selected only four out of one hundred and twenty four thousand Prophets and bestowed miracles upon them. The Prophet Muhammad (ﷺ) was given the Quran, Prophet Moses (A.S) was given a staff to split the river into two; Prophet Isaa (A.S) could enliven the dead. And what was the Prophet David given...? Dawood (David) was given singing as a miracle which could intoxicate even the birds and could tear the mountains. Is it worthy for Almighty to give something *(Haraam)* forbidden to his Prophet as a miracle?"

But the fact is, that singing was not the music, nor an ordinary song like those of Lata Mangashkar, but the holy recitation of the book.

The Quran :

إِنَّا سَخَّرْنَا الْجِبَالَ مَعَهُ يُسَبِّحْنَ بِالْعَشِيِّ وَالْإِشْرَاقِ. (ص آیت:۱۸)

- Verily we made the mountains to glory our praises with him (David) after the midday till sunset and after the sunrise till midday.

وَ سَخَّرْنَا مَعَ دَاوُدَ الْجِبَالَ يُسَبِّحْنَ وَالطَّيْرَ وَ كُنَّا فَاعِلِينَ. (الانبیاء آیت:۷۹)

- And we subjected the mountains and the birds to glority our praises along with David and it was We who were the doer (of all these things).

وَ لَقَدْ آتَيْنَا دَاوُدَ مِنَّا فَضْلًا ط يَا جِبَالُ أَوِّبِي مَعَهُ وَالطَّيْرَ ع. (سبا:۱۰)

- And indeed We bestowed grace on Dawud from Us (saying): "O you mountains, Glority (Allah) with him! And you birds (also)!

Dawood (A.S) was gifted with a sweet voice. He used to recite the holy verses day and night in his particular tone. And the birds and mountains would join him.

Now we can not join his action with those of the present times. Nowadays songs are nothing but vulgarity and insolence.

؎ حسینوں کو آتے ہیں کیا کیا بہانے
خدا بھی نہ جانے تو ہم کیسے جانیں

؎ خدا بھی آسماں سے جب زمیں پر دیکھتا ہو گا
میرے محبوب کو کس نے بنایا سوچتا ہو گا

؎ تجھ کو دی صورت پری کی دل نہیں تجھ کو دیا
ملا خدا تو پوچھتا یہ ظلم تو نے کیوں کیا

(Referring to the 3rd verse) God is not cruel so it is against Islam to call him so.

To negate God's attribute of All knowing 'and All seeing' or share them one word else is unfair (shirk). So it is with the Prophet Dawood (A.S). He never used any musical instrument with the recitation of the Holy book. And without these, there is no objection. So, we can not prove the music of present times a part of Islamic teachings on this plea.

Note: It is not necessary for any act to be halal which was allowed in the past Shariahs. (Divine Religions)

As Quran says:-

وَ رَفَعَ أَبَوَيْهِ عَلَى الْعَرْشِ وَ خَرُّوا لَهُ سُجَّدًا ع. (سورۃ یوسف:۱۰۰)

- **And he raised his parents high on the throne (of dignity) and they fell down in prostration (All) before him**

(AL-Quran 12:100)

Sajda-e-tahiyat (honorary prostration) was allowed in the time of Yousaf (A.S), but the same is forbidden in the *Shariyat-e-Muhammadi* (ﷺ). So, no one can do that now. Likewise, in the Shariah of Adam (A.S) marriage between a true brother and sister, was allowed. From this reference, if someone's says,

"Is it possible for Allah to use some *haram* (forbidden) means to increase the growth the human population and allow the same in the *Shariya* of such a great Prophet, Adam (A.S)? So, we can marry our sisters".

One who considers it *Halal* (permissible), referring to the argument, is out of Islam. So, no reference can be taken from any former times. As wione was not forbidden in many of the former times as it is in *Shariat-e-Mohammadi* (ﷺ).

So, we conclude that Islamic Laws are clear cut which forbid the honorary sajda; marriage with true sister; wine taking and music.

When Islam kept on gaining popularity and the charm of the Quran started winning the hearts, Nadar bin Haris played a trick to hinder the spread of Islam. He bought some girls who were expert in singing and dancing. Whenever the Holy Prophet (ﷺ) recited the Quran, he ordered those girls to sing and dance there to divert the attention of the listeners.

Allah said:-

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّ يَتَّخِذَهَا هُزُوًا اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ o (لقمان:۶)

- **But there are, among men. Those who purchase idle tales without knowledge (or meaning) to mislead (men) from the path of Allah and throw ridicule (on the path): for such there will be a humiliating penalty *(Al-Quran 31:6)*.**

The Opinion of Sahaba :

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَّ ابْنِ عَبَّاسٍ وَّالْحَسَنِ وَ عِكْرِمَةَ وَ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالُوْا لَهْوَ الْحَدِيْثِ الْغِنَاءُ وَالْاٰيَةُ نَزَلَتْ فِيْهِ.

(مظہری جلد ۷ صفحہ ۲۴۶، خازن جلد ۵ صفحہ ۲۱۳، بغوی جلد ۵ صفحہ ۲۱۳)

- **Hazrat Abdullah bin Masood, Hazrat Abdullah bin Abbas, Hassan, Ikrama and Saeed Bin Jobaer (R.Z) say that *'Lahw wal Hadis'* لَهْوُ الْحَدِيْثِ means singing and music. And this ayat (verse) announces the *hurmat* of music..**

The same has been confirmed by Qazi Sana ullah Pani patti (Tafsir Mazhari, 7,248)

This is a confirmed fact that music is one of those things which intoxicate the hearts, cause disputes and invite to sin.

Allah said:-

اَفَمِنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ تَعْجَبُوْنَ o وَ تَضْحَكُوْنَ وَلَا تَبْكُوْنَ o وَ اَنْتُمْ سٰمِدُوْنَ o

(النجم:۵۹-۶۱)

- **Do ye then wonder at this recital? And will ye laugh and not weep, - wasting your time in vanities?**
  (Al-Quran 53:59:60, 61).

Allama Alusi illustrates "Saamidoon" سٰمِدُوْنَ in a way.

قَالَ اَبُوْ عُبَيْدَةَ السُّمُوْدُ الْغِنَاءُ بِلُغَةِ حِمْيَرٍ يَقُوْلُوْنَ يَا جَارِيَةُ اِسْمُدِيْ لَنَا.

- **Hazrat Abu Ubaida (R.A) says that *"Assamood"* means music as it is in *'Homairi'* language as it is said: "o girl sing us a song".**

Hadith :

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ غَنْمٍ الْاَشْعَرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْ عَامِرٍ اَوْ اَبُوْ مَالِكٍ الْاَشْعَرِيُّ وَاللّٰهِ مَا كَذَبَنِيْ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَيَكُوْنَنَّ مِنْ اُمَّتِيْ اَقْوَامٌ يَسْتَحِلُّوْنَ الْحِرَّ وَالْحَرِيْرَ وَالْخَمْرَ وَالْمَعَازِفَ.

(صحیح بخاری جلد ۲ صفحہ ۸۳۷، سنن کبری جلد ۱۰ صفحہ ۲۲۱)

- **It is narrated by Abu' Amir or Abu Malik Al-ash' ari: That he heard the Prophet (ﷺ) saying, "From among my followers there will be some people who will consider fornication, the wearing of silk, the drinking of alcohol and the use of musical instruments, as lawful. (Bukhari: Book 7: volume : 69 : hadith 494)."**

Hadrat Ali Radiallah Anho relates that the Holy Prophet (ﷺ) said that his *Umma* would be cursed when it would have fifteen things in it. When asked about them, he (ﷺ) explained:

1. When national wealth is considered personal property.
2. When trust is broken.
3. When men obey their wives.
4. When zakat is considered punishment.
5. When mothers are disobeyed.
6. When cruelty to the father.
7. When mosques get noisy.
8. When unworthy men become leaders.
9. When men are respected out of fear.
10. When wine is common.
11. When silk is worn.
12. When singing women become common.
13. When successors would abuse the predecessors.
14. When musical instruments would be common it is also narrated that:-

"Hard storms; earthquakes; thrusting into earth; deformation of the faces and the storms are awaited like the beads of a broken string spread around."

We should learn a vital moral lesson from the earthquake of Muzaffarabad and Balakot. Do we wait for any more signs from the Almighty Allah? May He save us!!

The condition of the Muslims is very pathetic in this respect. The germs of music have entered into their bodies and they have started considering it the food or soul. Even, people use music with the name of Allah and that of the Holy Prophet (ﷺ). The Musllims should not show such disrecpect. That might ruin their deeds. Melodious sound is one of the gifts of God which should not be wasted in singing and music. Rather, it should be used in reciting the Quran and *Naat*. That's why the Holy Prophet(ﷺ) said:-

📖 عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَيِّنُوا الْقُرْآنَ بِاَصْوَاتِكُمْ. (بخاری جلد۲ صفحہ:۱۱۲۶، ابوداؤد جلد۱ صفحہ:۲۱۳، ابن ماجہ صفحہ:۹۵)

- **Hazrat Baraa bin Aazib (R.A) reports that the Holy Prophet (ﷺ) says 'Recite the Holy Quran with your beautiful voices.**

Beautiful voices create a charm in the Quran. Every thing has a jewel; and a beautiful voice is the jewel of the Quran.

If, one has a good voice, he should recite the Holy Quran with his God given gift instead of becoming a singer. So that the non-muslims may embrace Islam. Otherwise, one can never convert others by singing songs. If Islam gets strength no one can every think of disgracing Quran in *Guantana Bay* prison.

So far as the singing of young girls on weddiongs is concerned. *'Daf'* was only an announcement of marriage. It does have some conditions also. It shouldn't have any jingling nor a particular rhythm. Men and respected women are not allowed to play it. Only women of ordinary background would play it in precision. And trumpets are not allowed. Only girls or the maids would do it who would not be professionals. Nor should they sing vulgar or disputed songs. And men should not hear them. As it was sung on the event of *Gazwa-e-Khandaq*.

📖 وَاللّٰهِ لَوْلَا اللّٰهُ مَا اهْتَدَيْنَا
وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا
فَاَنْزِلَنْ سَكِيْنَةً عَلَيْنَا
وَثَبِّتِ الْاَقْدَامَ اِنْ لَّاقَيْنَا
اِنَّ الْاُوْلٰى قَدْ بَغَوْا عَلَيْنَا
اِذَا اَرَادُوْا فِتْنَةً اَبَيْنَا

(صحیح بخاری جلد۲ صفحہ:۵۸۹، صحیح مسلم جلد۲ صفحہ:۱۱۳)

- **By God, we could never be reformed; if He had not helped us. Neither would we have given charity, nor offered prayers. O' Allah bestow on us peace and strengthen us against the enemies. They have embushed us and when they want to create disruption we resist.**

Even the given concession can not be availed in the present times as it will be used negatively.

Dress Code :

The dialogue of the actor, playing the role of a Scholar in the movie "Khuda ke liye" is:

"Dress is something cultural nor religious."

If the fact had remained so, the companions of the Holy Prophet (ﷺ) would not have been wearing the same dress even after conquering other countries and would have adapted accordingly. Great empires were conquered in the reign of Hazrat Umar (R.A). They never changed their dress when they changed things according to the teaching of Islam.

The don't change themselves, but change everything.

If people change their genders, the Muslims would not mimic them culturally. As the Holy Prophet (ﷺ) said:-

لَعَنَ اللّٰهُ الْمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ وَالْمُتَشَبِّهِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ.

(صحیح بخاری کتاب اللباس جلد ۲ صفحہ: ۸۷۴)

- **Those women are cursed by Allah who adopt men's appearance. And the same is with the men.**

Can we change our look according to social conditions inspite of having the clear sayings of the Prophet (ﷺ).

"You are one of the people whom you copy."

So, the dress, which is a symbol of the non-believers, is forbidden in Islam.

Beard :

To consider the 'beard" a mere *'Sunnah'* and to redicule it can lead to Kufr because all *'Faraiz'* (obligatory orders) are received through the *'Sunnah'*. And those who do so could not escape the truth. Beard is the *Noor* (light) of Allah. This is the real charm of a face which beautifies it and reveals the hearts as well.

The dialogue of the actor, playing the role of a Scholar in the movie *"Khuda ke liye"* is:

"I have kept a beard with my free will not due to a religious obligation *(Faraz)*."

In the above reference, the film maker has taken the melodious recitation of Hazrat Dawood (A.S) and tried to justify music. They must know that none of Messengers of Allah (One hundred and twenty four thousand) shaved their beards. Can't we take it as an argument? They try to lessen the value and importance of the orders of Allah and those of His Prophet (ﷺ) and befool the simpletons.

The dialogue of the actor, playing the role of a Scholar in the movie *"Khuda ke liye"* is:

"A beard is not the first step of love but the last. When the lover touches the apex, he wishes to look like his beloved. It is not wise for us to force the people to take the final step on initial stages."

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشْرٌ مِنَ الْفِطْرَةِ قَصُّ الشَّارِبِ وَ اِعْفَاءُ اللِّحْيَةِ وَالسِّوَاكُ وَاسْتِنْشَاقُ الْمَاءِ وَ قَصُّ الْاَظْفَارِ وَ غَسْلُ الْبَرَاجِمِ وَ نَتْفُ الْاِبِطِ وَ حَلْقُ الْعَانَةِ وَانْتِقَاصُ الْمَاءِ قَالَ زكريا قال مصعب و نسيت العاشرة الا ان تكون المضمضة. (صحیح مسلم، باب خصال الفطرۃ، جلد۱ صفحہ:۱۲۹)

- **Hazrat Ayesha (R.A) Said, "Ten things are from nature (i.e. should be done) (i)Shaving the moustaches, (ii)keeping the beard, (iii)*Miswaq*, (iv)Washing of nose, (v)Trimming of nails, (vi)Washing of hands after eating, (vii) Shaving the armpits, (viii)Shaving the pubic hair, (ix)Washing after passing urine, (x)Washing of mouth.**

Now it is not forcing someone to take the fional step. Rather keeping a beard is natural like the trimming of nails. And shaving the beard is altering the laws of Nature, thus, forbidden.

قَالَ اللّٰهُ عَزَّ اسْمُهٗ حَاكِيًا عَنْ اِبْلِيْسَ وَلَاُضِلَّنَّهُمْ وَلَاُمَنِّيَنَّهُمْ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ اٰذَانَ الْاَنْعَامِ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَنَ اللّٰهُ الْوَاشِمَاتِ وَالْمُسْتَوْشِمَاتِ وَالْمُتَنَمِّصَاتِ وَالْمُتَفَلِّجَاتِ لِلْحُسْنِ الْمُغَيِّرَاتِ خَلْقَ اللّٰهِ.

(صحیح بخاری، کتاب اللباس، جلد۲ صفحہ:۸۷۹، صحیح مسلم کتاب اللباس جلد۲ صفحہ۲۰۵)

- **Allah, the all Honorable said that Satan said 'I will mislead the men and put them on building castles in the air. And make them cut animal's ears. And tempt them to change their look the Holy Prophet (ﷺ) said 'Curse of Allah be upon those women who change their features; and those who pluck their brows; and those who get themselves tooth-gaped artificially for beauty and alter the will of Allah..**

Shame on the Muslim men who are doing the same. Once, a saint was questioned that Adam (A.S) was born with a beard. He answered 'Yes' and recited the Ayat.

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ. (پارہ:۳۰ سورۃ التین آیت:۴)

- **And no doubt, We have indeed created man in the best of moulds.**

Shaving the beard would have been included with other trimmings in the orders of the Holy Prophet (A), if it had been against the beauty. Allah must have made man's face one word like that of women, if He would have thought it beautiful.

Arguments :

Some people try to shirk their responsibility by considering beard a Sunnah (optional). The Holy Prophet (ﷺ) said:-

يَحْسَبُ اَحَدُكُمْ مُتَّكِئًا عَلٰى اَرِيْكَتِهٖ قَدْ يَظُنُّ اَنَّ اللّٰهَ لَمْ يُحَرِّمْ شَيْئًا اِلَّا مَا فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ اَلَا وَ اِنِّيْ وَاللّٰهِ قَدْ اَمَرْتُ وَ وَعَظْتُ وَ نَهَيْتُ عَنْ اَشْيَاءَ اِنَّهَا لَمِثْلُ الْقُرْاٰنِ اَوْ اَكْثَرُ. (سنن ابی داؤد، کتاب الخراج والامارۃ، جلد۲ صفحہ:۷۶)

- **Don't consider the things forbidden by the Quran the full and final, as I, (The Prophet) have forbidden many more (Through the message of Allah) which are as sure as those of the Quran.**

Once Hazrat Abdullah Bin Masood (R.A) said:-

"The curse of Allah be upon those women who change their features; and those who pluck their hair; and those who get themselves tooth-gaped artificially for beauty and alter the will of Allah."

On hearing this, a woman came to Hazrat Abdullah Bin Masood (R.A) and asked the reason of this severe statement. He answered that he could never change the will of the Prophet (ﷺ) and the decision of the Quran. The woman said that she had gone throughthe whole Quran but she had not read things like that. Then, he recited:-

📖 وَ مَا اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا۔ (سورۃ الحشر آیت ۷)

- **So take what the Messenger assigns to you, and deny yourselves that which he withholds from you..**

The woman agreed. The speaker said:-

"No doubt, the Holy Prophet (ﷺ) has forbidden from doing all this."

After that he, the actor uttered a blasphemous sentence which even no nonbeliever could say.

The dialogue of the actor, playing the role of a Scholar in the movie "Khuda ke liye" is:

"Aren't we creating the lovers of Abu Jahl instead of the lovers of the Prophet (ﷺ), because, Abu Jahl had a beard and he used to wear the dress as the

Holy Prophet used to wear."

To compare the beard of the Muslims with that of Abu Jahl is a clear blasphemy of the *Sunnah*. And it shows the stone-heartedness of the writer. The Muslims would not stop following any Islamic tradition if the non-muslims start doing the same.

If the non-muslims eat, should we strave; if they drink, should we die of thirst? We should not give up and Islamic order if it is similar to any of the non-believers. The Holy Prophet (ﷺ) said:-

📖 خَالِفُوا الْمُشْرِكِيْنَ قُصُّوا الشَّوَارِبَ وَ اَعْفُوا اللُّحٰى۔

(صحیح بخاری کتاب اللباس جلد ۲ صفحہ ۸۷۵)

- **Oppose the non-believers. Keep your beard and trim your moustache.**

Shaving is not the opposition of the non-believers but keeping the beard is. So, those who shave, actually copy the non-believers, not those who keep a beard. We should not stop wearing Islamic dress if the non believers do it.

The Holy Prophet (ﷺ) said:-

📖 تَسَرْوَلُوْا وَ ائْتَزِرُوْا وَ خَالِفُوْا اَهْلَ الْكِتَابِ قُصُّوْا سِبَالَكُمْ وَ وَفِّرُوْا عَثَانِيْنَكُمْ وَ خَالِفُوْا اَهْلَ الْكِتَابِ۔ (مسند احمد بن حنبل جلد ۵ صفحہ ۲۶۵-۲۶۴)

- **Wear trousers and biond *Tah'band*. And oppose the Jews and Christians. And trim moustache and keep a beard.**

So, we can not relinquish the Islamic traditions in a mere opposition of the non-believers.

We can not go out naked in blind opposition if the non-muslims follow Islamic wearing.

A muslim must ponder that a *Sikh* doesn't shave, and wears a

turban on the orders of his *Guru* and damn-cares the modernity but prefers the religion and does have an individuality. But, a muslim claims to be a lover of the true Prophet of Allah and then throws his orders away and mimics the Jews and the Christians. 'Islam or music' if one removes 'or' from the slogan and play drum and in the mosques in the name of enlightened Islam. For the interior light one can not say prayer (*Salat*) in heart only. No, some of the things are related to Islamic traditions. If we keep leaving them, one day, they'll die out and the Muslims would go astray.

Nikah (Marriage) :

We can be successful only by following the path shown by Allah. In some conditions a Muslim man can marry a Non-Muslim woman a Christian or a Jew. But a muslim woman can not marry a Non-Muslim man as Allah says:-

📖 وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا ۚ (البقرۃ آیت:۲۲۱)

- **Don't marry your daughters to the Non-Muslim men until they embrace Islam.**

So, marrying of a girl to a Non-Muslim man is forbidden in Islam.

Allah says:-

📖 اُولٰٓئِكَ يَدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلَى الْجَنَّةِ وَالْمَغْفِرَةِ بِاِذْنِهٖ ۚ

(البقرۃ آیت:۲۲۱)

- **The Non-Muslims invite you to the Hell and Allah invites you to the Paradise and forgiveness.**

A muslim (man or woman) can not marry a worshipper of stars; an idol-worshipper; a sun-worshipper. So, a Muslim man can never marry a non-muslim leaving the Jew or the Christian.

- The Muslim man can marry a Jew or a Christian but he should avoid it as it may cause many vices.

- The Muslim man can marry a Jew or a Christian but he should avoid it as it may cause many vices.
- Only Christian name is not enough as we do have some Naturists and atheists. They can not be married with nor can we eat their slaughtered animals.
- If a Muslim marries a Christian and she converts to any other religion, the marriage would not longer be valid.
- If a Muslim man marries a non-muslim woman, the children would be Muslim.
- A Muslim woman can't marry anyone except a Muslim man.

A Marriage By Force :

No adult and mature girl can be married without her permission neither by her father, nor by the Islamic Ruler whether she is a virgin or once married. The same is the case of a man.

As the children can not foresee the complications of the future, they should be careful about the advice of their parents if they instruct them right and wise. As the Holy Prophet (ﷺ) advised Hazrat Mu'az (R.A) regarding the respect of the parents.

📖 وَلَا تَعُقَّنَّ وَالِدَيْكَ وَاِنْ اَمَرَاكَ اَنْ تَخْرُجَ مِنْ اَهْلِكَ وَمَالِكَ.

(مسند احمد بن حنبل، مشکوٰۃ صفحہ:۱۸)

- **Do not obey your parents even if they deprive you of your family and wealth.**

If a Muslim is being married by force, he can refuse. But once married, he or she can not deny whether one says that one was not willing to. Nor, the claim be entertained after the birth of children. That's why

Muslim children must learn these teachings and the parents should arrange for them. As Allah says 'Save yourself and your family from the fire of Hell, the fire which is fueled with men and stones.' The Holy Prophet (A) said 'Each one of you is a guardian. And every guardian would be answerable for those, he is guardian of'.

Every head of the family is liable to saving his family from sin and making then do virtue. He should create love of Islam in their hearts, otherwise, they'll throw him out like rubbish in his old-age.

Note: **The above-mentioned arguments are brief. For detailed description and any open dialogue on this subject we are ever ready.**

غوثیہ کتب خانہ کی اہم پیشکش

اربعین ثمرہ

فی نجات الایامِ الآخرۃ

تخریج شدہ

مصنفہ

فی المعلمات ثمرۃ التحقیقات

محترمہ حافظہ ثمرہ حمید صاحبہ

ناشر



غوثیہ کتب خانہ

مین بازار مجاہد آباد مغلپورہ لاہور

فون ۰۳۲۲-۶۱۰۳۸۷۴ / ۰۳۰۷-۴۵۳۷۰۷۳

تنظیم المدارس اہلسنت پاکستان

برائے طالبات کے نصاب میں شامل عقائد کی لاجواب کتاب

توضیح العقائد

مصنف

حضرت الشاہ محمد رکن الدین محدث الوری رحمۃ اللہ علیہ

تخریج وتصحیح

حافظ محمد صابر حسین چشتی

ناشر



غوثیہ کتب خانہ

مین بازار مجاہد آباد مغلپورہ لاہور

فون ۰۳۲۲-۶۱۰۳۸۷۴ / ۰۳۰۷-۴۵۳۷۰۷۳

برائے نصاب ثانویہ عامہ طالبات

تنظیم المدارس (اہلسنّت) پاکستان

خلفائے راشدینؓ

مصنف

حضرت علامہ مفتی جلال الدین احمد امجدی رحمۃ اللہ علیہ

ناشر

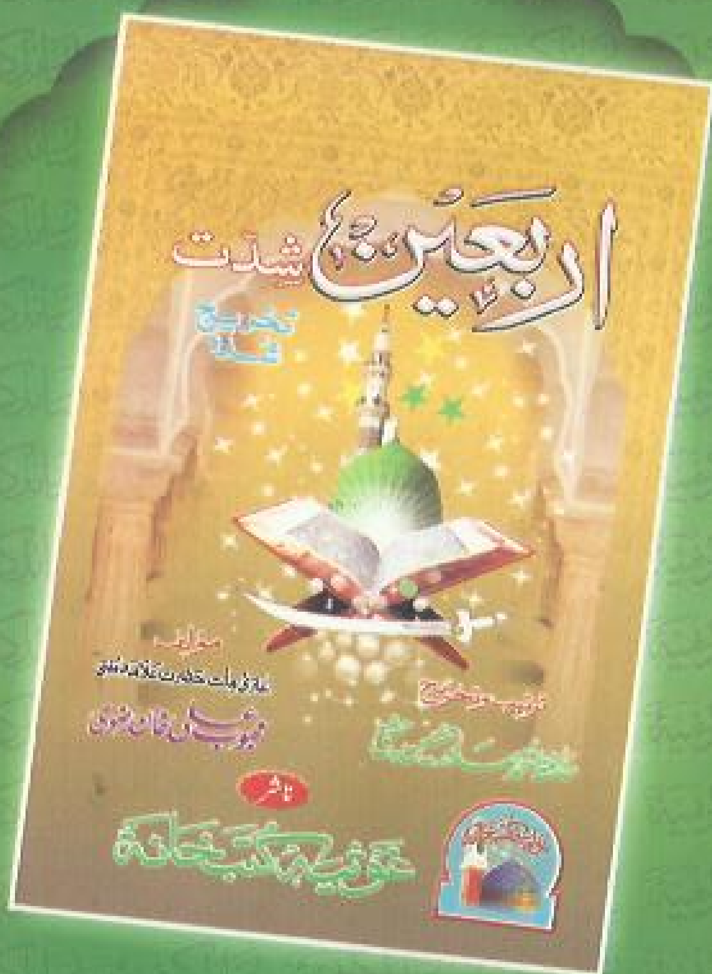


غوثیہ کتب خانہ

مین بازار مجاہد آباد مغلپورہ لاہور

فون ۰۴۲-۷۱۰۳۸۷۴ / ۰۳۰۷-۴۵۳۷۰۴۳

بدمذاہب پر سختی کرنے پر یک صد (۱۰۰) احادیث کا نادر مجموعہ



ناشر

غوثیہ کتب خانہ

مین بازار مجاہد آباد مغلپورہ لاہور

فون ۰۴۲-۷۱۰۳۸۶۴ / ۰۳۰۷-۴۵۳۴۰۷۳